مبلغ اسلام وارث فیوضاتِ حضوریہ

صاحبزادہ سیّد علی احمد شاہ صابر قصوریؒ

پروفیسر محمد الیاس اعظمی

دار التحقیق کوٹ اعظم خاں قصور

Marfat.com

Marfat.com

مبلغ اسلام وارث فیوضاتِ حضوریہ

صاحبزادہ سیّد علی احمد شاہ صابر قصوری ؒ

(حیات و خدمات)

تالیف:

پروفیسر محمد الیاس اعظمی

خادمان سلسلہ عالیہ حضوریہ قصوریہ

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

81002

نام کتاب	———	صاحبزادہ سیّد علی احمد شاہ صابر قصوری رحمۃ اللہ علیہ (حیات وخدمات)
مصنف	———	پروفیسر محمد الیاس اعظمی
صفحات	———	800
اوّل ایڈیشن	———	مارچ 2007ء
کمپوزنگ	———	وارڈز میکر
ناشر	———	دار التحقیق کوٹ اعظم خان (قصور)
مطبع	———	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
قیمت	———	روپے

ملنے کا پتا

دار التحقیق کوٹ اعظم خان قصور

Marfat.com

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی
ذخیرہ

انتساب

رابعۂ عصر والدۂ ماجدہ مخدومہ ومحترمہ

حاجن صدیقاں بی بی (ادام اللہ ظلہا علینا)

کے نام

جن کے فیضِ تربیت نے راقم کو اپنے نیک اور صالح بندوں سے نسبت، محبت، عقیدت کی لازوال دولت سے نوازا۔

جو حضرت صاحبزادہ سیّد علی احمد شاہ قدس سرہ، سے کمال درجہ عقیدت رکھتی ہیں اور آج بھی اُن کا ارشاد ہے:

''اسیں تاں شاہ صاحبؒ دے دسّے ہوئے مسئلیاں تے عمل کردے رہیناں۔ سانوں اَج کل دے نویں مسئلیاں دا نئیں پتہ''

احقر وکمترین

محمد الیاس اعظمی

قصور

منگل 20 فروری 2007ء

رات ایک بج کر بیس منٹ

Marfat.com

فہرست

❀ انتساب ۳
❀ کلماتِ تشکر ۱۱
❀ دریچہ سخن — محمد صادق قصوری ۱۳
❀ حیاتِ تازہ — علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری ۲۰
❀ میرے حضرت صاحب — پروفیسر محمد اشرف قادری ۲۴
❀ نذرانۂ عقیدت — پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ۳۶
❀ حرفِ محبت — علامہ مفتی محمد گل احمد خاں عتیقی ۳۷
❀ حق عقیدت — علامہ عبدالحق ظفر چشتی ۳۹
خاندانی پس منظر ۴۳
❀ درسگاہ مرتضویہ ۴۳
❀ مرج البحرین — سیّد غلام حسین ۴۶
❀ قصور منتقلی ۴۷
❀ شجرہ نسب آبائی ۴۷
❀ حافظ سیّد احمد شاہ ۴۸
❀ بیعت وارشاد ۴۸
❀ ملازمت ۴۹
❀ وصال ۴۹
حضرت خواجہ پیر سیّد نذیر احمد شاہ ۵۰
❀ پیدائش ۵۰

Marfat.com

❀ تعلیم وتربیت ۵۰

❀ دینی تعلیم ۵۰

❀ سرکاری ملازمت ۵۱

❀ ملازمت سے دستبرداری ۵۱

❀ بیعت وارادت ۵۲

❀ پھوپھی صاحبہ کی تلقین ۵۲

❀ ایک مردقلندر کی آمد ۵۲

❀ اسلاف کی بشارات ۵۳

❀ شادی مبارک ۵۳

❀ خلافت واجازت ۵۳

❀ والدگرامی کا انتقال ۵۴

❀ ریاضت ومجاہدات ۵۴

❀ ذوقِ عبادت ۵۴

❀ وصال مبارک ۵۵

❀ کرامات ۵۶

صاحبزادہ سیّد علی احمد شاہ ۵۸

❀ ولادت ۵۸

❀ پرورش ۵۸

❀ ابتدائی تعلیم ۵۹

❀ ثناءخوانی محبوب ۵۹

❀ سراپا مبارک ۶۰

❀ شجرۂ نسب ۶۱

❀ خواجہ دائم الحضوری سے نسبت ۶۳

❀ حصول تعلیم کے لیے لاہور روانگی ۶۴

❀ حضرت سیّد ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ سے تلمذ ۶۴

Marfat.com

❀ السنہ شرقیہ کی تعلیم ۶۸
❀ سیّد علی احمد ..... سیّد علی ہجویری کی خدمت میں ۶۸
❀ حضرت میاں علی محمد خاں بسی شریف ۷۰
❀ بیعت طریقت ۷۱
❀ خلافت واجازت ۷۱
❀ شادی مبارک ۷۲
❀ اولاد امجاد ۷۳
❀ حرمین شریفین کی حاضری ۷۳
❀ سمندر میں محفل میلاد ۷۴
❀ حرم مکہ کی حاضری ۷۵
❀ حاضری بارگاہ بہمیں جاہ ۷۵
❀ بارگاہِ عالی میں حاضری کا انداز ۷۵
❀ قطبِ مدینہ کی بارگاہ میں ۷۶
❀ مکہ کی طرف مراجعت ۸۱
❀ مقام حطیم پر درس ۸۲
❀ ذکراذکار کے لیے نشست ۸۲
❀ اُم القریٰ مکہ کے آثار کی زیارت ۸۳
❀ غارِ حرا کی زیارت ۸۳
❀ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ۸۴
❀ بلایا ہے پھر شہر محبت نے مجھے ۸۴
❀ روضۂ اطہر پر محفل درود ۸۶
❀ حضرت مدنی کی خدمت میں حاضری ۸۷
❀ قصیدہ بردہ شریف کی اجازت ۸۸
❀ آثار نبویہ کی زیارت ۸۸
❀ مزارات صحابہ واہل بیت کی حاضری ۸۹

Marfat.com

- محلہ بنی ہاشم میں ۸۹
- مساجد مدینہ کی زیارت ۸۹
- مہمان خانہ رسول ...... مکان ابوایوب کی زیارت ۹۰
- کاشانۂ ابی بکر کا دیدار ۹۰
- مزار سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زیارت ۹۰
- مقام بدر کی زیارت ۹۱
- مدینہ طیبہ سے واپسی ۹۱
- پاکستان واپسی ۹۲
- ساہیوال سے قصور ۹۳
- تبرکات کی تقسیم ۹۳

قومی و ملی خدمات ۹۶

- تحریک پاکستان میں کردار ۹۶
- تحریک تحفظِ ختم نبوت میں کردار ۹۸
- سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کردار ۱۰۲
- تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم 1977ء ۱۰۵
- کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان ۱۰۷
- کل پاکستان میلادِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کانفرنس رائیونڈ ۱۰۹
- تنظیماتِ اہل سنت کی سرپرستی ۱۱۲
- **دینی و مذہبی خدمات** ۱۱۵
- خطبۂ جمعہ کا آغاز ۱۱۶
- قصور سے ساہیوال منتقلی ۱۱۶
- ایوانِ صدر اسلام آباد میں خطابت ۱۱۷
- اسلام آباد سے قصور واپسی ۱۱۸
- درسِ قرآن کا اجراء ۱۱۸
- عرس خواجگانِ قصوریہ ۱۱۹

Marfat.com

❀ محافل میلاد ونعت کا فروغ ۱۲۰

❀ جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۰

❀ محفل گیارہویں شریف کا فروغ ۱۲۱

❀ عرس حضرت اویس قرنی اور حضرت غوث الاعظم ۱۲۳

❀ تبلیغی دورہ جات ۱۲۳

❀ **علمی خدمات** ۱۲۵

❀ آثار علمی (تصانیف) ۱۲۶

❀ اشاعتی خدمات ۱۳۰

❀ انجمن مخدومیہ حضوریہ کا قیام ۱۳۲

روحانی خدمات ۱۳۴

❀ تصوف واخلاق ۱۳۴

❀ درس مثنوی ۱۳۵

❀ کلام اقبال سے محبت ۱۳۶

❀ ماہانہ محفل ذکر ۱۳۶

❀ سرکار غوثیت مآب سے والہانہ عشق ۱۳۷

❀ یا شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ ۱۳۹

❀ سلام بحضور غوث الثقلین ۱۳۹

❀ دارالعرفان کا قیام ۱۴۰

❀ خصوصی محفل کے وظائف ۱۴۱

❀ اجازت نامہ ۱۴۲

❀ چالیس مجرب وظائف ۱۴۲

❀ وظائف محفل ۱۴۵

❀ شجرہ شریف (قادریہ، مجددیہ، نقشبندیہ) ۱۴۷

❀ ملفوظات ۱۵۶

❀ سانحۂ ارتحال ۱۶۱

Marfat.com

❀ حیاتِ مبارکہ کی آخری خواہش ۱۶۳
❀ لو۔شہر قصور آ گیا ۱۶۴
❀ راقم کی سعادت ۱۶۵
❀ اہل قصور کے لیے عام الحزن ۱۶۷
❀ مزار مبارک کی تعمیر ۱۶۸
❀ باقیات صالحات ۱۶۹
❀ خلفائے عظام ۱۷۰
❀ کرامات و مکشوفات ۱۷۲
❀ علماء و مشائخ کے تاثرات ۱۷۸
❀ منظوم نذرانہ عقیدت ۱۹۲
❀ **تجلیات کردار** ۲۱۰
❀ تقویٰ و پرہیزگاری ۲۱۰
❀ تواضع و انکساری ۲۱۱
❀ حب الٰہی و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۲۱۱
❀ جاہ طلبی سے نفرت ۲۱۲
❀ دنیوی حرص و لالچ سے مبرا ۲۱۲
❀ اخلاص و للّٰہیت ۲۱۳
❀ مہمان نوازی ۲۱۳
❀ جود و سخا ۲۱۴
❀ خوش خلقی ۲۱۴
❀ ریاکاری و نمود سے پرہیز ۲۱۴
❀ مخلص داعی حق ۲۱۵
❀ مشفق مصلح ۲۱۵
پیرزادہ سیّد عمران احمد ولی شاہ مدظلہٗ ۲۱۶
❀ ولادت ۲۱۶
❀ سراپا و شخصیت ۲۱۶

Marfat.com

❀ تعلیم و تربیت ۲۱۷

❀ بیعت وارادت ۲۱۸

❀ جدید عصری تعلیم ۲۱۸

❀ خلافت واجازت ۲۱۹

❀ حرمین شریفین کی زیارت ۲۲۰

❀ مجھے ہے شوق بہت بار بار دیکھوں گا ۲۲۱

❀ شبینہ نعت ۲۲۳

❀ سفیر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۲۲۴

❀ پیرزادہ صاحب کا عزم ومشن ۲۲۵

❀ اہل محبت کے نام پیغام ۲۲۵

دینی و ملی خدمات ۲۲۶

مذہبی خدمات ۲۲۷

❀ ماہانہ روحانی محفل ۲۲۷

❀ فروغ حمد ونعت کے لیے عملی کوششیں ۲۲۷

❀ اعراس بزرگانِ دین ۲۲۸

❀ مزاراتِ اولیاء پر حاضری ۲۲۸

❀ سنی سیکرٹریٹ کی تعمیر میں کردار ۲۲۹

❀ نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری ۲۲۹

❀ جماعتِ اہل سنت پاکستان کے ضلعی امیر ۲۲۹

❀ جوائنٹ سیکرٹری جماعت اہل سنت پنجاب ۲۳۰

انتخابی سیاست کا آغاز ۲۳۱

❀ ناظم یونین کونسل ۲۳۱

❀ قومی سیاست کا آغاز ۲۳۲

❀ پاکستان مسلم لیگ میں شمولیت ۲۳۲

❀ صدر علماء ومشائخ ونگ پنجاب ۲۳۳

Marfat.com

کلماتِ تشکر

کائناتِ انسانی کی طرف اتاری گئی آخری الہامی کتاب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ اپنے نیک و صالح بندوں' انبیاء و رسل اور اولیائے کاملین کا ذکر کرنے اور اُن کی کتاب حیات کا مطالعہ کرنے کا بارہا مرتبہ حکم دیا ہے یہی نہیں بلکہ جا بجا تکرار کے ساتھ احوال انبیاء اور حالاتِ صلحاء کو بیان بھی کیا ہے۔ اس حکم ربانی کی حکمت یہ ہے کہ ان احوال و مقامات کو پڑھ کر قاری کے دل میں بھی قربِ الٰہی کے حصول اور اعمالِ صالحہ کی بجا آوری کا جذبہ پیدا ہوا۔ اور وہ بھی بادۂ ضلال میں بھٹکنے کی بجائے طریق حق کی طرف گامزن ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ اس حکم قرآنی کے مطابق صدیوں سے اسلام کی علمی و ثقافتی اور صوفیانہ تاریخ میں تذکرہ نویسی' سیرت و سوانح' حضرات اہل اللہ کے ملفوظات کے جمع کرنے کا کام جاری ہے اور اب تو یہ ایک فن کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔

زیرِ نظر تحریر بھی بلا شک وشبہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی اور اسی سلسلہ روایت کا حصہ ہے۔ اس کا موضوع ہمارے شہر قصور کی ماضی قریب کی ایک بلند پایہ روحانی اور علمی شخصیت حضرت صاحبزادہ پیر سیّد علی احمد صابر قصوری کی شخصیت' سیرت اور ان کی مختلف خدمات کے تعارف اور آپ کے ملفوظات اور مکشوفات و کرامات کے بیان پر مشتمل ہے۔ حضرت چونکہ ہمارے ہی اس دور میں ماضی قریب کی ایک شخصیت ہیں۔ اس لیے اُن سے متعلق مطبوعہ مواد تو اتنا نہیں پایا جاتا۔ اس لیے جس قدر مواد مل سکا وہ اس شہر کے مختلف لوگوں اور حضرت شاہ صاحب کے مریدین' مخلصین' متوسلین اور دیگر اہل عقیدت حضرات سے مختلف ملاقاتوں کے ذریعہ حاصل کردہ معلومات کو ایک حسن ترتیب کے ساتھ لڑی میں پرو دیا گیا ہے' تاکہ مستقبل کا مورخ اس مردِ درویش کے احوال و مقامات سے آگاہی حاصل کر کے تاریخ مرتب کر سکے۔

راقم یہ کام ہرگز پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتا تھا اگر مخدوم و محترم حضرت پیرزادہ سید

Marfat.com

عمران احمد ولی شاہ مدظلہ کی سرپرستی، رہنمائی اور تعاون میرے شامل حال نہ ہوتا' اس لئے میرا یہ خوشگوار فریضہ بنتا ہے کہ سب سے پہلے میں اُن کا شکریہ ادا کروں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اُن کا سایہ تادیر سلامت رکھے تاکہ وہ فیوضاتِ حضوریہ قصوریہ سے اہل عقیدت ومحبت کونوازتے رہیں۔

ان کے علاوہ درج ذیل محسنین اور مخلص احباب کا شکریہ ادا کرنا بھی میرے ذمہ لازمی ہے جنہوں نے قدم قدم پر میری دامے' درمے اور سخنے مجھے اپنی محبتوں سے نوازا اور حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی سچی عقیدت کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے مواد اور مفید مشوروں سے نوازا۔ میرے ان کرم فرماؤں میں بطورِ خاص:

۱- عالی مرتبت محترم محمد صادق قصوری خلیفۂ مجاز حضرت مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی

۲- گرامی قدر محترم پروفیسر چوہدری محمد اشرف قادری ڈائریکٹر فرید ملت ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور

۳- برادرِ گرامی حامی دین متین محترم حاجی محمد امجد حسین شیخ غوثیہ کارپوریشن ساہیوال

۴- محترم جناب حاجی محمد یٰسین قادری (مرید صادق حضرت پیر سیّد علی احمد شاہ) قصور

۵- ادیب شہیر محترم حضرت علامہ عبدالحق ظفر چشتی

۶- عالم جلیل محترم المقام حضرت علامہ محمد منشاء تابش قصوری

۷- برادرِ معظم محترم سیّد شجاعت رسول قادری

مزید برآں ان تمام علماء و مشائخ اور اہل دانش کا بھی شکریہ ادا کرنا لازم ہے جنہوں نے میری درخواست پر حضرت پیر سیّد علی احمد صابر قصوری سے متعلق اپنے تاثرات سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ جلیلہ میں ان تمام صنادید علم و دانش کو تادیر سلامت رکھے اور ان کے فیوضات سے اہل عالم کو تا قیامت مستنیر ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بحرمۃ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر محمد الیاس اعظمی

جمعرات' ۲۲ فروری ۲۰۰۷ء

۶ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ

Marfat.com

دریچۂ سخن

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح روایت ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ سے سوال کیا گیا: ''اولیاء اللہ کون ہیں؟'' حضور پر نور علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا: ''الذین اذا رئوا ذکر اللہ'' یعنی وہ لوگ جن کو دیکھ کر خدا تعالیٰ یاد آ جائے۔

امام العارفین خواجہ محمد علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب ''نوادر الاصول'' میں اس حدیث مبارکہ کی شرح میں فرماتے ہیں:

''ولی کا دل، جلالِ الٰہی کے انوار کا خزانہ ہے اور خدا کی ہیبت اس کی قربت ہے۔ ولی کے چہرے کی تازگی اور روشنی اس کے باعث ہے۔ جب بندۂ مومن کا دل اس نور کی پاکیزگی سے زندہ ہو جاتا ہے تو اس کا عکس جمیل اس کی پیشانی پر چمکتا ہے اور اس کے چہرے پر دمکتا ہے۔ پھر جو بھی اس کی طرف دیکھتا ہے اسے خدا یاد آ جاتا ہے۔''

اولیاء اللہ اور مشائخ عظام علیہم الرحمۃ والغفران کے اس قدسی اور نورانی گروہ نے ہر دور میں ملت اسلامیہ کی رہبری، رہنمائی اور روحانی تربیت کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا ہے۔ پوری دنیا کے مسلمان ان حضرات والا مراتب کے رہن منت ہیں کہ انہوں نے اپنے اپنے علاقوں میں اسلام کی قندیلیں روشن کیں اور اپنے خون جگر سے نہال اسلام کی آبیاری کا عظیم فریضہ ادا کیا۔ انہوں نے اپنے اوپر آرام و آسائش کا دروازہ بند کر کے اس کے پیچھے محنت وریاضت کے زانوں پر بیٹھ کر دل کو رجوع الی الخلق سے صاف کر کے، صفات بشریت کو دل سے محو کر کے خواہشات نفسانی کو ترک کر کے اور صفات روحانی سے متصف ہو کر تمام امت کو نصیحت کی اور شریعت میں حضور سیّد عالم ﷺ اور صحابہ کی پوری اور سچی متابعت کی۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا کسی اور سے دل نہ لگایا اور فناء وبقاء کے اس مقام پر پہنچے کہ

Marfat.com

''فنا یہ ہے کہ غیر سے نظر اٹھ جائے اور بقاء یہ ہے کہ عین پر نظر جم جائے۔''

ان اولیائے کرام' صوفیائے کرام اور مشائخ عظام قدس اسرارہم میں یوں تو ''سلاسل اربعہ'' کے تمام بزرگ شامل ہیں مگر ''سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ'' کے ''مردانِ حق'' نے کفر وظلمت کے تاریک ادوار میں اپنے سوزِ باطنی سے ایمان و ایقان کی غیر فانی شمعیں جلا کر تیرہ و تار دلوں میں نورِ عرفان کے جو فانوس روشن کئے ان کی مثال ناپید ہے۔ مولانا روم مست بادۂ قیوم علیہ الرحمۃ نے ایسے ہی لوگوں کے لیے کہا ہے:

عمل کارِ مرداں روشنی و گرمی است

یعنی مرد لوگ روشنی' گرمی اور حرارت کے سفیر اور مظہر ہوتے ہیں۔ انہی نفوسِ قدسیہ کے بارے میں شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے:

''اولیاء اللہ کے سینے اسرار الٰہی کے خزینے ہیں''

یہی وہ نفوس مطمئنہ ہیں جن کو اپنا غم نہیں ہوتا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے بندوں کا غم ہوتا ہے۔ یہ لوگ مومن' متقی اور اہل عشق و وفا بندے ہوتے ہیں۔ جن کے دم قدم سے اسلام میں بہاریں' معاشرے میں سکون اور زہد وتقویٰ میں استحکام ہوتا ہے۔ یہی وہ ہستیاں ہیں جن کی وجہ سے اس کائنات رنگ و بو میں بہار ہے۔ جن کی دلربا اداؤں سے کہکشائیں نور پاتی ہیں۔ جن کے انفاس طیبہ سے نبض ہستی تپش آمادہ ہے۔ جن کی عظمتوں کے غلغلے آسمانوں میں بپا ہیں۔ جن کی رفعتوں کے ترانے شرق وغرب میں گونج رہے ہیں۔ جن کی شوکت وعظمت کے ڈنکے اکناف عالم میں بجتے ہیں۔ یہ کائنات ارضی کی رونق وشان ہیں۔ ان کے دم قدم سے عشاق کے قافلے جانب منزل رواں دواں ہیں۔

ان میں سے ہر ایک بزرگ اپنی ذات ستودہ صفات میں ایک انجمن' ایک ادارہ اور ایک انسٹی ٹیوٹ تھا۔ ان کی خانقاہیں نہ صرف علوم ظاہری کی یونیورسٹیاں تھیں بلکہ تہذیب' اخلاق اور تزکیۂ نفس کی تربیت گاہیں بھی تھیں۔ ہر قسم کے جرائم کے عادی' اخلاقی کوتاہیوں کے مرتکب اور ضمیر کے مجرم ان گرامی قدر ہستیوں کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے تو صرف نگاہ فیض اثر سے ہی ان کی کیفیت' حالت اور تقدیر بدل جاتی' دل خدمت بابرکت

Marfat.com

میں حاضر ہوتے تو صرف نگاہ فیض اثر سے ہی ان کی کیفیت، حالت اور تقدیر بدل جاتی، دل بیدار ہو جاتے اور کایا پلٹ جاتی۔ سچے فرمایا، دانائے راز پیر مشرق، حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہ

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں
تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

یہ لوگ قلب سلیم کے حامل ہوتے ہیں۔ قلب سلیم رکھنے والا ایک تو ''نفس مطمئنہ'' ہوتا ہے اور دوسرے اہل تسلیم و رضا سے ہوتا ہے۔ (الشعراء ۸۸ تا ۸۹) ''حساب و جزا کے دن نہ مال فائدہ دے گا نہ اولاد، بجز اس کے کہ جو شخص قلب سلیم لے کر اللہ کے حضور آئے۔'' قلب سلیم ہو تو قلب و نفس دونوں مطمئن اور خوف و حزن کی آگ سے محفوظ ہوتے ہیں۔ نفس مطمئنہ وارث جنت (الفجر ۲۷) اور ولی اللہ یا اللہ کا دوست ہوتا ہے۔ (یونس ۶۲)

سورۃ طٰہٰ ۶،۷۶ میں ارشاد ہوتا ہے:

''جو لوگ اس (اللہ) کے حضور مومن، عدل و احسان، اصلاح و توازن آفرینی اور فلاح و بہبود کے کام کرنے والوں کی حیثیت سے حاضر ہوں گے۔ ان کے لیے اعلیٰ درجات ہوں گے۔ باغات سرور جاودانی ہوں گے جن کے دامن میں چشمے رواں دواں ہوں گے، وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ ثمرہ ان کو ملے گا، تزکیہ نفس جن کا شعار ہوگا۔''

سورۃ الفجر: ۲۷ تا ۳۰ میں فرمایا گیا ہے:

یا ایھا النفس المطمئنہ ○ ارجعی الی ربک راضیة مرضیة ○ فادخلی فی عبدی ○ وادخلی جنتی○

(اے مطمئن نفس! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ آ (کہ دنیا میں بھی تو ہر معاملے

Marfat.com

میں مجھی سے رجوع کیا کرتا تھا اور مجھ سے خوش تھا، یہاں بھی) تو مجھ سے خوش ہے، میں تجھ سے خوش ہوں۔ (دنیا میں بھی تو میرے بندوں کی صحبت و رفاقت میں رہتا تھا) لہٰذا یہاں بھی تو میرے بندوں کی صحبت و رفاقت میں آ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔''

یہ نعمت اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کو نصیب ہوتی ہے جن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے معمور ہوتے ہیں۔ یہ طمانیت ان کے تقدس کا کھلا نشان اور ذکر محبوب ان کا روح رواں ہوتا ہے۔ انہی لوگوں کے بارے میں حدیث قدسی ہے:

''جب میں اپنے بندے کا دل دنیا اور آخرت (کی خواہش) سے خالی پاتا ہوں تو اسے اپنی محبت سے بھر دیتا ہوں اور جب اس پر قبضہ کرتا ہوں تو میں اس کا کان، آنکھ، ہاتھ پاؤں، زبان اور دل بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے ہی سنتا، دیکھتا، پکڑتا، چلتا، بولتا اور غور کرتا ہے۔''

اس حدیث میں ان علامات کی طرف گہرا اشارہ ہے۔ اس لیے کہ بندہ حق تعالیٰ ہی سے بولتا، دیکھتا اور سنتا ہے وغیرہ، یعنی اس کی تمام حرکات بہت ہی حسین اور مقبول ہوتی ہیں اور جو اس کو دیکھتا ہے یا اس کا کلام سنتا ہے وہ اس کے جمال پر شیفتہ اور کمال پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے شہنشاہ مشکل کشا حضرت خواجہ سیّد محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھا تو آپ نے فرمایا:

''در ما نظر مکن تا دل بباد نہی'' (ہماری طرف نہ دیکھا کرو ورنہ دل دے بیٹھے گا۔)

دیوانہ شود کسے کہ بیند رخ ما
گم گرد بگرد ما چو دیوانہ نہ

مشائخ طریقت کے سلسلۂ رشد و ہدایت میں ان کے حالات و واقعات اور کشف و کرامات کو خاص اہمیت حاصل ہے کہ ان سے بڑے احسن انداز سے روحانی تربیت ہوتی ہے۔ پیش نظر کتاب جو میرے برادر مکرم پروفیسر محمد الیاس اعظمی مدظلہ العالی نے مخدوم پنجاب حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری (1270-80ء) رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت سیّد علی احمد صابر قصوری نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ کی حیات و

Marfat.com

خدمات پر رقم فرمائی ہے' میں یہی جذبہ کارفرما ہے۔ انشاء اللہ یہ کتاب مستطاب نہ صرف ان کے مریدین ومتوسلین کے لیے بلکہ ہر اس شخص کے لیے جو قرب ربانی کا خواہاں ہے۔ حضور سیّد عالم ﷺ سے اپنا تعلق' رشتہ اور علاقہ جوڑنا چاہتا ہے اور اولیاء اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فیوض و برکات کی دولت سمیٹنا چاہتا ہے' کی روحانی تربیت کا اہتمام و انصرام کرے گی اور ساتھ ہی ساتھ ان کی زیارت کا سامان بھی بہم پہنچائے گی کیونکہ

؎ ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

اس کتاب میں علم وادب' دانش وحکمت' عشق ومحبت' توحید ورسالت' کتاب وسنت' کشف وکرامات اور پند ونصائح کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجزن ہے۔ جو اس کی تہہ میں غوطہ زن ہوگا۔ وہ بفضل خدا اور بطفیل مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء شریعت وطریقت اور معرفت و حقیقت کے نایاب موتیوں سے مالا مال ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ با وضو ہو کر حضور قلب کے ساتھ اس کتاب مبارکہ کا مطالعہ کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ منزل مراد پائے گا

؎ یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضرت پیر سیّد علی احمد شاہ صابر رحمۃ اللہ علیہ کی میں نے بارہا زیارت کی ہے' ان کے مواعظ حسنہ سننے کا مجھے کئی بار موقعہ ملا ہے اور 61-1960ء میں ان کی اقتداء میں اکثر نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ان کی تقریر میں سوز وساز تھا۔ ان کی باتوں میں گلوں کی سی خوشبو تھی۔ ان کا بیان مدبرانہ' مفکرانہ اور عارفانہ ہوتا تھا۔ ان کی گفتگو انتہائی متاثر کن تھی اور ان کا خطاب دلوں میں اترتا جاتا تھا' ایسا کیوں نہ ہوتا کہ

؎ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

ان کو میرے پیرومرشد سیدی وسندی ضیغم اسلام بطل حریت مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی قدس سرہ العزیز سے بے حد محبت تھی۔ وہ حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمۃ کی مذہبی' ملی اور سیاسی خدمات سے متاثر تھے اور دل و جان سے معترف تھے' جس کا ایک

Marfat.com

ثبوت یہ ہے۔ 6 نومبر 1984ء بروز جمعرات پندرہویں صدی ہجری کے استقبال کے سلسلہ میں جامع مسجد کوٹ اندرون قصور میں ان کی زیر صدارت بعد نماز عشاء ایک عظیم الشان جلسہ انعقاد پذیر ہوا۔ جس سے حضرت مجاہد ملت قدس سرہ العزیز نے ایمان افروز خطاب فرمایا۔ اپنے خطبۂ صدارت میں حضرت شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا:

''لوگو! مجاہد ملت کی زیارت کر لو' یہ حضرت قائد اعظم کے ساتھی ہیں' یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے پاکستان بنایا ہے۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنی جوانی پاکستان کو معرضِ وجود میں لانے' اس میں نفاذِ شریعت کی تحریک چلانے اور ملک کو امن و آشتی کا گہوارہ بنانے میں صرف کر دی۔ اب بڑھاپا آ گیا ہے مگر جوانوں کی سی ہمت' عزم اور حوصلے کے ساتھ مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے کمر بستہ ہیں۔''

لوگو! جی بھر کر ان کو دیکھ لو' یہ وہ مردِ مجاہد ہیں جنہوں نے 1953ء کی تحریک ختم نبوت ﷺ میں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی خاطر پھانسی کے پھندے کو بوسہ دیا اور رسول اللہ ﷺ کے لیے اپنی جان کی قربانی پیش کر دی۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ بقول شاعر

ے جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ
آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ایسے بھی ہیں''

حضرت سیّد علی احمد شاہ علیہ الرحمۃ جب یہ ارشاد فرما رہے تھے تو ان پر ایک عجیب عالم کیف و سرور طاری تھا۔ ان کے نورانی چہرہ پر ایک خاص چمک تھی۔ ''ولی را ولی می شناسد'' کے مصداق وہ حضرت مجاہد ملت (نور اللہ مرقدہ) کے محاسن بیان کر رہے تھے۔ ان کی خدمات جلیلہ کا ذکر فرما رہے تھے اور ان کی مجاہدانہ زندگی کے روشن باب لوگوں کے سامنے کھولنے کی سعی مشکور کر رہے تھے تو ان کا ایک ایک لفظ حاضرین و سامعین کے قلب و جگر میں پیوست ہو رہا تھا اور ان کی روشن آنکھوں سے فرط جذبات مسرت و محبت کی وجہ سے آنسو ستاروں کی مانند چمکتے ہوئے ڈھلک رہے تھے۔ مسجد کی مقدس اور نورانی فضاء نعرۂ تکبیر و رسالت کے بعد ''مرد

Marfat.com

حق، مردِ غازی، خان نیازی، خان نیازی'' کے فلک شگاف نعروں سے گونج رہی تھی۔ میں نے اس دن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خطالت کا جو رنگ دیکھا پھر نصیب نہ ہوا۔

نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب
ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

اگرچہ میں شاعر نہیں ہوں تاہم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دو ''قطعاتِ تاریخ وصال'' درج کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ میری تمام تر غلطیوں' کوتاہیوں اور کمزوریوں سے صرفِ نظر کیا جائے گا۔

سید علی احمد شاہ مرشد قصور — رکھتے تھے کار خیر پیش نظر
تھے مرد مومن اور عابد و زاہد — پاک دل خوش صفات نیک سیر
متقی' پارسا و صاحب علم — بندہ بے نظیر اور بر تر
شریف و قابل اور خوش اخلاق — نہیں تھا کوئی بھی ان کا ہمسر
دارِ فانی سے ہو گئے رخصت — مبتلائے ملال سب کو چھوڑ کر
سوئے عقبیٰ گئے بحکم خدا — کر کے دنیا میں عمر عزیز بسر
خدا کے فضل سے ہو جائے حاصل — نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت روزِ محشر
جو کی فکرِ تاریخ صادقؔ نے — ملی غیب سے اس کو فوراً خبر
کہ ہے بادل شاد قول ہاتف — سید علی احمد، ''منظور اکابر''

1620ھ

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ کریم اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضرت اعظمی صاحب کی یہ بلند پایہ کاوش قبول و منظور فرمائے اور انہیں سعادت دارین سے نوازے۔ (آمین ثم آمین)

خاک راہ نقشبنداں
محمد صادق قصوری
برج کلاں ضلع قصور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از: علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری

حیاتِ تازہ

قصور صوبہ پنجاب پاکستان کا ایسا شہر ہے جس کی شہرت جہاں بھر میں مثالی ہے براعظم ایشیاء کے مشہور شہروں میں اس کا شمار ہوتا ہے یہ علوم وفنون جدیدہ وقدیمہ کا مرکز چلا آرہا ہے۔ آزادئ پاکستان سے قبل ریلوے کا جنکشن تھا۔ لاہور سے فیروز پور' امرتسر سے دہلی جانے والی ٹرینیں یہاں سے جایا کرتی تھیں۔ اب صرف قصور سے پاکپتن' ملتان اور کراچی آ جا رہی ہیں۔ قصور شہر کے چھوٹے چھوٹے بازار آپس میں بڑی شان سے ملتے ہیں۔ صفائی کا بڑا اہتمام ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء تازہ بتازہ میسر ہیں۔ فالودہ' مٹھائی' میتھی پورے پاکستان میں مقبول ترین ہے۔ ''اندرسے'' تو قصور شہر کی خصوصی سوغات ہے بلکہ یہاں کی ایجاد ہے۔ پاکستان کے مختلف علاقوں میں اس شہر کی مختلف اشیاء خصوصیت رکھتی ہیں۔ قصوری جوتی کو بھی خاصی شہرت ملی۔ جوتے مرمت کرنے والوں نے بھی جدید وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے اس قسم کے بورڈ لگا رکھے ہیں۔

آیئے جناب کہاں کا خیال ہے
بیمار جوتوں کا یہی ہسپتال ہے

کالی مہندی کی مشہوری یوں کی جا رہی ہے۔

چور پکڑے گئے کس کے؟

کالے بالوں کے' کس نے پکڑے؟

کالی مہندی نے

مستری چراغ دین کا چاقو بھی اپنی تیزی اور پائیداری کے باعث شہرت کا حامل رہا

Marfat.com

ہے۔ میرا سوہنا شہر قصور نی سے بھی کسی نے خوب نام کمایا۔

ثناء گو: ثناء خوان حضرات میں الحاج محمد علی ظہوری قصوری علیہ الرحمۃ نے محبوبیت و مقبولیت کی حدیں طے کیں۔ امیر ملت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ علی پوری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ راقب قصوری شعراء میں ممتاز ہوئے۔ صوفی محمد اسمٰعیل نقشبندی اور صوفی محمد دین حیدری بھی ثناء خوانوں کی صف میں مقبول ہوئے۔

بالخصوص لغت کے حوالے سے سب سے بڑا مرکز قصور شہر کو ٹھہرایا گیا ہے ان تمام باتوں سے قطع نظر قصور شہر اپنی قدیم تاریخ سے ہی روحانیت کا معدن و منبع چلا آ رہا ہے۔ سنیت کے لئے یہ شہر بڑا زرخیر واقع ہوا ہے۔ اس شہر کی تاریخ بڑی نرالی ہے یہاں بڑے بڑے علماء و مشائخ پیدا ہوئے جن کے ہاں اکابر اسلام کا آنا جانا رہا۔ حضرت سیّد عبداللہ شاہ المعروف بابا بلھے شاہ قصوری، حضرت شیخ عبدالخالق، شاہ کمال چشتی علیہ الرحمۃ اپنے اپنے دور کے ولیٔ کامل گزرے ہیں۔

ماضی قریب کے شہرۂ آفاق خطباء میں مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی، علامہ محمد شریف نوری، مولانا محمد یوسف (خانیوال) مولانا محمد دین (حویلی لکھا) رحمھم اللہ تعالیٰ کو زمانے بھر میں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی تو اسی سرزمین کی بدولت ہوئی۔ حضرت مولانا ابوالعلاء محمد عبداللہ اشرفی قادری، حضرت مولانا غلام رسول گوہر، حضرت مولانا عبدالعزیز مرتضائی علیہ الرحمۃ علماء میں بڑے مشہور ہوئے۔

مشائخ کرام میں حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری، حضرت خواجہ غلام دستگیر قصوری دائم الحضوری حضرت خواجہ عبدالرسول قصوری دائم الحضوری، حضر سیّد شبیر احمد قصوری دائم الحضوری اور حضرت خواجہ سیّد علی احمد قصوری دائم الحضوری رحمھم اللہ تعالیٰ نے قصور شریف کو شہرت وطریقت کے فیضان سے خوب مالا مال فرمایا۔

حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری علیہ الرحمۃ نے جامع مسجد کوٹ اندرون کو مرکز علم کی صورت میں متعارف کرایا آپ کے عالی مرتبت تلامذہ میں سے دو حضرات کو دائمی شہرت حاصل ہے۔ ایک تو مذکور الصدر حضرت پیر سیّد عبداللہ شاہ قادری قصوری المعروف بابا بلھے شاہ قصوری علیہ الرحمۃ اور دوسری اہم شخصیت ہے، حضرت پیر سیّد

Marfat.com

وارث شاہ علیہ الرحمۃ جنڈیالہ شیر خاں ضلع شیخوپورہ اور حضرت خواجہ غلام دستگیر قصوری دائم الحضوری علیہ الرحمۃ وہ بلند مرتبت علمی وروحانی شخصیت ہے جنہوں نے برصغیر پاک وہند میں سب سے پہلے رشید احمد گنگوہی دیوبندی اور خلیل احمد میرٹھی دیوبندی کی خبر لی اور نواب آف ریاست بہاولپور کی موجودگی میں عقائد اہل سنت اوران کے باطل نظریات پر مناظرہ ہوا تو ان دونوں نے ایسی بُری طرح شکست کھائی کہ نواب آف ریاست بہاول پور نے ریاست بدر کر دیا اس تاریخی مناظرہ کی روئداد عربی زبان میں۔

''تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کے نام سے علماء عرب وعجم کی تقریظات و تصدیقات سے اسی زمانے میں شائع کی گئی۔ بعدہ اُردو ترجمہ کے ساتھ بھی طباعت سے آراستہ ہوئی رہی۔ جس پر مجدد بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری فاضل بریلی علیہ الرحمۃ نے انتہائی مسرت وشادمانی کا اظہار فرمایا اور خوب خوب تصدیق وتحسین کی اور ہدیہ تبریک سے نوازا آپ کے لاتعداد شاگردوں میں سے ایک کا نام ملاحظہ فرمائیے۔

جنہوں نے حافظ محمد لکھوی وہابی کی پنجابی تفسیر بنام تفسیر محمدی کا پنجابی اشعار میں پندرہ جلدوں پر مشتمل تفسیر نبوی کے نام سے بڑا مدلل رد لکھا جسے علامہ اقبال احمد فاروقی ایڈیٹر جہانِ رضا لاہور نے مکمل پندرہ جلدوں کو اردو نثر میں شائع کر کے نئی زندگی عطا فرمائی ہے۔

اسی خانوادہ کے بطل جلیل' عالم نبیل' پیر طریقت رہبر شریعت حضرت الحاج القاری سیّد علی احمد شاہ صابر قصوری دائم الحضوری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ستودہ صفات ہے۔ جنہوں نے علم وعمل سے اپنی خاندانی وجاہت کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اپنی تبلیغی کاوشوں سے خوب عروج بخشا۔

قصور شہر کے مشہور اور محبوب ترین خطباء میں آپ ممتاز تھے۔ حسن وجمال کے پیکر قرآن و سنت سے حاضرین کو خوب نوازتے مثنوی شریف اور دیگر اکابر کے اشعار سے تقریر کو نور علیٰ نور بنا دیتے۔ عقیدت مند سامعین کئی کئی گھنٹے پہلے ہی مسجد میں حاضر ہو جایا کرتے' عشاق کا ہجوم قابل دید ہوتا مسجد کا کشادہ صحن ہجوم کے باعث اپنی تنگ دامنی کا اعتراف کرتا۔

راقم السطور کو آپ کی معیت میں حج وزیارت کی سعادت نصیب ہو مجھے بڑی شفقت سے نوازتے کئی مرتبہ ناچیز نے اپنے گاؤں ہری ہر نزد قصور خطاب کے لئے مدعو کیا بلا

81002

Marfat.com

معاوضہ آپ بخوشی تشریف لایا کرتے۔ اپنی استطاعت و بساط کے مطابق جو نذرانہ پیش کرتا بصد مسرت قبول فرما کر دعاؤں سے نوازتے اور ایسے اکابر کی تربیت کے باعث راقم السطور نے کبھی کسی سے نذرانہ وغیرہ کی ڈیمانڈ نہیں کی میرے لئے کرایہ مانگنا بھی موت کے مترادف ہے تاہم بحوائے حدیث شریف ''منع نہ کرو، طمع نہ کرو، جمع نہ کرو'' پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

القصہ!

میری یہ دلی خواہش تھی کہ آپ کی خدمات کو علمی خراج پیش کیا جائے۔ اس لئے آج میری زندگی کی تمنا بر آئی آرزوؤں کا سہاگ چمکا کہ حضرت پروفیسر علامہ محمد الیاس اعظمی قصوری زید مجدہ نے حضرت پیر سیّد علی احمد شاہ قصوری دائم الحضوری علیہ الرحمہ کے احوال و کوائف اور آپ کی ملی و ملکی تبلیغی و علمی خدمات پر یہ مبسوط اور مدلل سوانح حیات لکھ کر بہت بڑا تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پروفیسر محمد الیاس اعظمی زید مجدہ کو خاندان سادات کے بطل جلیل کی سوانح حیات مرتب کرنے کے لئے خاص فرمایا: سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں۔

من ورّخ مومنا فکانما احیاہ ٥

جس شخص نے ایمانداروں کی سوانح تحریر کی گویا کہ اس نے اسے حیاتِ تازہ بخشی (کشف الظنون)

اس مبارک تصنیف پر راقم موصوف کی خدمت میں ہدیۂ تحسین و تبریک پیش کرتا ہوا دعا گو ہے کہ مولیٰ تعالیٰ انہیں زیادہ سے زیادہ قلمی خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو قبولیت کا شرف عنایت کرے۔

آمین ثم آمین' بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وبارک وسلم

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

1428ھ یکم صفر المظفر 2007ء19 فروری دوشنبہ

Marfat.com

میرے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر محمد اشرف چوہدری
فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ منہاج القرآن سیکرٹریٹ لاہور

خالق و مالک ارض و سماء جو علیٰ کل شئ قدیر ہے اس کی قدرت کاملہ نے اپنی تسبیح و تہلیل میں ہمہ وقت مگن و مصروف ملائکہ کو یہ کہہ کر ورطۂ حیرت میں ڈال دیا کہ میری حمد و ثناء اور تعریف و توصیف کے ترانے الاپنے والو! ایک مٹی کا پتلا تشکیل دینے کا عمل شروع کر دو۔ ملائکہ نے حکم ربانی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے مٹی کا پتلا بنا دیا۔ پھر اس پتلے کو سنوارنے کے بعد رب کائنات نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور ملائکہ کو ارشاد ہوا کہ اسے سجدہ کرو۔ سب ملائکہ امر ربی پر عمل کرتے ہوئے اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ مگر ابلیس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے حکم "قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ" فرمایا: "تو اس سے نکل جا پس تحقیق تو راندہ ہوا ہے" اس نے اپنی ڈھٹائی کی حد کرتے ہوئے کہا کہ "میرے رب! تو مجھے اس دن تک مہلت دے جس دن وہ اٹھائے جائیں گے۔"

اس پر ارشاد ہوا: "اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ تحقیق "میرے بندوں پر تیرا کوئی غلبہ نہیں مگر جس نے تیری گمراہیوں میں سے پیروی کی" کیونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اس کے پیارے بندے کبھی اس کے جھانسے میں نہیں آئیں گے۔ بلکہ وہ اپنی صحبتوں میں بیٹھنے والے اپنی تربیت میں رہنے والے' اپنے

Marfat.com

ساتھ سنگت جوڑنے والے ابنائے آدم کو بھی اس کی چالوں اور گمراہیوں سے محفوظ و مامون رکھیں گے' اور جب میرے حضور آئیں گے تو میں ایسے پیارے بندوں کو اس فرمان عالیشان سے خوش کروں گا: "یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ o ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً o فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ o وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ o"

چنانچہ ابلیس نے تخلیق آدم کے ساتھ ہی نوعِ انسانی کو راہ راست سے ہٹانے کا کھیل شروع کر دیا اور یہ کھیل تا قیامت جاری رہے گا۔ مگر احکام ربانی کے مطابق زندگی گزارنے والے بندگان خدا اخروی زندگی میں جنت کی حسین وادیوں میں طرح طرح کے لذیذ و شیریں پھلوں کے باغات کی پر کیف' پر لطف فضاؤں میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مزے لوٹیں گے۔"

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ o

بے شک پرہیز گار باغوں اور چشموں میں ہیں۔ 15/45

جبکہ شیطان کے اشاروں پر چلنے والے ابنائے آدم کو اذیت ناک عذاب کا خوب خوب مزا چکھایا جائے گا۔ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ o اور یقیناً ان سب کے وعدہ کی جگہ دوزخ ہے۔ اس وقت انہیں شیطان کے بہکاوے میں آ کر اپنے گناہوں میں لت پت گزری زندگی پر سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آ سکے گا۔

مگر اللہ سبحانہ تعالیٰ کے نے اس عارضی عرصہ حیات میں انسانوں کو کلیۃً شیطان کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ رکھا بلکہ شیطان کے چنگل سے بچانے کا مکمل انتظام کرتے ہوئے انسانیت کو گمراہی و ذلالت کے گڑھے میں گرنے اور ابلیس کی چالوں سے محفوظ کرنے کے لیے مختلف ادوار میں بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے انبیاء و رسل کو مبعوث فرمانے کا سلسلہ جاری رکھا اور آخر میں اپنے پیارے محبوب سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کے سر پر رحمۃ اللعالمینی کا تاج سجا کر قیامت تک کے لیے خاتم النبیین کے مقام و مرتبہ پر فائز فرما دیا۔ آپ کے بعد گم کردہ راہ انسانیت کی رہنمائی کے لیے انبیاء و رسل کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ مگر مخلوق خدا کو گمراہی کی دلدل میں گرنے سے بچانے کے لیے اس کی رشد و ہدایت کا

Marfat.com

فریضہ اپنے برگزیدہ بندوں، صلحائے امت اور اولیاء اللہ کے سپرد کر دیا۔ اسی لیے مجدد العصر شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنی کتاب ''شانِ اولیاء'' کے صفحہ نمبر 25 پر بڑے خوبصورت و دلنشین انداز میں محبت اولیاء سے فیضیات ہونے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ ''نوجوانوں میں اسلام کی عظیم روحانی تعلیمات کو واضح کرنے کے لیے یہ بات انتہائی اہم ہے کہ سلاسل طریقت اور خانقاہی نظام کے ارباب فکر ونظر اپنی اولاد کی تعلیم پر خصوصی توجہ دیں اور ان کی تربیت صحیح نہج پر کریں تاکہ اسلام کا روحانی ورثہ زمانے کی دست برد سے تباہ ہونے سے بچ جائے۔'' کیونکہ سلاسل طریقت ایسی تربیت گاہیں ہیں۔ جہاں ان سلاسل کے بزرگوں نے بھولی بھٹکی انسانیت کو صراطِ مستقیم پر چلنا سکھایا اور ایمان کی حلاوتوں سے اجڑی ہوئی ان کے دلوں کی کھیتیوں کو ذکر الٰہی کی لذتوں سے سرشار و سیراب کر کے آباد کیا۔ اس سلسلے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ کہف میں حضور اقدس ﷺ کی وساطت سے ہمیں اپنے پیاروں کی سنگت اختیار کرنے کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: ترجمہ ''(اے میرے بندے) تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کہ جو صبح و شام رب اپنے رب کو یاد کرتے ہیں، اس کی رضا کے طلبگار رہتے ہیں۔''

اس ارشاد ربانی میں ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ جو لوگ میرے (اللہ) کے مکھڑے کے طالب ہیں انہیں بھی ان کا مکھڑا تکنا چاہیے اور اپنی نظریں ان کے چہرے پر جمائے رکھنا چاہئیں۔ محبت الٰہی کے حصول کے لیے اولیاء اللہ کی نسبت اور سنگت کو دلجمعی، استقامت کے ساتھ اختیار کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ باب نبوت ہمیشہ کے لیے بند ہو جانے کے بعد فیوضات الٰہی کی ترسیل و اجراء کے نظام کو جاری و ساری رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے محبوب اور مقرب اولیائے کرام کا سلسلہ جاری فرما دیا۔ یہ اولیائے کرام در مصطفیٰ ﷺ کی خیرات قیامت تک تقسیم کرنے کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔

اسی فریضہ مقدس کی انجام دہی میں سلسلہ نقشبندیہ کی کاوشیں اور کوششیں لائق صد تحسین رہی ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''تذکرۃ مشائخ نقشبند'' کے عرض مؤلف میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

''یہ امر محتاج وضاحت نہیں ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں نے برصغیر میں اسلام کی اشاعت اور شرک و بدعت کی بیخ کنی میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں وہ ہماری تاریخ کا ایک سنہری باب ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، مرزا مظہر جان جاناں، شاہ غلام علی دہلوی، شاہ احمد سعید، شاہ ابوالخیر دہلوی، میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، امیر ملت پیر سیّد حافظ جماعت علی رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری، خواجہ غلام مرتضٰی پیر بلوی، حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ اور سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہم کی خدمات جلیلہ سے کون واقف نہیں؟ یہ وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے کفر و شرک کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں نور اسلام کی شمع فروزاں کی اور لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں گمگشتاں رہ کو صراط مستقیم پر گامزن کیا۔''

مذکورہ محسنین قوم و ملت اور بھولی بھٹکی مخلوق خدا کو سیدھی راہ کی طرف گامزن کرنے والی ہستیوں میں حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری نور اللہ مرقدہ سلسلہ نقشبندیہ کی وہ عظیم شخصیت ہیں جن کے عظیم خانوادہ کی عظیم یادگار ہمارے ممدوح ''میرے حضرت'' قبلہ سیّد علی احمد شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

1957ء میں میٹرک کے بعد میں نے اسلامی کالج قصور جو اس وقت انجمن اسلامیہ قصور کے زیر نگرانی قائم ہوا تھا میں فرسٹ ائیر کی کلاس میں داخلہ لیا۔ کالج سے ملحقہ عید گاہ کے ساتھ ہوسٹل کے کمرے تھے۔ مجھے سیر کی عادت تھی اور مزارات پر حاضری کا بھی بڑا شوق تھا۔ بابا کمال چشتی رحمۃ اللہ علیہ، صدر دیوان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بلھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سیر کرتے ہوئے کبھی کبھار بڑے قبرستان کی طرف نکل جاتا جہاں خواجہ دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگوں کے مزارات ہیں اور دور جہاں کہیں کوئی مزار نظر آ جاتا اکیلا ہی چلا جایا کرتا۔ اندرون دروازہ کے پاس مسجد میں حضرت مولانا عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ خطبہ جمعہ فرمایا کرتے تھے ان کا ماشاء اللہ اپنا ایک خطاب کرنے کا حلاوت آمیز انداز تھا۔ نماز جمعہ شروع میں

Marfat.com

یہاں ہی ادا کیا کرتا یا ان دنوں حضرت علامہ محمد شریف نوری رحمۃ اللہ علیہ کی خوش الحانی کا بڑا شہرہ تھا۔ واقعہ کربلا پر اس پر درد انداز میں خطاب فرماتے کہ حاضرین کی آنکھیں برسنے لگتیں اور پر ہجوم اجتماع، سسکیوں سے مسجد کی فضا معمور ہو جایا کرتی۔ مگر ایک روز صبح کی سیر کے وقت، قلب ونظر میں اتر جانے والی سپیکر پر بہت ہی پیاری آواز کانوں کی سماعت کا حصہ بنی۔ آواز آ رہی تھی ''الدنیا جیفة وطالبها کلاب'' دنیا مراد ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں اور ساتھ ہی دنیا کی تشریح کی بھی آواز سنائی دی کہ دنیا سے مراد مال و دولت اور اہل و عیال نہیں بلکہ ہر وہ شے دنیا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد سے غافل کر دینے کا سبب بنے۔ میں نے ساتھی سے پوچھا کہ یہ آواز کس مسجد سے آ رہی ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ آواز صاحبزادہ علی احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جو نماز فجر کے بعد مسجد حوض والی میں درس دیتے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ اگلا جمعہ ہم ان کی اقتداء میں پڑھیں گے۔ چنانچہ کانوں میں رس گھولتی آواز کو سننے کے اشتیاق کے ساتھ ساتھ یہ خواہش بھی مچل رہی تھی کہ اس آواز کی حامل شخصیت کا دیدار بھی ہو جائے گا۔ لہٰذا جمعۃ المبارک کے انتظار میں دن گزارنا کافی صبر آزما مرحلہ تھا۔ اگلے جمعہ مسجد میں پہلے پہنچنے والے حاضرین میں ہونے کا ہمیں بھی شرف حاصل ہو گیا اور ممبر کے سامنے دوسری صف میں جگہ مل گئی۔ یکدم حاضرین اٹھ کھڑے ہوئے اور ممبر پر آ کر جو شخصیت جلوہ افروز ہوئی۔ اسے بس دیکھتا ہی رہ گیا۔ جن احباب نے میرے حضرت کی عنفوان شباب میں ایک جھلک دیکھی ہے وہ یقیناً میری اس بات کی تصدیق فرمائیں گے کہ دلکش لباس، جاذب نظر ٹوپی اور خوبصورت چوڑے حاشیہ والا بڑے ہی سلیقے سے رکھا ہوا بڑا سا ریشمی رومال، گھنی سیاہ ریش، کھلتا ہوا نورانی چہرہ، خطابت کا دلنشین انداز، عربی و فارسی اشعار کے مسحور کن لہجہ و مترنم ادائیگی نے گرویدہ بنا لیا۔ پھر ہر جمعہ کا انتظار رہتا اور یہ سلسلہ انٹر کا 1959ء کا امتحان دینے تک باقاعدہ جاری رہا۔ انٹر کا امتحان دینے کے بعد فارغ تھا کہ ایک صبح سیر کرتے ہوئے حضور بابا بلھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔ دعا کے بعد اٹھنے سے ایک لمحہ قبل دماغ میں ایک خیال لہر کی صورت میں دوڑ گیا کہ ''یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی زندہ ہوتے ہیں۔ ان سے فیض بھی ملتا ہے۔ مگر ظاہری زندگی والی عظیم ہستی

Marfat.com

سے نسبت و تعلق ہونا بھی ضروری ہے۔'' لہٰذا وہاں سے اٹھا اور مزار اقدس سے نکلنے کے بعد حوض والی مسجد کا رخ کر لیا۔ وہاں پہنچا تو مسجد خالی ہو چکی تھی۔ ایک صاحب وضو والی جگہ پر بیٹھے تھے ان سے حضرت صاحب کا پوچھا تو پتہ چلا کہ آپ درس قرآن پاک دینے کے بعد ابھی حجرہ شریف میں گئے ہیں۔ اجازت لی اور وہاں بیٹھے ہوئے دیگر احباب کے ساتھ بیٹھ گیا۔ آپ نے توجہ فرمائی تو حاضری کا مدعا عرض کیا۔ آپ نے ایک ہفتہ استغفار پڑھنے کا ارشاد فرمایا اور کہا کہ برتن کو پہلے خالی کرنا ضروری ہوتا ہے۔ سات دن یہ بکثرت پڑھتے رہیں۔ اس کے بعد دوبارہ آئیں چنانچہ دوبارہ حاضری پر سلسلہ قادریہ میں بیعت کی سعادت نصیب ہوگئی۔

والدہ مرحومہ جو شب زندہ دار تھیں، صبح نماز فجر سے پہلے بڑی خوش الحانی سے جب درود تاج پڑھتیں تو وہ دل و دماغ میں اترتا چلا جاتا چنانچہ بچپن میں ان سے سن سن کر مجھے بھی یاد ہو گیا۔ آپ خود بھی سلسلہ قادریہ کے مستجاب الدعوات بزرگ سیّد احمد علی شاہ صاحب جن کا تعلق رنگپور (سیالکوٹ) سے تھا بیعت تھیں۔ جب انہیں یہ خوش خبری سنائی تو مسرت سے ان کا چہرہ کھل اٹھا۔ اپنے حضرت کا نام بتایا تو اس پر بھی بہت خوش ہوئیں۔ کہنے لگیں کہ میرے مرشد پاک کا نام احمد علی تھا یہ علی احمد ہیں۔ والد صاحب حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر سلسلۂ نقشبندیہ سے وابستہ تھے وہ بھی بہت خوش ہوئے جب انہیں بتایا کہ میرے حضرت صاحب قادریہ اور نقشبندیہ دونوں عظیم سلاسل کی تعلیماتِ مقدسہ سے مخلوق خدا کی تربیت و رہنمائی فرماتے ہیں۔ وہ یہ سن کر اور زیادہ خوش ہوئیں۔ والدہ رحمۃ اللہ علیہا فرمانے لگیں کہ ''میرے بچوں کو یہ نعمت عطا ہو جانا میری دعا کا صدقہ ہے۔ میں چاہتی تھی کہ میرے بچے سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی چشمہ سے سیرابی کا شرف حاصل کریں۔ کچھ دنوں بعد میرے برادر بزرگ چوہدری محمد اسلم جو سینٹرل کوآپریٹو بینک قصور میں ملازم تھے وہ حضرت کے دامن شفقت سے وابستہ ہو گئے۔ وہ ماشاء اللہ فنافی الشیخ کے مقام پر فائز ہیں۔ جب حضرت کا ذکر چھڑ جائے تو ان کی فرقت و محبت شیخ سے آنکھیں برسنے لگتی ہیں۔ حضرت صاحب کی بھی ان پر خصوصی توجہات رہی ہیں اور ہیں۔ میٹرک تعلیم

Marfat.com

کے باوجود حضرت کی خصوصی دعاؤں سے منیجر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے ہیں۔

میں اپنے آپ کو حضرت صاحب کے ان خوش قسمت ترین غلاموں میں شمار کرتا ہوں جن کے ساتھ حضرت صاحب نے خصوصی شفقت کا برتاؤ کیا۔ 1968ء میں میرے حضرت صاحب اپنی بہت ساری مصروفیات میں سے خصوصی وقت نکال کر ساہیوال سے کوٹ رادھا کشن تشریف لائے۔ میرا نکاح پڑھا کر اوران لمحات کو میرے لیے باعث برکت وسعادت بنانے کے ساتھ ساتھ زندگی کی ناقابل فراموش یادگار بنا دیا۔ چونکہ اس روز جمعہ تھا۔ لہٰذا حاضرین کی درخواست پر آپ نے نہر والی مسجد میں خطاب فرمایا۔ جس نے سامعین کی کثیر تعداد پر بڑے خوشگوار تاثرات مرتب کیے۔

یہ میرے حضرت کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ میری رفیقۂ حیات الحمدللہ بڑی زاہدہ و عابدہ ہیں۔ تین بیٹیاں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اچھے شریف اور نیک گھرانوں میں بیاہی گئی ہیں۔ ایک بیٹا ہے جو بہت چھوٹا تھا تو ایک عرس کے موقع پر میرے ساتھ قصور گیا۔ اس کم عمری میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مختصر مگر پرجوش تقریر کی جس نے سامعین پر ایک عجیب وارفتگی کا عالم طاری کر دیا اور حضرت صاحب نے خصوصی دعاؤں سے نوازا۔ وہ ماشاءاللہ اب ریاض (سعودی عرب) میں انجینئر ہے اور اچھے مشاہرہ کام کر رہا ہے۔ اور اس عمر میں ہی حج اور عمروں کی سعادت حاصل کر چکا ہے۔ تمام بچے اور ان کی والدہ حضور شیخ سیّد طاہر علاؤ الدین الگیلانی القادری والبغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں اور آقا علیہ السلام کی نعت شریف سن کر ان کی آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔

اپنے حضرت کی حین حیات خطاب جمعہ سننے کا شرف حاصل کرنے کے لیے لاہور سے قصور شریف جانے کا سلسلہ جاری رہا۔ قصور جوں جوں قریب آتا جاتا۔ ایک پرکیف فضا کا احساس بڑھنے لگتا اور قصور شریف کا پورا ماحول یوں لگتا جیسے خواجہ دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی و نورانی فیض کی نعمت و دولت کے وارث میرے حضرت نے اپنے احاطۂ شفقت و محبت میں لے لیا ہو اور تصور میں ہر طرف میرے حضرت کے چہرۂ انور سے پھوٹنے والی پرکشش کرنوں نے پورے قصور شریف کو پرنور کر دیا ہو۔ عقیدت و محبت سے تکنے والوں کی آنکھیں یقیناً میری اس بات سے اتفاق کریں گی اور گواہی دیں گی

Marfat.com

کہ جب حضرت صاحب اپنی بھر پور جوانی میں قصور کی گلیوں سے اپنی خوش خرامی سے انہیں پرنور کر دیتے تو چلنے والے رک جاتے' بیٹھے ہوئے تعظیماً کھڑے ہو جاتے۔ باتیں کرنے والے خاموش ہو جاتے۔ یوں لگتا کہ یہ سب حضرت کی زیارت سے اپنی آنکھوں کی پیاس بجھانے میں مصروف ومنہمک ہو گئے ہوں۔ آپ گزرتے جاتے اور سب کے سلام کا جواب ایک دل آویز مسکراہٹ سے دیتے جاتے اور قصور کے گلی کوچوں کو معطر و منور کرتے چلے جاتے۔ قصور شریف تو اپنے بخت پر ناز کر کہ میرے حضرت کی کیا علمی و روحانی ہستی تھی جس نے راہ حق سے بھولی بھٹکی انسانیت کو اپنے مواعظ حسنہ اور تربیت خاصہ سے جادۂ مستقیم پر گامزن کر دیا۔ مخلوق خدا کے قلوب واذہان کو رجوع الی اللہ ربط رسالت اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی متاع بے بہا سے فیض یاب کیا۔

جب آپ لاہور' پنڈی سٹاپ کوٹ لکھپت رہائش پذیر ہو گئے تو حضرت کا physicaly اُتنا قریب آ جانا میرے لیے نہایت خوشی کی بات تھی۔ کیونکہ میرا مسکن قریبی آبادی ٹاؤن شپ میں ہے۔ اس دوران میں اس صدی کی عظیم تحریک کے نمائندہ مجلّہ' ماہنامہ منہاج القرآن کی پہلی مجلس ادارت کا ایک فعال رکن تھا۔ ایک مرتبہ اس کی رہائش گاہ پر حاضری کے لیے گیا اور ماہنامہ کا ایک تازہ شمارہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت زیادہ اظہار مسرت فرمایا۔ بانی وسرپرست تحریک منہاج القرآن حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالیٰ کے متعلق کافی اچھے کلمات فرمائے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان سے ملت اسلامیہ کی رہنمائی اور اصلاح احوال کا بہت بڑا کام لے گا۔ مجھے فرمایا کہ ان کی سنگت قائم رکھنا۔ ان کے عظیم مشن کی جدوجہد میں ان کا دست و بازو بنتا میں اسے اپنے حضرت کی دعاؤں کا نتیجہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے 1996ء میں مجھے قطر کی ایک خوشحال ریاست میں پاکستانی سکول میں تعلیم و تدریس کا موقع عنایت فرمایا۔ اس میں سات سالہ عرصۂ ملازمت کے دوران حج اور کئی مرتبہ عمرے کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ 2003ء میں وہاں سے مستعفی ہو کر واپس آیا تو حضور شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ایک ملاقات میں تحفیظ القرآن کالج بغداد ٹاؤن (ٹاؤن شپ) کی انتظامی ذمہ داریاں سونپ دیں۔ یہاں پر ایک روز حضور شیخ الاسلام کے پرنسپل سیکرٹری محترم جی ایم ملک کا فون

Marfat.com

آیا کہ ایک بہت ہی محترم روحانی شخصیت آپ کے پاس شعبۂ حفظ میں اپنے بچوں کے داخلہ کے لیے آ رہی ہیں۔ جب یہ شخصیت کالج میں تشریف لائی تو ان کے پرنور چہرہ کو تکتا ہی رہ گیا کیونکہ میرے حضرت کی من موہنی صورت سے بہت زیادہ مشابہت تھی۔ آپ سیّد مشتاق شاہ صاحب مدظلہ العالیٰ تھے۔ ان کا حلاوت انگیز انداز گفتگو بھی میرے حضرت جیسا تھا۔ آپ نے اپنے تین صاحبزادگان شبیر محی الدین، شبر محی الدین اور طاہر محی الدین کو داخلہ دلوایا۔ وہ تقریباً ہر روز تفریح کے پیریڈ میں معصوم و دل آویز مسکراہٹ چہروں پر سجائے دفتر میں آ کر مجھے ضرور ملتے۔ (بعد میں پتہ چلا کہ بوجہ بیماری چھوڑ کر چلے گئے ہیں تو مجھے بہت افسوس اور دکھ ہوا۔)

ٹاؤن شپ میں مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کا ایک دینی مدرسہ جامعہ اسلامیہ حنفیہ ہے۔ جس کی بانی مجلس انتظامیہ کا سیکرٹری جنرل ہونے کا تاحال مجھے شرف حاصل ہے۔ اس مدرسہ کو میرے بہت گہرے اور پیارے دوست علامہ غلام شبیر فاروقی اپنی شبانہ روز کوشش و کاوش سے بڑی کامیابی کے ساتھ چلا رہے ہیں۔ میرے حضرت صاحب قبلہ اس کی ایک سالانہ تقریب تقسیم اسناد و دستار بندی کے موقع پر جلسہ دستار فضیلت کی صدارت فرمائی۔ پیرانہ سالی کے باوجود اپنے مخصوص مسحور کن انداز خطابت سے سامعین و حاضرین جلسہ کے دلوں کو عشق مصطفیٰ ﷺ کی حلاوتوں اور لذتوں سے سیراب کیا۔ جس کے سامعین کے دل و دماغ پر یادگار اثرات مرتب ہوئے۔ جلسہ کے اختتام پر حضرت صاحب نے مدرسہ کی دن دگنی رات چوگنی ترقی کے لیے جو بڑے خشوع و خضوع سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی۔ اس کا نتیجہ ہے کہ آج اس مدرسہ میں تین شعبہ جات شعبہ حفظ طلباء، شعبۂ حفظ طالبات اور اب علامہ صاحب کے صاحبزادہ کی زیرنگرانی نیا قائم ہونے والا شعبۂ درس نظامی بڑی کامیابی کے ساتھ ترقی کے مراحل طے کر رہا ہے۔ اس تقریب کے اگلے روز میری درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے غریب خانہ کو اپنے قدوم لزوم سے شرف بخشا اور اپنے مواعظ حسنہ اور پرخلوص دعاؤں سے میرے اہل خانہ اور حاضرین کو مستفید فرمایا۔ اس موقع پر مجھے نذرانہ عقیدت ''شانِ اولیاء'' پیش کرنے کی سعادت ملی۔

صحبت اولیاء درد دل کی دوا　　قربت اولیاء زنگ دل کی جلا

Marfat.com

رحمت اولیاء رحمت مصطفیٰ ﷺ رحمت مصطفیٰ ﷺ رحمت کبریا
ان کے سائے میں جو مردہ دل آ گئے زندگی پا گئے زندگی پا گئے
جو ولی ہے ملا وہ نبی سے ملا جو نبی سے ملا وہ خدا سے ملا
میرے مرشد کے رخ پر ہے کیا چاندنی چاند کی جس پہ ہے خود فدا چاندنی
محفل نور پر بارش نور ہے نور سے آج یہ سینہ معمور ہے
وارث انبیاء نائب یار غار ﷺ گلشن الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جان بہار
خواجہ دائم الحضوری کی آپ ہیں یادگار آپ ہی سے چمکتے ہیں لیل و نہار
ہیں یہ بے خوف ہر خوف سے با خدا شان میں ان کی لا خوف حق نے کہا
آپ محمود اور میں ایاز آپ کا آپ کہہ دیجئے ہے یہ خادم میرا
پھر تو بگڑی مری ساری بن جائیگی مرے گھر بھر کی قسمت چمک جائے گی

آپ سماعت فرماتے گئے اور بس مسکراتے گئے۔ آج وہ جہان فانی سے کوچ فرمانے کے بعد ہماری ظاہری نظروں سے پوشیدہ ہو گئے ہیں تو ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ

قبر میں زندہ ہیں اولیائے کرام
ہے مزاروں سے بھی فیض جاری مدام
اہل دل ان سے کرتے ہیں جا کر کلام
جھولیاں اپنی بھرتے ہیں ہر خاص و عام

میرے حضرت صاحب قبلہ کے بعد چشمہ دائم الحضوری سے متلاشیانِ حق کے دلوں کی کھیتیوں کو سیراب کرنے کی جو ذمہ داری محترم صاحبزادہ عمران ولی اللہ شاہ صاحب کے کاندھوں پر مشیت ایزدی نے ڈال دی ہے اور وہ جس لگن، محنت اور اخلاص کے ساتھ اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے شبانہ روز کما حقہ سعی و کوشش میں مصروف ہیں۔ اس کے لیے بارگاہ خداوندی میں التجا ہے کہ وہ انہیں اس عظیم ذمہ داری کو بطریق احسن نبھانے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے اور انہیں ہر طرح سے اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ وہ میرے حضرت صاحب قبلہ کے ہزاروں متوسلین و مریدین کی رہنمائی اور رشد و ہدایت کا بہترین وسیلہ بنے رہیں۔ صاحبزادہ عمران ولی اللہ شاہ صاحب کی دستار بندی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں

Marfat.com

ہی فرما دی تھی۔ اس یادگار تقریب کی آڈیو کیسٹ میرے پاس موجود ہے۔ اس موقع پہ حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ ''جس طرحاں بزرگاں کولوں مینوں اجازت ملی ایہہ اسے طرحاں میں اپنے بچے نوں اجازت دیناں۔''

اس موقع پر حضرت صاحب نے فرمایا تھا ''پیرزادہ سید عمران ولی اللہ شاہ صاحب جیہڑا مادرزاد ولی اے اوہنوں جو کچھ مینوں ملیا اے اپنے والد صاحب دے کولوں، حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ دی بارگاہ وچوں، جیہڑیاں بزرگاں نال میں مجلس کیتی اے میں فیض لیتا اے اوہ فیض میں رج اپنے بچے نوں ٹرانسفر کرناں جو کچھ میرے کول اے اوہ اللہ تعالیٰ دی رحمت نال حضور ﷺ دے صدقے نال اس نوں نصیب ہووے تہاڈی زیادہ توں زیادہ خدمت کرے میں بڈھا ہوگیاں ضعیف ہوگیاں اس واسطے میں معذرت خواہ ہاں جناں چر میری زندگی اے دعاواں تہاڈے واسطے کردا رہواں گا۔ انشاء اللہ دعاواں وچ برکت ہووے گی رحمت ہووے گی ذکر کرو جس طراں مینوں بزرگاں کولوں اجازت ملی اسی طرحاں میں اپنے بچے نوں اجازت دینا۔''

میرے حضرت صاحب کو آقا علیہ السلام حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک خصوصی قلبی روحانی تعلق تھا۔ اپنے مریدین، معتقدین اور متعلقین کو ان ہی کے چشمہ فیض سے سیراب کرنے کا انتظام کرنے کے لیے محافل میلاد، محافل نعت خوانی، ختم شریف غوث الاعظم، یوم حضرت اویس قرنی بڑے پروقار اور عظیم الشان طریقے سے منعقد کیا کرتے۔

حاضرین و سامعین ان وجہ آفرین ساعتوں میں دولت عشق رسول ﷺ فیض اسوۂ اویس قرنی اور متاع محبت غوثیت مآب سے اپنے خالی دامنوں کو بھر کر چہروں پر ایک عجیب نورانی چمک اور قلوب واذہان میں کیف و سرور لئے ہوئے گھروں کو لوٹتے اعراس خواجہ دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ اور اس عظیم خاندان کے دیگر بزرگوں کے موقع پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت دیدنی ہوا کرتی تھی۔ لنگر کی تقسیم کی آپ بہ نفس نفیس خود نگرانی فرماتے۔ تمام مریدین و متوسلین (خواتین و حضرات) جوان، بزرگ، بچے آپ کی توجہ میں رہتے بڑے ہی اعلیٰ نظم و ضبط کے ساتھ لنگر کا لذیذ و نفیس کھانا کھلا کر آپ کے پرنور چہرہ

Marfat.com

پر کسی قسم کی تھکن کے آثار کے بجائے ایک دلکش طمانیت، آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں پر دل آویز تبسم ہوتا۔ مار کہ اور سنگیو کے الفاظ سے جب انہیں مخاطب کرتے تو سننے والوں کو یہ الفاظ بہت ہی بھلے لگتے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریر بھی میرے حضرت کی روحانی شفقتوں اور خصوصی توجہات کا ثمر ہے کہ تقریباً دس سال کے عرصہ کے بعد دوبارہ لکھنے کا سلسلہ جاری ہوا ہے اور گھوم پھر کر عمر کے آخری حصے میں حضور شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ارشاد پر فرید الدین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں ایک علمی اور ادبی ماحول میں آ گیا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق حضور شیخ الاسلام کے ساتھ وابستگی میں استقامت عطا فرمائے رکھے اور صحیح معنوں میں ان کا دست و بازو بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ امید ہے کہ حضرت صاحب کے روحانی فیض کی برکتوں سے اب لکھنے لکھانے کا جو موقع مجھے عطا ہوا ہے۔ اس میں بفضلہ تعالیٰ ضرور روانی رہے گی۔ سوانح نذیری کے مصنف و محقق پروفیسر علامہ محمد الیاس اعظمی قصوری میرے عزیز ترین دوستوں میں سے ہیں۔ انہوں نے ایک ملاقات کے موقع پر بتایا کہ وہ قبلہ حضرت علی احمد شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی حیات و خدمات پر ایک کتاب مرتب کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں مجھے بھی انہوں نے کچھ لکھنے کی ترغیب وتحریک دلائی۔ کچھ سمجھ نہیں آتا تھا کہ اتنی عظیم شخصیت کے متعلق بھلا کیا لکھ سکوں گا۔ دن مہینے گزرتے گئے ان کی طرف سے یاد دہانی کے پیغامات آتے رہے مگر ادھر سے کچھ نہ لکھے سکنے کی شرمندگی کی وجہ سے کوئی جواب نہ جاتا۔ آخر ایک دفعہ پھر ملاقات پر انہوں نے فرمایا کہ میں آپ سے سخت ناراض ہوں۔ اس پر ایک دن آخر قلم و قرطاس سے دوستی ہو ہی گئی۔ اپنے حضرت کے متبسم چہرۂ انور کا تصور کر کے لکھنے بیٹھ گیا اور پھر لکھتا ہی چلا گیا۔ اللہ کرے حضرت کی یاد میں یہ چند الفاظ میرے لئے اخروی زندگی میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے میری رفاقت کا سبب بنیں اور قربت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ بنیں۔ (آمین)

Marfat.com

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

ایڈیٹر: جہان رضا لاہور

نذرانۂ عقیدت

صاحبزادہ سیّد علی احمد شاہ صابر خانوادۂ مخدومین پنجاب قصور کے نامور عالم دین تھے۔ آپ کی ساری زندگی تبلیغ دین میں گزری۔ آپ نے قصور کے نقشبندی مجددی خاندان کی روحانی فیضان کو عوام تک پہنچانے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔

ایک وقت تھا کہ حضرت صاحبزادہ علی احمد شاہ مجھے ملنے آتے اور اپنے بزرگوں کی روحانی خدمات پر روشنی ڈالتے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس خاندان سے آپ کا تعلق تھا۔ اس نے صرف قصور کے کوچہ و بازار کو روشنیاں نہیں دے دیں بلکہ پنجاب اور ڈیرہ جات تک کو روحانی فیضان سے مالا مال کر دیا۔ حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ مخدومان پنجاب کے روحانی ورثہ کے امین تھے۔ حضرت غلام مرتضیٰ قصوری مخدوم پنجاب حضرت بابا بلھے شاہ قصوری اور حضرت پیر وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے۔ حضرت دائم الحضوری نے اس خانوادہ کے روحانی فیضان کو عام کیا۔ آپ کی بارگاہ کے تربیت یافتگان میں سے مجددی سلسلہ کے نامور بزرگ غلام مرتضیٰ بریلوی، حضرت مولانا غلام نبی للّٰھی، حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری جیسے بلند پایہ علماء و صوفیاء نے پنجاب کے سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ کی خانقاہیں آباد کیں۔

اس عظیم خاندان کے نامور فرزند سیّد علی احمد شاہ صاحب پر زیر نظر کتاب لکھی گئی ہے۔ جسے اسی شہر قصور کے ایک مجددی سکالر علامہ محمد الیاس اعظمی ایم اے نے بڑی محنت سے تالیف کیا ہے۔ ہم فاضل مصنف کی محنت اور تحقیق کو ہدیۂ تبریک کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بزرگانِ دین کے روحانی فیضان سے نوازے۔

Marfat.com

حرفِ محبت

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ حامدا مصلیا مسلما

زندہ قومیں اپنے تاریخی تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے اپنے اکابر' پیشواؤں اور راہنماؤں کے تذکرے کرتی رہتی ہیں اور ان کے تبلیغی' ملی اور قومی کارناموں کی روشنی میں مستقبل میں اپنی کامیابیوں کی راہیں تلاش کرتی رہتی ہیں۔ ان زندہ قوموں میں سے امت مسلمہ اپنے ماضی کی روایات برقرار رکھنے کے لیے سرفہرست ہے۔ اس کا ماضی بڑا شاندار و تابناک اور حال بڑا المناک ہے۔ مگر باوجود اس کے امت مسلمہ کے حساس و فرض شناس افراد اپنی نامور شخصیات کے تبلیغی' دینی اور ملی کارناموں کو منظر عام پر لانے کے لیے کوشاں اور سرگرم عمل ہیں۔ ان ہی حساس اور فرض شناس افراد میں سے ایک فعال ترین شخصیت حضرت علامہ پروفیسر محمد الیاس اعظمی پروفیسر منہاج یونیورسٹی لاہور بھی ہیں۔ جنہوں نے سرزمین قصور کی ایک عظیم جلیل القدر دینی و روحانی شخصیت پیر طریقت فخر اہل سنت راہنماء ملت اسلامیہ پاکستان حضرت صاحبزادہ پیر سیّد علی احمد شاہ قصوری زیب سجادہ حضرت مولانا خواجہ غلام محی الدین قصوری نقشبندی مجددی قدس سرہ العزیز کے حالات زندگی اور خدمات موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق بڑے نرالے اور اچھوتے انداز میں منظر عام پر لانے کی کامیاب ترین کوشش کی جس سے قاری کے دل میں اس عظیم شخصیت کی طرز زندگی کے مطالعہ سے بزرگوں اور اسلام سے وابستگی

Marfat.com

میں مزید پختگی آجاتی ہے اور یقین محکم کی روشنی میں اپنی دنیا و آخرت کی کامیابیوں کی امید کی کرن نظر آتی ہے۔ میں مولف کو اس کامیاب ترین کوشش پر زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بوسیلہ سیّد الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء مصنف کے ذوق تحریر وتصنیف اور بزرگان دین سے عقیدت ومحبت میں مزید اضافہ فرمائے گا اور اس کی تصنیف کو دنیا میں مزید کامیابیوں کا زینہ بنائے اور آخرت کے لیے توشہ وذریعہ نجات بنائے۔ (آمین بجاہ سیّد الاولین والآخرین علیہ التحیۃ والتسلیم)

مفتی محمد گل احمد خان عتیقی

مفتی جامعہ رسولیہ شرازیہ بلال گنج لاہور

سابق مفتی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد

سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور رکن اسلامی نظریاتی کونسل حکومت آزاد کشمیر

Marfat.com

حضرت سیّد علی احمد صابر شاہ

زمین میں ایک دانہ کاشت کرنے سے سات سو دانے اُگ سکتے ہیں۔تو بندہ مؤمن کا دل جو ہے ہی سوہنے مالک کی سرزمین۔ اس کے ثمرات کا اندازہ کرنے کے لئے ابھی کوئی معیار تخلیق ہی نہیں ہوا۔ دنیا فانی کی پیداوار اور اگر اس سے بھی زیادہ ممکن ہے کہ واللہ یضعف لمن یشاء تو اللہ تعالیٰ کی زمین کی پیداوار کا اضافہ۔ بندہ مؤمن کو ہر چیز سے کیوں بے نیاز نہ کر دیتا ہوگا۔

عشق کی چوٹ تو پڑتی ہے دلوں پر یکساں
ظرف کے فرق سے آواز بدل جاتی ہے

حضور سیّدی وآقائی دائم الحضوری کے زیر شفقت جنم لینے والے سیّد علی احمد صابر شاہ پر اس نظر عنایت کی بارش نے جو ثمرات پیدا کئے۔ اس کے اثرات ان کی ساری زندگی کے ایک ایک عمل سے عیاں ہیں۔ اسی شہر قصور کا ایک باشندہ اسی محلے میں رہنے والا ایک شخص اپنی غفلت کی وجہ سے نہ جانے سارا سارا دن کہاں کہاں کی خاک چھانتا پھرتا۔ تھک ہار کر۔ چور چور ہو کر بستر پر آ گرتا ہوگا اور ایک اُسی ایک آستانہ فیض بار سے فیض پا کر شاہوں کی چوکھٹوں پر سجدہ کرنے کی ذلت سے بچ گیا اور قدرت نے اُس کے دل کی سرزمین پر جہاں وہ خود بھی جلوہ افروز رہتا ہے وہاں اپنی محبت کا بیج بو کر کتنے گل بوئے اور پھل پھول پیدا کئے ہوں گے کہ کسی کی طرف آنکھ اُٹھا کر للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے سے محفوظ کر لیا۔

وہ شخص تو زندہ و پائندہ ہے اس کی زندگی کا شائبہ کوئی لمحہ کسی کو یاد ہو اور ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ تاریخ کا حصہ بن گیا۔

Marfat.com

اس کی زندگی کا ہر لمحہ کسی ایسے کام کی نذر ہوتا رہا ہوگا جس کام کی کاشت صرف کانٹے ہی کانٹے ہوں جن کانٹوں نے اُس کا جینا بھی حرام کر دیا ہو اور ان کی زندگی کا ہر کام۔ ایسی کاشت جس سے پیدا ہونے والے پھول پوری ملت اسلامیہ کو مہکا گئے۔

تحریک نظام مصطفوی ہو یا تحریک ختم نبوت ان میں شریک ہونا اور ان میں شریک ہونے کے لئے اُٹھا ہوا ایک ایک قدم تو شائد قدم اُٹھانے والے کو بھی یاد نہ ہوں کہ کہاں کہاں رکھے تھے لیکن مالک نے ان قدموں کے اثرات اور انہی کی طرح اٹھنے والے پوری ملت اسلامیہ کے قدموں کے اثرات کی خوشبو صوبائی و قومی اسمبلیوں کے فلک بوس عمارتوں کی مضبوط دیواروں کے اندر تک کو مہکا دیا کوئی ایک شخص ان تحاریک کی کامیابی کا سہرا اپنے سر باندھنا چاہے تو باندھ لے لیکن قصور شہر کی گلیاں۔ بازار۔ کوچے۔ مساجد و معابد کی ایک ایک اینٹ سیّد علی احمد شاہ صابر کی پُر درد تقریروں۔ نظموں۔ نعروں۔ جلوسوں۔ جھنڈوں۔ بینروں کو از بر یاد کئے ہوئے ہے وہ پروفیسر محمد الیاس اعظمی کے نوک قلم سے نکلنے والے حروف کی ہر شد اور ہر مد کو سلام نیاز پیش کرتے ہوں گے کہ آپ نے ہماری جذبات کی بے زبانی کو ترجمان کا شرف بخشا اور سیّد علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی سے قرطاس ہائے کتاب کو مزین کر دیا۔ اے اعظمی! تو نے ان کے نغماتِ زندگی کو محفوظ کر دیا نہیں بلکہ ہمیں بھی زندہ کر دیا۔ جب کبھی کوئی سیّد علی احمد شاہ صاحب کے حالات پڑھتے پڑھتے تحاریک مبارکہ کے ذکر تک پہنچے گا تو ہمارا تصور بھی ضرور اس کے قلوب واذہان میں مہک پیدا کرے گا۔

قصور شہر کا ایک شخص یا ایک تشخص روٹی کی بھوک کا مارا۔ حضرت دائم الحضوری حضوری کا شرف پا کر بھی یہی سوال کرتا ہوگا۔ بابا روٹی نہیں ملتی۔ کوئی وظیفہ بتاؤ کہ کم از کم پیٹ بھر روٹی تو مل جائے اور آپ فرماتے ہوں گے بھئی مجھے روٹی ملنے کا وظیفہ تو کوئی یاد نہیں البتہ روٹی دینے والے سے ملنے کے کئی وظیفے مجھے یاد ہیں۔ اگر وہ وظیفے پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھ لو لیکن اگر پھر بھی روٹی ہی کیلئے وظیفے کیلئے مصر ہو تو پڑھا کرو۔ یا روٹی یا روٹی یا روٹی۔ ایسے میں سیّد علی احمد شاہ یقیناً آگے بڑھے ہوں گے حضور! مجھے روٹی دینے والے سے ملنے کے وظیفے

Marfat.com

عطا فرما دیں۔ مالک سے دوستی۔ مالک کے مکان کا بھی مالک بنا دیتی ہے آپ مالک سے ملا دیں مالک مل گیا۔ تو مالک کی ہر شئے میری ہو گی۔

ہمیشہ حضوری کے فیض سے سرشار رہنے والے نے سیّد علی احمد کو آغوشِ محبت میں لے لیا ہو گا اور جن کے حضور میں ہمہ وقت حاضری کی لذت سے ملذذ رہتے ہوں گے کبھی تو ان کو بھی ساتھ لے کر اس شرف سے باریاب کیا ہو گا۔

سیّد نذیر احمد شاہ کو سلام۔ جن کے بیٹے کو ماہی نے اپنے لئے' اپنے محبوب کے لئے اور اپنے محبوب کے محبوبوں کے لئے چن لیا وران کو بھی ان کی طرح امر کر دیا۔

کرم بارنگاہوں کا منتظر

عبدالحق ظفر چشتی

مصطفیٰ آباد لاہور

25 فروری 2007ء' اتوار

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

خاندانی پس منظر

خاندان سادات بخاری قصور کے مورث اعلیٰ اور جد امجد حضرت علامہ مولانا سید غلام حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا اصلی وطن بھیرہ ضلع سرگودھا تھا۔ جو تحصیل علم کے لیے اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر قصور تشریف لائے۔ جو اس وقت علوم وفنون کی عالمی شہرت رکھنے والا مرکز تھا۔

درسگاہ مرتضویہ:-

جس دور میں پنجاب میں سکھوں نے شورش برپا کی تھی اس زمانے میں قصور اور اس کے گردونواح میں بہت سے علمی مراکز اور خاندان علم کی روشنی کو عام کرنے میں مصروف تھے لیکن ان میں سے سب سے زیادہ مشہور اور نامور مرکز مخدوم پنجاب حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ "درسگاہ مرتضویہ" تھی۔ ہندوستان بھر بلکہ افغانستان، برما وغیرہ دور دراز کے علاقہ جات سے طالبان علم یہاں آتے اور اس مرکز دائرۃ العلوم کے علمی و روحانی چشمہ صافی سے علم و معرفت کے جام پی کر اپنی روحانی تسکین اور علمی تشنگی کو دور کرنے کا سامان کرتے تھے۔

قصور کا یہی وہ مرکز معرفت وعشق ہے جس نے امام عاشقاں، قدوۃ العرفا حضرت سید عبداللہ شاہ المعروف بابا بلھے شاہ (م)

اور واقف اسرار حقیقت حضرت سید وارث شاہ (م)

مصنف ہیر کی علمی و روحانی تربیت کر کے انہیں شہرت کے بام عروج تک پہنچا دیا۔ دنیائے تصوف کے ان دونوں بے تاج بادشاہوں کو براہ راست حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ قصوری نے اپنی تربیت میں علمی و روحانی ترقی کے مدارج طے کروائے تھے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ قصوری رحمۃ اللہ علیہ قریشی النسل تھے اور آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر ملتا ہے۔ مولوی امام دین کھوتکوی حضرت خواجہ غلام محی الدین کے احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت غلام محی الدین قصوری جو حضرت قبلہ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجلہ واعلیٰ خلفاء میں سے تھے معزز صدیقی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کا نسب حضرت امیر المومنین ابی بکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔''[۱]

تیرہویں صدی ہجری جب حضرت مولانا سید غلام حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ علوم وفنون کی تحصیل اور روحانی تربیت کے حصول کے لیے اس مرکز علم ومعرفت کی فضاؤں میں قدم رکھتے ہیں یہ وہ دور تھا جب مقبول بارگاہ رسول حضرت خواجہ حافظ شاہ عبدالرسول قصوری (م 1294ھ/ 1877ء) اپنے اسلاف کی اس علمی وروحانی یادگار کو نہ صرف قائم رکھے ہوئے تھے بلکہ اس مسند علم ومعرفت کو ظاہری و باطنی طور پر بھی چار چاند لگائے بیٹھے تھے اور ایک جہاں آپ سے فیض یاب ہو رہا تھا۔ شریعت وطریقت کے اس نیر تاباں کے فیض سے یوں تو ہزاروں گم کردہ راہ نے روشنی پائی مگر ان میں سے تخت علم وحکمت اور فلک حقیقت ومعرفت پر ستاروں کی طرح چمکنے والے چند نمایاں ترین نام درج ذیل ہیں:

۲۔ حضرت حافظ فتح محمد بانی دارالعلوم فتحیہ اچھرہ لاہور
۳۔ حضرت مولانا مولوی خوشی محمد موگھووال ضلع گجرات
۴۔ حضرت مولوی ابراہیم شہید انوالی
5۔ حضرت میاں اللہ جوریا قصوری
۶۔ حضرت مولانا حافظ غلام محمد قادری نقشبندی بھکر
۷۔ مولوی غلام علی امرتسری
8۔ حضرت علامہ مولانا سید عبدالحق شاہ ہمدانی قصور
9۔ حضرت علامہ مولانا سید غلام حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

حضرت علامہ مولانا سید سید محمد شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ [10]

فخر المعاصرین استاد کا اگرچہ ہر شاگرد ہی قابل فخر تھا مگر حضرت خواجہ شاہ عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ ایسے شیخ کامل کی نگاہ ناز کا تارہ بننے کا شرف جس خوش نصیب سکندر بخت تلمیذ رشید کو حاصل ہوا وہ ساہیوال بھیرہ ضلع شاہ پور (حال ضلع سرگودھا) کے دور افتادہ علاقہ سے تعلق رکھنے والے مولانا سید غلام حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شیخ المشائخ، عمدۃ الفاضلین، سید العرفاء قدوۃ السالکین حضرت خواجہ شاہ غلام محی الدین نقشبندی، مجددی قصوری آپ حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی دہلوی مظہری (م 1240ھ/ 1824ء) کے اعظم خلفاء[11] اور حضرت امام المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م 1239ھ/ 1823ء) کے ارشد تلامذہ[12] میں سے تھے۔ آپ کو حضور ایزدی سے دو صاحبزادیوں اور ایک فرزند ارجمند عطائے رسول حافظ شاہ عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ کا عطیہ عنایت ہوا تھا لیکن یہ قدرتِ خداوندی کا کرشمہ ہے کہ صاحبزادہ عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں نرینہ اولاد تو کوئی نہ ہوئی صرف ایک صاحبزادی تولد ہوئی اور ان کا نام ''حیات بی بی'' رکھا گیا جو حقیقی معنوں میں حیات بی بی ثابت ہوئیں۔ آج خواجگان قصوریہ کا نام اسی نیک بخت رابعہ عصر کے بطن مبارک سے متولد ہونے والی اولاد کے باعث قائم اور مشہور ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک رہے گا۔

Marfat.com

مرج البحرین......سید غلام حسین

حضرت مائی صاحبہ حیات بی بی جو بچپن سے ہی اسوۂ فاطمی کا عملی نمونہ و تصویر تھیں۔ جب سن بلوغت کو پہنچیں تو والد گرامی ان کے لیے نیک، صالح، متقی و پرہیز گار اور عالم فاضل لڑکے کی تلاش میں تھے۔ اسی دوران حضرت مولانا سید غلام حسین شاہ بخاری بھی اپنی خداداد ذہانت اور اعلیٰ صلاحیتوں کی بدولت علوم عقلیہ ونقلیہ اور علم حدیث کی تحصیل کر کے فارغ ہو چکے تھے۔ حضرت شاہ صاحب اپنی متدین طبیعت، تقویٰ وطہارت اور رسوخ فی العلم کے باعث اپنے شیوخ و اساتذہ بالخصوص اپنے شیخ طریقت حافظ شاہ عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں کا تارا بن چکے تھے۔ چنانچہ صاحبزادی صاحبہ کے جیون ساتھی کے لیے آپ کی نظر انتخاب مسنون استخارہ کے بعد گلستان علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس حسنی و حسینی پھول پر جم جاتی ہے۔ اس طرح تعلیمی مراحل کی تکمیل کے بعد جب باقی طلباء کو سند فضیلت سے نواز کر رشد و ہدایت اور تبلیغ و اشاعت دین کے لیے اپنے اپنے علاقوں کو واپس بھیج دیا گیا تو حضرت مولانا سید غلام حسین بخاری کو شرف فرزندی بخشنے کا پروگرام بنالیا۔ یہ سچ ہے:

مکتب عشق کا یہ دستور نرالا دیکھا
اسے چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

استخارہ مسنونہ کے نتیجہ میں جب شاہ عبدالرسول کو نکاح کا اذان مل گیا تو اب انہوں نے سماجی روایات کے مطابق ایک قاصد کے ذریعہ سید غلام حسین شاہ کے والد گرامی حضرت پیر سید گل شیر شاہ کو اپنے اس خیال سے آگاہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے بلا تامل اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا۔ یوں انتہائی سادگی کے ساتھ ہاشمی، قریشی جوڑے کی شادی خانہ آبادی بخیر و

Marfat.com

خوبی انجام پائی۔ اس طرح سید غلام حسین شاہ صاحب مرج البحرین قرار پائے کہ جہاں علم و معرفت اور صدیقی و سادات کے دو دریا آپس میں مل جاتے ہیں۔

قصور منتقلی:

قصور سے واپسی کے بعد حضرت سید غلام حسین شاہ نے اپنے آبائی شہر بھیرہ کو اپنا مستقل مسکن بنالیا لیکن اپنے شیخ کامل اور خسر مکرم سے جدائی کی وجہ سے رنجیدہ خاطر رہتے۔ دوسری طرف مائی صاحبہ بھی اپنے ولی کامل باپ کی جدائی میں تڑپتی رہتی تھیں۔ یوں تھوڑا ہی عرصہ بعد آپ اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ قصور تشریف لے آئے اور پھر یہیں مستقل سکونت اختیار کرلی اور پھر اپنے پیر و مرشد کی نگرانی و سرپرستی میں اپنی دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بھی اسی سرزمین کو بنالیا۔ تھوڑے ہی عرصہ آپ کے والد گرامی حضرت پیر سید گل شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی مستقل طور پر آپ کے پاس تشریف لے آئے اور یہیں کے ہو رہے۔ آخرکار اسی سرزمین میں اسودۂ خاک ہوئے۔

حضرت مولانا سید غلام حسین شاہ نے 7 ماہ صفر المظفر 1325ھ کو دارفناء کو الوداع کہتے ہوئے دار بقاء کو لبیک کہا۔ آپ کا مزار پرانوار آج بھی بڑا قبرستان قصور میں اپنے شیخ طریقت خواجہ شاہ عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے دامن میں جانب مشرق واقع مرجع خلائق ہے۔

شجرۂ نسب آبائی:

جیسا کہ گزشتہ سطور میں یہ گزر چکا ہے کہ مولانا سید غلام حسین شاہ ساہیوال شاہ پور (بھیرہ) کے خاندان سادات بخارہ کے گل سرسبد تھے۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپ نجیب الطرفین یعنی حسنی، حسینی سید تھے۔ آپ کا آبائی شجرۂ نسب 37 واسطوں سے امام المشارق والمغارب، اسد اللہ الغالب سیدنا امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب سے جاملتا ہے۔ مفصل شجرۂ آئندہ صفحات میں آرہا ہے۔

Marfat.com

حافظ سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حیات بی بی کے بطن سے مولانا سید غلام حسین شاہ کے ہاں دو صاحبزادے (حافظ سید سید محمد شاہ اور حافظ سید احمد شاہ) متولد ہوئے۔ دونوں صاحبزادگان نیک صالح اور اپنے بزرگوں کے کامل متبع تھے۔ بڑے صاحبزادے حافظ سید سید محمد شاہ نے تو براہ راست اپنے نانا شاہ عبدالرسول قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کیا۔ بالخصوص علوم ظاہری میں مختلف علوم وفنون کی بعض کتب کا درس لیا اور روحانی استفادہ بھی کیا۔ نانا مرحوم کے انتقال کے وقت حافظ سید احمد شاہ ابھی کم سن تھے۔ آپ نے سن شعور میں پہنچ کر خاندانی روایات کے مطابق سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا۔ والد مرحوم نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو دینی وعصری تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہ کیا۔

سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد دینی تعلیم کا آغاز گھر پر اپنے والد گرامی کے پاس کیا اور پھر مقامی جید علماء سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ عصری تعلیم مقامی تعلیمی اداروں سے حاصل کرنے کے بعد مرکز علم و ادب لاہور کا رخ کیا۔ عالم عربی اور فاضل فارسی کے امتحانات امتیازی حیثیت سے پاس کئے۔ علوم دینیہ کے ساتھ عصری علوم میں بھی مہارت حاصل کی۔ بالخصوص انگریزی زبان پر آپ کو بڑا عبور حاصل تھا۔

بیعت وارشاد:

حضرت حافظ سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگوار حضرت سید غلام حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے شیخ و مرشد اور خسر حضرت صاحبزادہ حافظ شاہ عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضوریہ اور دیگر سلاسل روحانیہ میں مجاز تھے، کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ ظاہری علوم کے بعد علوم باطنیہ اور روحانی مدارج کی تکمیل کی اور یوں سلوک کی منازل

Marfat.com

براہ راست اپنے والد گرامی کی نگرانی میں طے کیں۔

حضرت مولانا سید غلام حسین شاہ نے روحانی تربیت اور منازل سلوک کی تکمیل کے بعد اپنے دونوں صاحبزادوں کو اجازت وخلافت سے سرفراز کیا۔

ملازمت:

حضرت حافظ سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے روزگار کے طور پر سرکاری ملازمت اختیار کی اور اس کے لیے عدلیہ کا شعبہ منتخب کیا۔ یہ وہ دور تھا جب انڈیا برطانوی سامراج کے زیر تسلط تھا۔ آپ کی قانونی مہارت عدل گستری و انصاف پروری کے باعث آپ کو آنریری مجسٹریٹ مقرر کر دیا گیا۔ آپ نے کچھ عرصہ تو اس منصب پر قائم رہتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو نبھایا لیکن جب قصور اور گردونواح کے علاقہ جات میں برطانوی مظالم اپنی انتہا کو پہنچ گئے تو ان کی روک تھام کے لیے آپ نے اپنا ذاتی اثر و رسوخ بھی استعمال کیا۔ جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو حافظ سید احمد شاہ نے اس پر صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے سرکاری ملازمت سے استعفا دے دیا اور بعد میں پوری زندگی لوگوں کی اخلاقی تربیت، دعوت وتبلیغ اور سماجی خدمات کی انجام دہی میں گزار دی۔

وصال مبارک:

خلق خدا کی ایک بڑی تعداد کو رشد وہدایت کی راہ دکھلانے کے بعد یہ مرد خدامست 16 اپریل 1926ء بمطابق 3 شوال 1345ء بروز جمعۃ المبارک اپنے اہل خانہ اور ہزاروں متوسلین ومعتقدین کو آزردہ چھوڑ کر راہی ملکِ بقاء ہوئے۔ ”انا للہ وانا الیہ راجعون۔“

آپ کا مزار فیض آثار بھی بڑا قبرستان قصور میں اپنے والد گرامی اور شیخ طریقت کے پہلو میں واقع مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ پیر سید نذیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش:

حضرت پیر روشن ضمیر خواجہ سید نذیر احمد کی پیدائش 1898ء میں حضرت حافظ سید احمد شاہ خلف الرشید حضرت مولانا سید غلام حسین شاہ کے گھر واقع کوٹ اندرون کوچہ سیداں قصور میں ہوئی۔ نومولود بچے کی ولادت کے ساتھ ہی اعزا و اقارب کے ہاں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور خوشی کے شادیانے بجائے جانے لگے۔[۱۳]

تعلیم و تربیت:

حضرت سید نذیر احمد شاہ نے خالصاً دینی و مذہبی اور روحانی گھرانے میں آنکھ کھولی تھی۔ اس لیے آپ کی تعلیم و تربیت کا آغاز خاندانی روایت کے مطابق قرآن مجید ناظرہ سے کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی آپ کو مقامی پرائمری سکول میں داخل کروا دیا گیا۔ اس کے بعد آپ کو اسلامیہ ہائی سکول قصور میں داخل کروایا گیا۔ جہاں سے آپ نے امتیازی حیثیت میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔[۱۴]

دینی تعلیم:

والد گرامی حضرت سید احمد شاہ نے اگرچہ سکول کی تعلیم کے زمانہ سے ہی آپ کی دینی و روحانی تعلیم کا آغاز کر دیا تھا مگر بھرپور دینی تعلیم کا آغاز میٹرک تک تعلیم مکمل کر لینے کے بعد کیا گیا۔ دینی تعلیم کے سلسلہ میں آپ نے اپنے تایا مرحوم حضرت حافظ سید سید محمد شاہ صاحب سے بھی خوب استفادہ کیا۔ سید محمد شاہ نہ صرف قصور کے جید عالم تھے بلکہ ان کا شمار

Marfat.com

اس دور میں پنجاب کے اکابر علماء و مشائخ میں ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ آپ نے بالخصوص سلسلہ حضوریہ قصوریہ سے وابستہ علماء سے اکتساب فیض کر کے تفسیر، حدیث اور فقہ کی اہم کتب پڑھ لیں۔ یوں اس طرح تعلیمی مراحل کو مکمل کیا۔

سرکاری ملازمت:

تعلیم سے فراغت کے بعد سید نذیر احمد شاہ نے رزق حلال کی تلاش میں تگ و دو شروع کردی اور بالآخر آپ کو محکمہ پولیس میں ملازمت مل گئی۔ (اس دور میں پولیس کا محکمہ یوں بدنام نہیں تھا جیسا آج ہمارے زمانے میں ہے) چنانچہ آپ پوری دیانت داری کے ساتھ اپنا فریضہ ادا کرتے رہے۔ آپ نے اپنے زمانہ ملازمت میں کبھی کسی پر نہ ظلم کیا اور نہ زیادتی کی۔ مشائخ کے گھرانے سے تعلق ہونے کی وجہ سے محکمہ کے تمام لوگ آپ کا انتہائی احترام کرتے تھے۔

ملازمت سے دست برداری:

ایک دفعہ آپ ٹریننگ پولیس قصور میں تھے کہ آپ کے سینئر آفیسروں میں ایک ایسا بدبخت انگریز آفیسر آیا جو اسلام دشمنی اور حضور ختمی مرتبت ﷺ کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے بدزبانی میں مشہور زمانہ تھا۔ چنانچہ اس نے ایک روز اپنی خبیث الفطرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ناموس رسالت کے حوالے سے زبان درازی کی اور اسلام کے خلاف سخت زہر اگلا۔ تو غیرت دینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سید نذیر احمد شاہ اور آپ کے دیگر مسلمان ساتھی ملازمین نے احتجاج کیا۔ اس پر جب اس انگریز آفیسر نے اشتعال میں آکر مسلم ملازمین کا احتجاج مسترد کردیا تو اس کے ردِّ عمل میں سید نذیر احمد شاہ اور آپ کے قریبی ساتھیوں نے ناموس رسالت کی غیرت میں ہمیشہ کے لیے ملازمت سے استعفاء دے دیا اور اس کے بعد باقی ماندہ زندگی آپ نے طریقت کی راہ میں گزار دی۔ مولانا ظفر علی خاں کے یہ شعر آپ پر صادق آتا ہے:

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا

Marfat.com

نہ کٹ مروں جب تک میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کہ کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

بیعت وارادت:

حضرت سید نذیر احمد شاہ کے والد گرامی حضرت حافظ سید احمد شاہ خود اپنے وقت کے جلیل القدر شیخ طریقت اور مرشد کامل تھے۔ اس لیے سعادت مند بیٹے نے روحانی استفاضہ کے لیے بھی اپنے والد گرامی کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے اور روحانی فیض پانے کا فیصلہ کیا اور ان کے دست مبارک پر بیعت کر کے باقاعدہ طور پر حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔

والد گرامی نے آپ کو سلاسل اربعہ قادری، نقشبندی، چشتی اور سہروردی میں شرف بیعت سے نوازا اور سلسلہ کے خصوصی اوراد و وظائف پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

پھوپھی صاحبہ کی تلقین:

ایک دفعہ آپ کی پھوپھی صاحبہ کو ان کے دادا حضرت سید غلام حسین شاہ کی خواب میں زیارت ہوئی تو انہوں نے بھی سید نذیر شاہ کے روحانی سلسلہ کو قائم کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی اپنا خصوصی وظیفہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ اسے پڑھا کرے۔ چنانچہ پھوپھی صاحبہ نے اگلے دن صبح دادا جی کا منامی حکم اپنے والد گرامی تک پہنچایا اور ساتھ ہی خود بھی صاجزادہ نذیر احمد کو وظائف کی تلقین کی۔

ایک مرد قلندر کی آمد:

جس دور میں حضرت سید نذیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلوک کی منازل طے کر رہے تھے، انہی دنوں ایک مرد قلندر ہندوستان سے مزاراتِ اولیاء کی زیارات کرتے کرتے بغداد ثانی قصور میں تشریف لائے۔ جب وہ یہاں کے قدیم اور بڑے قبرستان میں خواجگان حضوریہ اور دیگر اولیاء وصلحاء کے مزارات سے مستفیض ہوئے تو اس موقع پر ان کی ملاقات حضرت صاجزادہ سید نذیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں تو انہوں نے نہ صرف یہ کہ آپ کا بے حد

Marfat.com

احترام کیا بلکہ آپ کو سلاسل اربعہ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی کی اجازت دے کر خلافت سے سرفراز فرمایا۔

اسلاف کی بشارات:

راہ سلوک وتصوف میں آپ کے نیک سیرت اور پاکیزہ کردار اسلاف نے بشارات کی صورت میں آپ کی روحانی تربیت اور منازل سلوک کی تکمیل میں اہم کردار ادا کیا۔

شادی مبارک:

ابھی آپ راہ طریقت اور سلوک کی منزلیں ہی طے کر رہے تھے کہ آپ کے والد گرامی اور شیخ کامل حضرت سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ سخت بیمار ہو گئے چنانچہ ان کی چاہت اور خواہش تھی کہ ان کے صاحبزادے کی شادی ان کی زندگی میں ہی ہو جائے چنانچہ انہوں نے اپنی اس خواہش کو عملی جامہ پہناتے ہوتے بالکل نوعمری میں ہی اپنے فرزند سید نذیر احمد شاہ کی شادی پھوپھی صاحبہ کی سب سے بڑی دختر نیک اختر کے ساتھ انتہائی سادہ اور پروقار طریقے سے کردی۔

خلافت واجازت:

شبانہ روز کی ریاضت اور کثرت مجاہدہ کی بدولت جب آپ خلافت واجازت کے اہل ہو گئے تو ایک روز آپ کے مرشد کامل حضرت پیر سید احمد شاہ نے اپنی نگرانی میں توجہ کرانے کے بعد چہار سلاسل ہائے تصوف یعنی قادری ،نقشبندی، چشتی ،سہروردی میں باقاعدہ اجازت وخلافت سے نوازا۔اس کے ساتھ ہی آپ کا سلسلہ ارادت بھی شروع ہو گیا۔

حضرت خواجہ شاہ عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اول حضرت مولانا سید سید محمد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے بعد آپ ہی کو سلسلہ حضوریہ کا جانشین مقرر کیا گیا۔صاحبزادہ سید شبیر احمد بخاری رقمطراز ہیں:

"حضرت خواجہ حافظ شاہ عبدالرسول کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔اس لیے انہوں نے حضرت شاہ صاحب (سید غلام حسین شاہ) کو اپنے پاس ہی رکھ لیا اور ان کے

Marfat.com

وصال کے بعد پردادا مرحوم کے بڑے صاحبزادے سید محمد شاہ صاحب خواجہ ثانی کے خلیفہ اور سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ پردادا مرحوم نے مستقل رہائش قصور ہی میں اختیار کی تھی۔ ان کے بعد حضرت سید احمد شاہ کے فرزند حضرت سید نذیر احمد شاہ کو خلافت عطا ہوئی۔"[16]

والد گرامی کا انتقال:

حضرت پیر روشن ضمیر سید نذیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت و اجازت عطا کرنے کے تھوڑے عرصہ بعد حضرت صاحبزادہ حافظ سید احمد شاہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) والد گرامی کے سانحہ ارتحال کے بعد حضرت سید نذیر احمد شاہ پر گھریلو ذمہ داریوں کا بوجھ بھی آن پڑا۔ معاشرتی مصائب بھی حملہ آور ہوئے لیکن آپ نے کمال استقامت اور جوانمردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حالات کی سنگینی کا مقابلہ کیا۔ کسی بھی مرحلہ پر آپ کے قدم ڈگمگائے نہیں بلکہ انتہائی خندہ پیشانی کے ساتھ آپ نے ہر مصیبت کا مقابلہ کیا اور ہمیشہ راضی برضا الٰہی کا عملی مظاہرہ کرتے رہے۔

ریاضت و مجاہدات:

پیر روشن ضمیر حضرت سید نذیر احمد کو گھریلو ماحول کے زیر اثر ریاضت و مجاہدہ کا شوق تو پیدائشی طور پر ہی حاصل تھا مگر جب آپ اپنے والد کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے تو شیخ طریقت کے حکم پر اس میں اور زیادتی ہوگی لیکن عطائے خلافت کے بعد تو اس میں جنون کی حد تک اضافہ ہوگیا چنانچہ اس سلسلہ میں آپ دریائے راوی کے کنارے تشریف لے جاتے اور وہاں بارہا مرتبہ چلہ کشی کی۔ اس کے علاوہ بالخصوص اپنے جد اعلیٰ خواجہ خواجگان شاہ غلام محی الدین قصوری کے مزار پرانوار پر بھی آپ نے چلہ کشی کی اور یوں اپنے دامن کو انوار حضوریہ سے بھرتے رہے۔[17]

ذوق عبادت:

عبادت الٰہی کا شوق آپ کو بچپن سے ہی ودیعت کیا گیا تھا۔ بقول آپ کے

Marfat.com

صاحبزادے سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

''حضرت خواجہ سید نذیر احمد شاہ صاحب نے تمام زندگی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دنیوی لحاظ سے انتہائی سادہ لیکن دینی اور روحانی طور پر بڑی ہی پروقار زندگی بسر کی۔''[۱۸]

عبادت کرنے میں آپ کا معمول یہ تھا کہ آپ نماز عشاء کے فوری بعد سو جاتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے آقا حبیب خدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ پھر آخر رات میں بیدار ہوتے اور نوافل ادا کرنے کے بعد اوراد و وظائف میں مشغول ہو جاتے اور نماز فجر تک یہی معمول جاری رہتا۔ بعدازاں نماز فجر باجماعت ادا کرتے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد پھر ذکر و اذکار میں مصروف ہو جاتے۔ نماز اشراق و چاشت ادا کرنے کے بعد کاروبار زندگی میں مصروف ہو جاتے۔

نماز عصر کے بعد حلقہ قادریہ، نقشبندیہ قائم کرتے اور اس کے بعد قبرستان کا رخ کرتے اور حضرت خواجہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ قصوری اور دیگر خاندانی بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتے۔ اس موقع پر عام طور پر آپ کے مریدین اور معززین شہر بھی آپ کے ہمراہ ہوتے تھے۔

اگر کوئی حاجت مند، بیمار وغیرہ تعویذ لینے یا دعا کروانے کے لیے حاضر خدمت ہوتا تو عصر تا مغرب میں یہ خدمت خلق بھی سرانجام دیتے۔ اس کے بعد نماز مغرب اور اوابین ادا کرتے۔[۱۹]

تلاوت قرآن مجید کا شوق بھی آپ کو جنون کی حد تک تھا۔ چنانچہ آپ بڑی ہی خوبصورت آواز میں کثرت کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔

وصال مبارک:

پیرانہ سالی کے باعث جسم انتہائی نحیف ہو گیا تھا اور صحت بھی روز بروز گرتی چلی گئی اور اس پر مستزاد مختلف بیماریوں کا پے در پے حملہ بھی تھا۔ آخر اللہ کا یہ ولی اور درویش خدا مست چند روز تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہ کر ذکر الٰہی کرتے ہوئے داعی اجل کو لبیک

Marfat.com

کہہ گیا۔ 29 جولائی 1942ء/ 14 رجب الرجب 1361ھ بروز بدھ بعداز نماز عشاء آپ نے وصال فرمایا اور اگلے روز حضرت خواجہ شاہ عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں آپ کو سپرد خاک کردیا گیا۔ نماز جنازہ میں آپ کے اعزا و اقارب، مریدین و متوسلین، معززین شہر اور حضرت خواجہ دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

کرامات:

حضرت پیر روشن ضمیر سید نذیر احمد شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت تو عامل شریعت ہونا تھا۔ علاوہ ازیں بھی آپ کی ذات سے بہت سی کرامات وخرق عادت کا ظہور ہوا۔ ذیل میں ان میں سے صرف چند واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ایک کرامت جو زبان زد خاص و عام ہے وہ یہ کہ آپ چونکہ ایک روحانی طبیب تھے اور اس کے ساتھ جسمانی طبیب بھی تھے۔ آپ مریضوں کا علاج ادویات سے نہیں بلکہ تعویذات اور دم سے کرتے تھے۔ بالخصوص سایہ کسی بھی قسم کا ہوتا آپ کی دعا اور دم سے مریض چند دنوں ہی نہیں بلکہ چند گھنٹوں میں ہی اس مرض سے نجات پا کر روبصحت ہو جاتا تھا۔

دھولر شریف میں ایک ہندو نوجوان ہر روز آپ کی خدمت میں حاضری دیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک دن وہ حاضر تھا کہ آپ جوش میں آ کر اپنے ارادت مندوں سے کہنے لگے لوگو! سن لو یہ "ہندو نوجوان دوزخ میں نہیں جائے گا۔" لوگ حیران تھے کہ یہ ہندو نوجوان اور اس کی بابت شاہ صاحب کا یہ فرمان یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ہندو دوزخ میں نہیں جائے گا؟

حضرت کی پیش گوئی تقسیم ملک کے بعد صحیح ثابت ہوئی یوں کہ جب پاکستان بنا تو وہ ہندو نوجوان اپنے اہل خانہ سے کٹ کر اس نئی اسلامی مملکت میں رہ گیا اور اس نے اسلام قبول کرلیا اور باقی ماندہ زندگی اس نے ایک سچے مسلمان کی طرح گزاری۔ یہ دراصل حضرت سید نذیر احمد شاہ کی نگاہ ولایت اور مومنانہ فراست تھی کہ آپ نے پہلے ہی بھانپ لیا کہ وہ نوجوان ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام کے دامن سے وابستہ ہو کر جنت کا مستحق قرار پائے گا۔

Marfat.com

جیداوینس آپ کا ایک مخلص مرید تھا جب اس کا آخری وقت آیا تو وہ اپنے قریب بیٹھے ہوئے اعزا و احباب کو کہنے لگا کہ کھڑے ہو جاؤ اور جگہ بناؤ میرے مرشد حضرت سید نذیر احمد شاہ قصوری تشریف لا رہے ہیں اور بآواز بلند کلمہ شریف کا ورد کرتے ہوئے اس جہانِ فانی سے راہی ملک عدم ہوا۔ حالانکہ اس وقت آپ قصور میں اپنے گھر تشریف فرما تھے۔

حضرت سید نذیر احمد شاہ کے مزید حالات جاننے کے لیے راقم کی کتاب ''سوانح نذیری'' مطبوعہ مارچ 1987ء کا مطالعہ مفید رہے گا۔

Marfat.com

صاحبزادہ سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(1928-1999ء)

پیر روشن ضمیر حضرت سید نذیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو مبداء فیض نے دو بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا تھا۔ بڑے بیٹے حضرت صاحبزادہ پیر سید شبیر احمد بخاری قصوری رحمۃ اللہ علیہ اور چھوٹے ہمارے ممدوح حضرت صاحبزادہ پیر سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ ہی کی ذاتِ مبارکہ اس زیرِ نظر تذکرہ کا موضوعِ سخن ہے۔

حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت:

پیر طریقت، رہبر شریعت، مخدوم المشائخ، وارث فیوضاتِ خواجگانِ قصوریہ حضوریہ حضرت صاحبزادہ پیر سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 1928ء/ 1347ھ میں بین الاقوامی شہرت کے حامل صوفی شاعر حضرت بابا بلھے شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے شہر قصور کوٹ اندرون کوچہ سیداں میں ہوئی۔ نومولود کی پیدائش پر خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے والد گرامی نے "علی احمد" نام رکھا جو آگے جا کر طریقت و روحانیت کا نیر تاباں بن کر "پیر سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ" کے نام سے چمکا۔

پرورش:

چھوٹے صاحبزادے ہونے کی وجہ سے آپ اپنے والدین، بہن بھائیوں اور اعزاو

Marfat.com

اقارب کی محبتوں اور شفقتوں کا مرکز تھے۔ ہر کوئی آپ سے پیار کرتا تھا۔ پیر گھرانہ ہونے کی بناء پر فقیرانہ اور روحانی گھریلو ماحول ہونے کے باوجود آپ کی پرورش بڑے ہی ناز و نعم سے کی گئی اور آپ پل کر جوان ہوئے۔

ابتدائی تعلیم:

خاندانی اور اسلامی معاشرتی روایات کے مطابق آپ کی تعلیم کا آغاز بھی ناظرہ قرآن مجید سے کیا گیا۔ آپ نے جامع مسجد کوٹ اندرون کے پیش امام حافظ احمد سعید مرحوم سے ناظرہ قرآن مجید پڑھا۔ اس کے بعد مقامی پرائمری سکول میں آپ کی عصری تعلیم کا آغاز کر دیا گیا۔ آپ بچپن سے ہی انتہائی ذہین اور فطین تھے۔ فیاضِ ازل نے حافظہ بھی بلا کا عطا کیا تھا۔ چنانچہ استاد جو بھی سبق دیتے آپ اس کو فی الفور یاد کر لیتے اور وہ آپ کو ازبر ہو جاتا تھا۔

پرائمری کرنے کے بعد آپ کو اسلامیہ سکول (ان دنوں اس کو اسلامیہ مدرسہ بھی کہا جاتا تھا) میں داخل کروا دیا گیا۔ یہاں آپ نے مڈل پاس کرنے کے بعد میٹرک کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ [۲۰]

ثناء خوانی محبوب:

محبوب حجازی سے والہانہ عشق تو آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔ یہی جہ ہے کہ آپ نے بچپن سے لڑکپن میں قدم ہی اس حال میں رکھا کہ آپ کی زبان ہمیشہ ثناء خوانی محبوب ﷺ سے تر رہتی تھی۔ چلتے پھرتے نعت مصطفیٰ ﷺ گنگناتے رہتے۔ قسیم ازل نے سریلی اور پرسوز آواز کے ساتھ سامعین کے قلوب و اذہان پر اثر کرنے کی تاثیر سے بھی نوازا تھا۔

آپ ابھی نویں جماعت کے طالب علم ہی تھے کہ ربیع الاول کے مہینہ میں سکول میں ہونے والی میلاد النبی ﷺ کی محفل میں آپ نے جس والہانہ انداز میں نعت شریف پیش کی۔ اس نے تمام حاضرین کو مسحور کر دیا۔ مہمان خصوصی جو مدرسہ کے معاون بھی تھے۔ آپ کی نعت سن کر اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے اعلان کیا کہ:

''میں سید علی احمد شاہ بن سید نذیر احمد شاہ کی کیف و مستی اور سوز میں ڈوبی ہوئی

Marfat.com

نعت سن کر بہت متاثر اور مسرور ہوا ہوں۔ میں اس پر تمام اساتذہ کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے اپنی سالانہ امداد دوگنا کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ ان شاہ صاحب اور سکول کے تمام بچوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔"[۲۱]

سراپا مبارک:

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ نبوی میں قصیدۂ نور پیش کرتے ہوئے اہل بیت کرام کی نسبت عرض کرتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

مبداء فیض نے آپ کو حسن سیرت کے ساتھ حسن صورت کی فراوانیوں سے بھی خوب نواز رکھا تھا۔ آپ کے سراپا کا نقشہ کچھ یوں تھا کہ آپ قامتِ زیبا کے حامل خوبصورت اور دوہرا بدن رکھنے والے جوانِ رعنا تھے۔ رشک ماہتاب سرخ وسفید اور معتدل چہرہ اور اس پر سرخ مہندی لگی گھنی اور پوری داڑھی حسن کو دوآتشہ کیے ہوئے تھی۔ کشادہ اور چوڑی جبیں جس سے روحانیت وللّٰہیت کے انوار کی طعت یوں نمایاں تھی کہ جس نے بھی دیکھا گرویدۂ خاطر ہوگیا۔ سر پر قدرتی سنہری بال جو ہمیشہ کپڑے کی ٹوپی میں چھپے رہے۔ ہموار اور چوڑے رخسار نیم باز آنکھیں، تیکھی اور نوک دار اونچی بینی، باریک اور پتلے پتلے لب جیسے نوخیز گلاب کی پتیاں اور ان پر حسن اخلاق کی تبسم ریزیوں اور پھر محبوب حجازی ﷺ کی بارگاہ ناز میں درود وسلام کی مہکار نشست و برخاست اور رفتار وگفتار میں شرم وحیاء کے ایسے پیکر کہ راقم نے کبھی پوری آنکھیں کھولے محو تکلم نہ دیکھا۔ مشایت میں قدم رنجہ فرمائیں تو احساس تک نہ ہو کہ کوئی زمین پر چل رہا ہے۔ بقول شخصے

؎ صورت کے ساتھ جن کی سیرت بھی تڑپا دے
ایسے حسین خال خال ہوتے ہیں

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ پھل دیکھنے کے بعد آئیں اب ایک نظر اس شجرۂ طیبہ پر بھی ڈال لیں۔ صاحبزادہ سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ جس کے گل سرسبد تھے۔

Marfat.com

شجرۂ نسب:

پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ کوکب طریقت، مخدوم اہل سنت حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ صابر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نجیب الطرفین سادات گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب چالیس واسطوں سے حضور سید اللعالمین نبی کریم جناب سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔ مسبعاتِ عشرہ میں آپ نے اپنا شجرۂ نسب یوں تحریر فرمایا ہے:

1- امام الاولین و الآخرین سید الانبیاء و المرسلین حضور سیدنا مولانا محمد مصطفےٰ علیہ التحیہ والثناء

2- امام المشارق والمغارب اسد اللہ الغالب سیدنا علی ابن ابی الطالب رضی اللہ عنہ

3- حضرت سیدنا ابو عبداللہ الامام حسین رضی اللہ عنہ

4- حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

5- حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

6- حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

7- حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

8- حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ

9- حضرت سیدنا امام تقی رضی اللہ عنہ

10- حضرت سید موسیٰ المرقع الملقب رحمۃ اللہ علیہ

11- حضرت سید احمد رحمۃ اللہ علیہ

12- حضرت سید عقیل رحمۃ اللہ علیہ

13- حضرت سید سعید رحمۃ اللہ علیہ

14- حضرت سید جعفر رحمۃ اللہ علیہ

15- حضرت سید علقمہ رحمۃ اللہ علیہ

16- حضرت سید عالم رحمۃ اللہ علیہ

17- حضرت سید اسحاق رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

18- حضرت سید یونس رحمۃ اللہ علیہ

19- حضرت سید نوح رحمۃ اللہ علیہ

20- حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ

21- حضرت سید قاسم رحمۃ اللہ علیہ

22- حضرت سید حمید رحمۃ اللہ علیہ

23- حضرت سید محمد رحمۃ اللہ علیہ

24- حضرت سید قوام الدین رحمۃ اللہ علیہ

25- حضرت سید محمود رحمۃ اللہ علیہ

26- حضرت سید عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ

27- حضرت سید مبارک رحمۃ اللہ علیہ

28- حضرت سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

29- حضرت سید فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ

30- حضرت سید رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ

31- حضرت سید ابو البقاء رحمۃ اللہ علیہ

32- حضرت سید مبارک رحمۃ اللہ علیہ

33- حضرت سید محمد رحمۃ اللہ علیہ

34- حضرت سید حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ

35- حضرت سید محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ

36- حضرت سید محمد رحمۃ اللہ علیہ

37- حضرت سید گل شیر رحمۃ اللہ علیہ

38- حضرت سید غلام حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

39- حضرت حافظ سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

40- حضرت سید السادات سید نذیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

41- حضرت مخدوم اہل سنت، بدر طریقت پیر سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ[۲۲]

مخدوم المشائخ حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پردادا مرحوم حضرت مولانا سید غلام حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق مشہور زمانہ ساداتِ بخارہ سے تھا۔ آپ کے اباء و اجداد خاندانی روایات کے مطابق عراق سے بخارہ اور پھر وہاں سے کابل اور وہاں سے محمود غزنوی کی فوج میں شامل ہو کر دیار ہند میں تشریف لائے۔[۲۳] بعدازاں اسی سرزمین کو انہوں نے اپنی دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور ایک زمانے کو دین حق اسلام کے نور ازلی کی کرنوں سے منور کر کے یہیں آسودۂ خاک ہو گئے۔

مورخ بھیرہ محمد امین پراچہ مرحوم کے بیان جو انہوں نے راقم کو 1983ء میں ایک ذاتی ملاقات کے موقع پر کیا تھا، کے مطابق ساہیوال بھیرہ حال ضلع سرگودھا کے ساداتِ بخاری نے اکبری عہد سے بھی بہت پہلے ظہیر الدین بابر کے زمانے میں اس مردم خیز خطے کو اپنا مستقل مسکن بنا کر دعوت دین اور اشاعتِ اسلام کے کام کا آغاز کیا۔ انہوں نے پورے علاقے میں مساجد اور خانقاہیں تعمیر کیں۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے اسلام کے ازلی و فطری پیغام کو سیرت و کردار کے عملی سانچے میں ڈھال کر لوگوں کے سامنے رکھا۔ چنانچہ اسلام کے ان سفیروں کی روشن زندگیوں سے منور ہو کر لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوتے گئے۔ یوں ہندی تہذیب کا گہوارہ پورا علاقہ اسلامی تہذیب و تمدن کا عملی گہوارہ بن گیا۔

خواجہ غلام محی الدین دائم الحضوری سے نسبت:

صاحبزادہ پیر سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا حضرت حافظ سید احمد شاہ مرحوم کا جدی تعلق تو ساداتِ بخاری سے تھا مگر ننھیال کا تعلق اپنے نانا حضرت صاحبزادہ حافظ عبدالرسول قصوری کے واسطہ سے کشتہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، خلیفہ اول امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ جیسا کہ مشہور مورخ اور سکالر پروفیسر محمد اقبال مجددی قصوری ثم لاہوری رقمطراز ہیں:

"حضرت مولانا خواجہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ مصطفٰے بن شیخ مرتضٰی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔"[۲۴]

Marfat.com

گویا کہ بخاری اور صدیقی دونوں خاندان حضرت مولانا سید غلام حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر آ کر جمع ہو جاتے ہیں۔ اس طرح حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خاندانی تعلق یوں ہوتا ہے:

1- حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ

2- حضرت خواجہ شاہ عبدالرسول قصوری رحمۃ اللہ علیہ

3- حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (نسبت دامادی)

4- حضرت حافظ سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

5- حضرت سید السادات پیر سید نذیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

6- حضرت فخر المشائخ پیر طریقت، رہبر شریعت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ صابر بخاری قصوری قدس سرہٗ العزیز

شجرۂ مبارکہ کی ہر دو جانب نظر کرنے سے سے واضح ہوتا ہے:

"ایں خانہ ہمہ آفتاب است"

حصول تعلیم کے لیے لاہور روانگی:

گورنمنٹ ہائی سکول قصور سے نمایاں پوزیشن سے میٹرک پاس کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لیے لاہور تشریف لے گئے اور وہاں گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ یہاں آپ نے مشہور زمانہ اساتذہ کی زیرنگرانی خداداد ذہانت اور محنت سے امتیازی حیثیت میں انٹر (F.A) کا امتحان پاس کیا اور پھر بی اے تک تعلیم اسی بین الاقوامی شہرت کی حامل درس گاہ سے حاصل کی۔

حضرت سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ سے تلمذ:

گورنمنٹ کالج لاہور کے زمانہ طالب علمی میں دو سال تک آپ کا یہ معمول رہا کہ آپ انگلش وغیرہ جیسے اہم مضامین کے پیریڈ پڑھ کر مرکز اہل سنت مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف تشریف لے جاتے اور پھر شام تک امام اہل سنت، سراج اہل تقویٰ حضرت قبلہ سید ابوالبرکات احمد قادری اشرفی برکاتی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اجل اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین و

Marfat.com

ملت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ قادری برکاتی محدثِ بریلوی قدس سرہٗ القوی،(م 1856-1921ء) کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے اور علوم دینیہ قرآن و حدیث اور فقہ کے گوہر لوٹ کر دامن مراد بھرتے۔ حضرت سید صاحب آپ کے ساتھ انتہائی محبت و شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ عزت واحترام کے ساتھ معزز القابات سے نوازتے اور دوران تدریس خصوصی نگاہ سے شرف یاب کرتے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی استاد و مربی اور روحانی پیشوا ہونے کی وجہ سے حضرت سید صاحب قبلہ کا حد درجہ احترام کرتے اور محافل میں ہمیشہ حضرت سید ابوالبرکات قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اپنی اس نسبت کو فخر اور خوشی ومسرت کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سید صاحب کے فیض صحبت نے آپ کو علمی دنیا میں وہ بلند مقام عطا کیا جو محتاج بیان نہیں۔ گویا کہ آپ کو حضرت سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے صرف ایک واسطہ سے امام اہل سنت، مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت تلمذ علمی وروحانی حاصل تھی۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت شاہ صاحب جب بھی اپنے خطاب یا نجی گفتگو میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ فرماتے تو وفور محبت کے آثار چہرہ مبارک پر ظاہر ہو جاتے اور بڑے ہی والہانہ انداز میں ذکر رضا کرتے اور انہیں ''امام عاشقاں''، ''عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' اہل سنت کے امام جیسے القابات سے یاد فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

> ''امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ بالخصوص مسلمانان برصغیر کے لیے اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گراں قدر عطیہ ہیں اگر آپ کی ذات نہ ہوتی تو فتنہ وہابیت چمنستان ایمان کو خاکستر کر دیتا۔ امام احمد رضا خاں کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ انہوں نے ناموس رسالت کا تحفظ کرتے ہوئے ادب واحترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان کی اصل، جڑ اور جان ہونا بتا کر اسے اہل ایمان کے دلوں میں پیوست کر دیا۔''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت ومحبت کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ آپ اپنے خطاب میں اکثر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر گفتگو کرتے ہوئے حدائق بخشش سے نعتیہ اشعار بکثرت پڑھتے تھے۔ جب بھی آپ اپنی خوبصورت مترنم آواز میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی

Marfat.com

شعر پڑھتے تو سامعین پر وجد طاری ہو جاتا اور وہ جھوم اٹھتے۔ فضائل نبوی کا تذکرہ کرتے ہوئے اکثر یہ شعر پڑھتے تھے:

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی — سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی
کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے — پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی
کون دیتا ہے دینے کا منہ چاہئے — دینے والا ہے سچا ہمارا نبی [۲۵]

ویسے تو آپ کو بکثرت کلام رضا یاد تھا لیکن مذکورہ نعت کے علاوہ اصلاح عقائد پر گفتگو کرتے ہوئے یہ شعر بھی اکثر پڑھا کرتے تھے:

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا [۲۶]

ماہ ربیع الاول شریف میں جب آپ میلاد پاک کا تذکرہ کرتے تو اکثر اس شعر کو موضوع سخن بناتے:

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں [۲۷]

تقریبات یوم رضا رحمۃ اللہ علیہ:

نباضِ ملت، حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے 1968ء میں مرکزی مجلس رضا قائم کی تو اطراف واکناف عالم میں پیغام رضا پہنچانے کے لیے مرکزی سطح پر جامع مسجد نوری ریلوے اسٹیشن لاہور میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے یوم وصال کی مناسبت سے ''یوم رضا'' کے عنوان سے علمی نشستوں کا اہتمام کیا جانے لگا۔ یہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد پروگرام ہوتا تھا جس میں دنیائے علم وفضل کے درخشندہ ستارے تشریف لاکر امام اہل سنت کے حضور خراج عقیدت پیش کرتے۔ ان کی علمی، فکری، سیاسی، اعتقادی خدمات کو موضوع سخن بنایا جاتا یوں بیک وقت ایسے اپنے کے اس نابغہ روزگار کا تعارف بھی

Marfat.com

ہوتا اور عامتہ الناس تک ان کا پیغام بھی پہنچتا تھا۔ ان تاریخی پروگراموں میں حکیم اہل سنت نامور اہل علم و دانش اور دنیائے روحانیت سے تعلق رکھنے والے علماء و مشائخ کو شرکت کی دعوت دیتے۔ جس سے لوگوں کو اہل اللہ کی زیارت کا موقع بھی ملتا تھا۔ اور وہ اُن کے علمی و روحانی فیوضات سے مستفیض بھی ہوتے تھے۔

حضرت محقق زمان حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ممدوح پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ پیر سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کام اور علمی مرتبہ سے آگاہ و متاثر تھے۔ اس لیے آپ کی نگاہ انتخاب یوم رضا کے مختلف پروگراموں کے لیے حضرت شاہ صاحب قبلہ پر بھی پڑی چنانچہ آپ نے حضرت حکیم اہل سنت کی دعوت پر درج ذیل پروگراموں میں شرکت کی۔

پانچواں یوم رضا:

25 مارچ 1973ء کو پانچواں یوم رضا منایا گیا تو اس کے اشتہار پر درج ذیل علماء و مشائخ کے نام موجود تھے:

سرپرستی: صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ نوری سجادہ نشین چک سادہ شریف۔

مہمان خصوصی: مولانا سید علی احمد شاہ سجادہ نشین قصور، مولانا غلام قادر چشتی اشرفی،

صدارت: صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی شرقپور شریف

تلاوت: قاری محمد عابد،

نعت: بشیر حسین ناظم، صوفی اللہ دتہ

مقررین: مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خاں نیازی، پیر محمد کرم شاہ صاحب ازھری مولانا غلام رسول سعیدی، ملک محمد اکبر خاں ساقی اتراء، سید امداد حسین ایم اے، پروفیسر محمد صدیق ایم اے،

چھٹا یوم رضا:

17 مارچ 1974ء کو چھٹا سالانہ عظیم الشان یوم رضا منعقد ہوا تھا۔ اس میں شرکت کرنے والی نامور شخصیات حسب ذیل تھیں۔

سرپرستی: صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ نوری سجادہ نشین چک سادہ شریف

Marfat.com

مہمان خصوصی: صاحبزادہ سید علی احمد شاہ سجادہ نشین قصور، مولانا غلام قادر چشتی اشرقی

صدارت: مجاہدِ ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی

تلاوت: قاری محمد لطیف اکبر،

نعت: بشیر حسین ناظم، صوفی اللہ دتہ، محمد نثار چشتی، صوفی غلام محمد،

مقررین: مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری، مفتی محمد حسین نعیمی، محمد اکبر ساقی اتراء، مولانا سید خلیل احمد قادری، علامہ مقصود احمد (ڈسٹرکٹ خطیب) پروفیسر محمد صدیق ایم اے۔ [۲۸]

السنہ شرقیہ کی تعلیم:

گورنمنٹ کالج لاہور میں دوران تعلیم ہی حضرت سید صاحب قبلہ ابوالبرکات سے اکتساب علم وفیض کرنے کے ساتھ ہی آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے السنہ شرقیہ یعنی عربی و فارسی کے امتحانات بھی نمایاں ترین پوزیشن کے ساتھ پاس کیے۔ پہلے فاضل عربی جس کو اس دور میں عام طور پر ''مولوی فاضل'' کہہ کر پکارا جاتا تھا، کا امتحان پاس کیا اور پھر اس کے بعد فاضل فارسی جسے منشی فاضل بھی کہتے تھے، اعلیٰ نمبروں میں پاس کیا۔ یوں عربی اور فارسی میں مہارت حاصل کی۔

سید علی احمد......سید علی ہجویری کی خدمت میں:

لاہور علوم وفنون، تہذیب و ثقافت، صنعت وحرفت، سیاست و معاشرت میں امتیازی حیثیت تو رکھتا ہی ہے۔ مگر ان تمام پہلو سے ہٹ کر سرزمین لاہور کو یہ شرف و امتیاز بھی حاصل ہے کہ یہ خطۂ ارضی قدیم دور سے عشق ومحبت اور روحانیت کا مرکز رہا ہے۔ اس کی سرزمین میں بلامبالغہ ہزاروں علماء، صلحاء، صوفیاء اور اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ آسودۂ خاک ابدی نیند سو رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر عرفا کاملین، اولیائے امت لاہور کی روحانی سطوت اور علمی تفوق کے باعث اسے ''قطب البلاد لاہور'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اہل اللہ کے اس قول میں کوئی مبالغہ نہیں۔

خاک لاہور کی گود میں آرام فرما ہزاروں اولیاء کا ذکر نہ بھی کیا جائے تو بھی فقط حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر ہی کافی ہے۔ پاک و ہند کی تاریخ کی وہ کون سی نامور شخصیت

Marfat.com

ہے کہ جس نے کبھی داتا گنج بخش کی بارگاہ میں حاضری نہ دی ہو۔ مجدد الف ثانی، شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا خواجہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم اس بارگاہ کی حاضری کو نہ صرف حصول سعادت کا ذریعہ سمجھتے رہے بلکہ اسے روحانی ترقیات اور درجات کی بلندی کا وسیلہ بھی جانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب عطائے رسول خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے مزار داتا پر روحانی کمالات کی ترقی کے لیے چلہ کشی کی اور آپ کے فیضان سے جب فتح ابواب ہوا اور مقام معرفت سے بہرہ ور ہوئے تو واپسی پر حضرت داتا صاحب کی بارگاہ ناز میں انتہائی نیازمندی کے ساتھ نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں:

ے گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل، کاملاں را رہنما

حضرت علامہ اقبال جیسا فلسفی اسلام جس نے مشرق و مغرب، قدیم و جدید ہر دو طرح کے فلسفہ پڑھے تھے۔ وہ بھی جب داتا کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں تو پکار اٹھتے ہیں:

ے سید ہجویر مخدوم امم
مرقدِ او پیر سنجر را حرم [۲۹]

حضرت پیر سید نذیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ جب دریائے راوی کے کنارے چلہ کشی کے لیے لاہور تشریف لے جاتے تو آتے جاتے اور باقی عام حالات میں بھی کثرت کے ساتھ حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہتے تھے۔ صاحبزادہ سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ انہیں کی آغوش تربیت میں پروان چڑھنے والے طالب راہ حق تھے۔ یہی وجہ ہے کہ لاہور کا ماحول اور گورنمنٹ کالج لاہور کی فضاء بھی سیرتِ سید کو مسموم نہ کرسکی۔ چنانچہ آپ تعلیمی امور کے علاوہ زیادہ تر وقت داتا صاحب کی بارگاہ میں حاضری کی صورت میں گزارتے تھے۔

ایک مرتبہ راقم کے استفسار پر آپ نے بتایا کہ حزب الاحناف میں سید صاحب کے درس سے فارغ ہونے کے بعد اکثر داتا صاحب شب بیداری کرنا آپ کا معمول تھا۔ اس

Marfat.com

موقع پر نوافل کی ادائیگی کے علاوہ ذکر و اذکار، تلاوتِ قرآن مجید اور مراقبہ آپ کا اکثر معمول ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ جو صلحاء و اولیاء وہاں حاضری کے لیے تشریف لاتے ان کی مجلس میں شریک ہو کر ان کے ملفوظات اور پند و نصائح سننا بھی آپ کے معمولات کا باقاعدہ حصہ تھا۔

زمانہ طالب علمی سے شروع ہونے والا یہ معمول تادم مرگ جاری رہا۔ حیاتِ مبارکہ کے آخری چند سال جب آپ پنڈی سٹاپ پیکو روڈ لاہور میں قیام پذیر رہے تو اس دوران یہ سلسلہ اور بھی بڑھ گیا۔

حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ لاہور میں مدفون دیگر اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری اور استفاضہ بھی آپ کا عمر بھر معمول رہا۔ حضرت میاں میر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر مکی، ملا طاہر بندگی، شاہ محمد غوث پانی پتی اور دیگر بزرگان دین کے مزارات پر بھی کثرت کے ساتھ حاضری دیتے اور اس حاضری کو روحانی ترقی کا ایک بڑا ذریعہ سمجھتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ کو حضور داتا صاحب کی مشہور عالم کتاب ''کشف المحجوب'' سے بھی عشق کی حد تک محبت تھی۔ اپنے خطبات میں اکثر اس کے حوالے دیتے اور عامۃ الناس کو حضرت داتا صاحب کی تعلیمات سے آگاہ کرتے جس سے ان کے اندر عمل کا داعیہ پیدا ہوتا اور وہ جادۂ حق پر گامزن ہو جاتے۔

حضرت میاں علی محمد رحمۃ اللہ علیہ بسی شریف:

گلشن چشت کے گل سرسبد حضرت میاں علی محمد خاں رحمۃ اللہ علیہ بسی شریف اور صاحبزادہ سید علی احمد شاہؒ کے نانا حضرت سید فضل حسین صاحب کے آپس میں گہرے برادرانہ تعلقات تھے۔ اکثر ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا رہتا تھا۔ حضرت شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ نانا مرحوم جب بھی حضرت میاں صاحب سے ملاقات و زیارت کے لیے ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو مجھے ضرور ساتھ لے کر جاتے تھے۔ چنانچہ میں جب بھی میاں صاحب سے ملتا اور ان کی دست بوسی کرتا تو مجھ پر وہ نہایت درجہ شفقت فرماتے۔ اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازتے اور میرے نانا جی کو فرمایا کرتے ''علی احمد دین و دنیا میں بڑا نام پیدا

Marfat.com

کرے گا اور ایک زمانہ اس سے فیض یاب ہوگا" میاں صاحب تو اللہ کو پیارے ہو گئے مگر چشم فلک نے دیکھا کہ ان کی دعاؤں کی تاثیر یوں ظاہر ہوئی کہ امر واقعہ میں ایک جہاں صاحبزادہ علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے روشن ہوا اور آپ نے ہزاروں گم گشتگانِ راہ کو جادۂ حق پر گامزن کر دیا۔ آپ سے نسبت بیعت کا فیض پا کر ہزاروں نوجوانوں کی زندگیاں بدل گئیں۔ حضرت اقبال نے اسی لیے تو فرمایا تھا:

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرت شاہ صاحب بھی جب میاں علی محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے تو انتہائی عقیدت و محبت سے کرتے تھے۔

بیعت طریقت:

حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ ابھی زیر تعلیم ہی تھے کہ آپ کے والد گرامی حضرت پیر سید نذیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ علیل ہو گئے چنانچہ انہوں نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو بیعت کر کے ان کی روحانی تربیت شروع کر دی۔

سید علی احمد شاہ صاحب جن کو حضور ایزدی سے فطری طور پر ہی ذوق عبادت و دیعت کیا گیا تھا، مرشد کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کے بعد اس کا رنگ ہی کچھ اور تھا۔ چنانچہ آپ نے زہد و روع اور کثرتِ عبادت، حب الٰہی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت جلد ہی سلوک کی منزلیں طے کر لیں۔

خلافت واجازت:

مرشد گرامی پیر روشن ضمیر سید نذیر احمد شاہ الحسنی والحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ دیکھا کہ راہ سلوک کے راہی نے منازل طے کر لی ہیں تو انہوں نے مرید صادق کو سلاسل اربعہ میں خلافت عطا کرتے ہوئے بیعت وارشاد کی اجازت سے بہرہ مند کیا۔ مگر آپ نے ارادت مندوں کو بیعت کرنے کا باقاعدہ سلسلہ اپنے والد گرامی اور مرشد کامل کے وصال حق فرما جانے کے بعد کیا ہے۔

Marfat.com

شادی مبارک:

صاحبزادہ سید علی احمد شاہ نے ابھی شباب کی دہلیز پر قدم رکھا ہی تھا کہ والدہ ماجدہ اور بڑے بھائی حضرت پیر سید شبیر احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے لیے مناسب بلکہ آپ کی شایانِ شان رشتہ کی تلاش شروع کر دی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک نیک سیرت سید عبدالغفور شاہ صاحب جو ان دنوں قصور میں محکمہ پولیس میں انسپکٹر کی حیثیت سے متعین تھے اور جامع مسجد حوض والی کوٹ بدر دین خاں قصور جہاں حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے، سید عبدالغفور شاہ وہاں باقاعدگی کے ساتھ جمعہ پڑھتے تھے۔ اس نوجوان خطیب کے حسن ظاہری اور حسن علمی سے بہت متاثر ہوئے اور انہیں اپنا بیٹا بنانے کا دلی ارادہ کر لیا۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں لاہور میں زیر تعلیم تھے یہی سید عبدالغفور شاہ صاحب لاہور میں متعین تھے اور ایک دو مواقع پر سید علی احمد شاہ صاحب کو دیکھ چکے تھے بلکہ ایک ملاقات میں ان سے مکمل تعارف بھی حاصل کر لیا تھا۔ اس کو حسن اتفاق ہی کہا جائے گا کہ جب حضرت پیر صاحب تعلیم سے فارغ ہو کر قصور تشریف لے آئے تو اسی دور میں سید عبدالغفور شاہ صاحب کا تبادلہ بھی قصور ہو گیا۔ اس طرح وہ بھی مستقل طور پر قصور میں مقیم ہو گئے۔

سید عبدالغفور شاہ بھی اپنی دختر نیک اختر سلما الرحمٰن کے لیے کسی نیک سیرت، پاکیزہ کردار اور عالم فاضل صحیح النسب نوجوان کی تلاش میں تھے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے محترم حاجی محمد شریف قادری ساکن کوٹ فتح دین قصور کی روایت کے مطابق متعدد مرتبہ مسنون طریقے کے مطابق استخارہ بھی کیا تھا چنانچہ ہر مرتبہ انہیں آپ کی شبیہ دکھائی گئی۔ جس سے انہیں یقین ہو گیا کہ یہی وہ گوہر مراد ہے جس کی مجھے تلاش ہے۔ یوں جب انہیں پوری طرح اور مکمل طور پر اطمینان قلب حاصل ہو گیا تو انہوں نے صاحبزادہ سید شبیر احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ، آپ کے بڑے بھائی جان سے رابطہ کر کے اپنی خواہش کا اظہار کیا (یاد رہے کہ آپ کے والد گرامی پیر روشن ضمیر سید نذیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال بہت پہلے جب کہ آپ

Marfat.com

کی عمر تقریباً پندرہ سال کی تھی 1942ء میں ہوگیا تھا۔) چنانچہ انہوں نے والدہ ماجدہ مرحومہ رحمۃ اللہ علیہا اور دیگر اعزا و اقارب کے ساتھ مشورہ کر کے رضامندی کا اظہار کیا۔ اور اس طرح مسنون طریقہ کے عین مطابق 1960ء میں حضرت صاحبزادہ پیر سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور سید عبدالغفور شاہ کی دختر نیک کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا گیا۔

اولاد امجاد:

حضرت پیر سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو فیاض ازل نے حسن صورت و سیرت اور علمی و روحانی نعمتوں کی کثرت کے ساتھ نیک اور فرمانبردار اولاد کی نعمت سے بھی نواز رکھا تھا۔ چنانچہ آپ کے ہاں دو بیٹیاں اور تین بیٹے متولد ہوئے۔ فرزندان گرامی کے اسماء درج ذیل ہیں:

حضرت صاحبزادہ سید عرفان احمد شاہ صاحب زیدہ مجدہٗ

حضرت صاحبزادہ پیر سید عمران احمد شاہ ولی مدظلہ، سجادہ نشین

حضرت صاحبزادہ سید عدنان عثمان علی شاہ صاحب زید مجدہٗ

سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ پیر سید عمران احمد شاہ ولی مدظلہ کے حالات آخری کتاب میں دیئے جا رہے ہیں۔

حرمین شریفین کی حاضری:

پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضور سید عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محب صادق، عاشق زار تھے۔ آپ کے مواعظ حسنہ، خطابات اور نجی مجالس میں گفتگو کا موضوع محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتا۔ جب بھی ذکر خیر سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا چھڑ جاتا تو آپ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر گفتگو فرماتے تو سامعین پر وجد طاری ہو جاتا اور وہ آہیں بھرنے اور سسکیاں لینے لگتے۔ آپ اپنے خطابات میں اکثر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار پڑھتے تو اہل محفل سامعین جھوم جھوم جاتے

ہر کہ عشق مصطفےٰ سامان اوست
بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست[۳۰]

Marfat.com

اور یہ کہ

قوتِ عشق ہے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے[۳۱]

حضرت شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی آقائے دو جہاں ﷺ سے محبت وارفتگی کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ آپ ہمیشہ کوچہ محبوب کے درو دیوار کا ذکر اس انداز سے کرتے تھے گویا کہ ان کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ یوں یوں روحانی مقامات بلند ہوتے جاتے حرمین طیبین خصوصاً حرم نبوی کی زیارت کا شوق و اشتیاق بڑھتا ہی جاتا تھا۔ ایام حج میں تو آپ کے خطبات کا موضوع فقط شہر مدینہ کی حاضری، اس کے تقاضے اور آداب ہی ہوا کرتا تھا۔

بالآخر وہ لمحہ سعید بھی آ گیا کہ سرکار مدینہ، رؤف و رحیم نبی کریم ﷺ کی عالی بارگاہ سے اپنے سبط رشید اور عاشق صادق کو اذن حضوری ملتا ہے تو پھر جب تک دیار حبیب ﷺ کی طرف محو سفر نہیں ہوئے اس وقت تک ماہی بے آب کی طرح تڑپتے رہے۔ خدا خدا کر کے شہر طیبہ کو جانے کے دن آئے تو پھر والدہ ماجدہ کی معیت اور عقیدت مندوں کے ساتھ ایک گروپ کی صورت میں دسمبر 1972ء کے آخری ایام میں کراچی بندرگاہ سے بذریعہ بحری جہاز عازم حرمین شریفین ہوئے۔

سمندر میں محفل میلاد:

بحری جہاز جو 5200 حجاج کرام کو لے کر یونہی کراچی سے روانہ ہوا تو آپ نے محفل نعت شروع کر دی تو پھر کیا تھا؟ جہاز میں سوار کوئی حاجی ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں آنسو اور لبوں پر نعت اور درود و سلام نہ ہو۔ اس محفل میلاد میں آپ کا وعظ شریف بھی ہوتا تو آپ مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفاً اور بارگاہ نبوی ﷺ کی حاضری کے آداب سکھاتے۔ حرمین طیبین کی حاضری اور آداب سے متعلق اولیاء و صلحاء اور اسلاف امت کے ایمان افروز، روح پرور محبت آمیز واقعات اپنے خصوصی اندازِ بیان میں پیش کرتے تو لوگوں پر کیف و مستی اور جذب و شوق کا عالم طاری ہو جاتا۔ یوں آپ بحر و بر میں عشق رسول ﷺ کے نغمے آلاپتے ہوئے ارض حرم تک پہنچے۔

Marfat.com

حرم مکہ کی حاضری:

ایک ہفتہ کی مسافت کے بعد جنوری کے ابتدائی دنوں میں جب آپ کا جہاز حجاز مقدس زادھا اللہ شرفاً کی بین الاقوامی بندرگاہ تک پہنچا تو آپ کا اشتیاق اضطراب میں بدل جاتا ہے۔ نگاہیں آنسوؤں سے غسل کر کے استقبال قبلہ کرتی ہیں۔ عمرہ وطوافِ قدوم کرنے کے بعد دو، تین روز تک مکۃ المکرّمۃ میں ٹھہر کر جب محبوب سید المحبوبین، حضور رحمت للعالمین کی بارگاہِ ناز میں حاضری کا مژدہ، جانفزا سنایا جاتا ہے تو اس عاشق مدینہ، کشتہ عشق رسول ﷺ کی کیفیاتِ قلبی کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جاں فلاح و ظفر کی ہے
گرمی ہے تپ ہے درد ہے کلفت سفر کی ہے
ناشکر یہ تو دیکھ عزیمت کدھر کی ہے [۳۲]

حاضری بارگاہ بہمیں جاہ:

حرم مکہ میں دو، تین دن تک قیام فرمانے کے بعد سرکاری طور پر آپ کے تمام گروپ کو جلوۂ جاناں کے لیے کوچہ جاناں روانہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ پہلی حاضری تھی اس عاشق زار کی اپنے محبوب اور کعبہ دل و جان کی بارگاہ کی۔ واقفانِ حال بیان کرتے ہیں کہ اس موقع پر آپ کی کیفیات بھی دیدنی ہوتی تھیں۔ جب روضہ محبوب ﷺ پر پہلی نظر پڑی تو آپ کا جسم کانپ رہا تھا اور ہونٹوں پر لرزا طاری تھا۔ ادب بارگاہ اس قدر تھا کہ اتنی پست آواز میں کلام کرتے کہ کان بالکل قریب کر کے بات سننا پڑتی بلکہ اکثر اوقات بات اشارے سے ہی کرتے تھے۔

بارگاہِ عالیٰ میں حاضری کا انداز:

عام طور پر زائرین مواجہ شریف کے سامنے یا ریاض الجنتہ میں بیٹھتے ہیں اور پیارے

Marfat.com

محبوب ﷺ کی بارگاہ قدسی مقام میں ہدیہ درود وسلام بھیجتے ہیں لیکن حضرت صاحبزادہ پیر سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا بارگاہ نبوی میں حاضری کا انداز یہ تھا کہ آپ ہمیشہ سراپا ادب و نیاز بن کر قدمین شریفین کی طرف بیٹھتے تھے۔ عام طور پر نگاہیں جھکا کر لرزتے ترستے اور دیر تک مراقبہ میں مشغول رہتے۔ کبھی کبھی نگاہ شوق اٹھا کر روضہ اطہر پر ڈالتے تو نگاہ وہیں جم جاتیں، جسم کا انگ انگ مثل دیوار سراپا نیاز ہو کر امام عاشقاق اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا ہمنوا ہو کر یوں عرض کرتا

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام
ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے
ان پر درود جن کو کس بیکساں کہیں
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے
شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام
راحت انہیں کے قدموں میں شوریدہ سر کی ہے
خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام
مرہم یہیں کی خاک تر خستہ جگر کی ہے
سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام
یہ جلوہِ مالک ہر خشک و تر کی ہے
اہل نظر سلام کو حاضر ہیں السلام
یہ گرد ہی تو سرمہ سب اہل نظر کی ہے [۳۳]

قطبِ مدینہ کی بارگاہ میں:

امام عاشقاں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل، شیخ المشائخ، عارف باللہ، قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بھلا کون واقف نہیں ہے؟ حضرت شاہ صاحب کی ملاقات سے متعلق بیان سے پہلے ذرا آپ کا مختصر تعارف و تذکرہ کرنا ضروری

Marfat.com

سمجھتا ہوں تا کہ کتاب کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص ان کے روحانی مقام و مرتبہ اور بارگاہ رسول ﷺ میں مقبولیت سے آگاہی حاصل کر سکے۔

قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہٗ ابن شیخ عبد العظیم کے ہاں 1877ء بمطابق 1294ھ میں ضلع سیالکوٹ کے قصبہ کلاس والا (حال ضلع) میں متولد ہوئے۔ ''یاغفور'' سے سن پیدائش نکلتا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن امیر المومنین، خلیفہ رسول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندادہ ایک علمی و روحانی خانوادہ مشہور ہے۔ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر مشہور عالم دین اور اپنے وقت کے عظیم حکیم و فلسفی حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹی محشی خیالی اور قطبی بھی آپ کے اجداد میں سے تھے۔ یاد رہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو ''مجدد الف ثانی'' کا خطاب و لقب بھی آپ ہی نے دیا تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر قبولیت بخشی کہ آج یہ لقب اصل نام پر غلبہ پا چکا ہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کلاسوالا سے حاصل کرنے کے بعد لاہور کا رخ کیا اور حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ سے عربی و فارسی کی مروجہ ابتدائی کتب پڑھیں۔ لاہور کے بعد دہلی میں چار سال تک قیام فرمانے کے بعد اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کے لیے پیلی بھیت کے لیے رخت سفر باندھا اور یہاں پر حضرت مولانا علامہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر زانوئے تلمذ طے کیے۔ یہاں آپ نے چار سال کی مختصر مدت میں علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کے ساتھ دورۂ حدیث شریف بھی مکمل کیا۔ یہ وہ دور تھا جب پورے ہندوستان میں حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل اور کمال کا طوطی بولتا تھا۔

حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ وہ ہر جمعرات کو بریلی حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرتے اور جمعہ آپ کی اقتداء میں ادا کرتے تھے۔ لہٰذا موقع غنیمت جانتے ہوئے حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ ہو جاتے یوں زمانہ طالب علمی ہی سے آپ اعلیٰ حضرت سے متعارف و مستفیض ہو چکے تھے۔ دورہ حدیث

Marfat.com

کی تکمیل پر دستار بندی بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے اپنے دست مبارک سے ہی باندھی اور اسی وقت سلسلہ قادریہ میں بیعت کر کے خلافت و اجازت سے شرف یاب فرمایا۔[۳۴]

1900ء/ 1318ھ میں اپنے شیخ طریقت، امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی سے اجازت لے کر بریلی شریف سے رخصت ہو کر کراچی تشریف لائے اور یہاں مختصر عرصہ قیام فرمانے کے بعد زیارات عراق کے لیے رخت سفر باندھا اور بغداد میں غوث الاغیاث، قطب ربانی، محبوب سبحانی، قندیل نورانی، ملحق الاصاغر والاکابر الشیخ السید عبدالقادر الگیلانی قدس سرہٗ السامی کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔ یہاں آپ پر جذب کی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ کئی سال تک مجذوب رہے۔ آپ اسی حال میں تھے کہ حضرت شیخ سید حسن الحسنی الکرومی کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ کو اس حالت میں دیکھ کر ہاتھ پکڑا اور آپ کو بستی چرچہ قلعہ کردستان لے گئے۔ وہاں حمام میں لے جا کر حجامت بنوائی، غسل کروایا اور خصوصی توجہ سے نوازا۔

حضرت مدنی خود اس ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ:

''بس ایک گرہ تھی جو کھل گئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے حال اچھا کر دیا۔''[۳۵]

حضرت مدنی بغداد شریف میں عرصہ نو سال تک مقیم رہے۔ اس دوران متعدد اہل علم و معرفت، اولیاء و صلحاء کی ملاقاتیں ہوئیں۔ بالخصوص حضرت شیخ مصطفیٰ قادری اور ان کے صاحبزادے حضرت شیخ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ (کلید بردار خانقاہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ) سے بھی ملاقات ہوئی اور انہوں نے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ میں اجازت بھی عنایت فرمائی۔

بغداد شریف میں نو سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک قیام فرمانے کے بعد دیار رسول کا اشتیاق ہوا تو حضرت سید حسین الحسنی قدس سرہٗ سے اجازت لے کر حجاز مقدس کی طرف رخت سفر باندھا۔ یہ 1910ء/ 1327ھ کا زمانہ تھا جب آپ بغداد معلّٰی سے بذریعہ ریل گاڑی مدینہ طیبہ پہنچے۔ اس دور میں حجاز مقدس میں ابھی ترکوں کی حکومت تھی۔ جو انتہائی عقیدت کے ساتھ آثار نبوی، آثار صحابہ اور دیگر صلحاء کے آثار کو محفوظ رکھے ہوئے تھی۔ اس

Marfat.com

زمانے میں اسلامی تہوار بڑے تزک و احتشام اور شان و شوکت سے منائے جاتے تھے۔ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا عام معمول تھا۔ ملک میں کسی قسم کی سیاسی افراتفری نہ تھی۔ انگریزوں نے ایک سازش کے تحت شریف مکہ کو ترک حکومت کے خلاف ابھارا جس کے نتیجہ میں دونوں کے درمیان جنگ ہوئی تو ترکوں نے حجاز مقدس میں خوں ریزی سے بچتے ہوئے کوئی مزاحمت نہ کی تو آخر کار شریف مکہ کی حکومت قائم ہوگئی اور پھر تقریباً اس نے گیارہ یا بارہ سال تک تنہا حکومت کی۔

1344ھ/ 1925ء میں سعودی خاندان اور شریف مکہ کے درمیان جنگ ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں نہ صرف ہزاروں مسلمانوں کو شہید کیا گیا بلکہ روضۂ مطہرہ گنبد خضرا، پر بھی گولی چلائی گئی۔ اس جنگ میں شریف مکہ کو شکست ہوئی تو یہاں پر سعودی حکومت معرض وجود میں آ گئی۔

سعودی خاندان نظریاتی اور اعتقادی اعتبار سے ابن عبدالوہاب کے نظریات کا حامل تھا۔ اس لیے اس نے اقتدار میں آتے ہی پورے حجاز مقدس میں آثار مبارکہ کو ختم کرنے کی منصوبہ بندی کی اور پھر عملی اعتبار سے ان کو منہدم کر دیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

نجدی انقلاب کے بعد اہل محبت علماء مشائخ اور عامۃ المسلمین کا حجاز مقدس میں رہنا دوبر کر دیا گیا لیکن یہ حضرت قطب مدینہ قدس سرہٗ کا جذبہ صادقہ تھا کہ مشکل سے مشکل حالات بھی آپ کے پائے استقامت میں لغزش پیدا نہ کر سکے۔

قیام مدینہ کے دوران آپ نے اس دور کے جلیل القدر اہل علم وفضل سے اکتساب فیض بھی کیا خصوصاً حضرت شیخ علامہ السید یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست تلمذ طے کر کے اکتساب فیض کیا۔ [۳۶]

یہ نصف صدی کا قصہ ہے
دو چار برس کی بات نہیں

غرض یہ کہ حضرت قطب مدینہ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے ساٹھ سے اوپر سال شہر مدینہ کی معطر ومعنبر فضاؤں میں گزارے بس ایک مرتبہ حج کے لیے حرم مکہ گئے اور اس کے بعد

Marfat.com

کبھی مدینۃ الرسول ﷺ سے اس وجہ سے قدم باہر نہ نکالا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت شہر رسول ﷺ سے باہر آ جائے۔ آپ کا آستانہ عالیہ دنیا بھر بالخصوص پاکستان کے اہل عقیدت ومحبت علماء ومشائخ اہل سنت کا مرکز عقیدت تھا۔ جہاں کی حاضری کو حجاز مقدس کے سفر مبارک کا ایک لازمی حصہ سمجھا جاتا تھا۔ خواہ کسی کا حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی سابقہ تعارف ہے یا نہیں؟ آپ بلا امتیاز تمام مہمانانِ رسول کی ذوق وشوق اور محبت وعقیدت کے ساتھ میز بانی کرتے اپنے دست مبارک سے زائرین مدینہ کو لنگر پیش کرتے۔ روضہ مبارکہ کے جوار میں عین گنبد خضریٰ کے ساتھ آپ کے مکان پر صبح وشام محفل میلاد جاری رہتی۔ ثناء خوان مصطفےٰ ﷺ اپنی آنکھوں سے براہ راست گنبد خضریٰ دیکھتے اور کیف ومستی میں ڈوب کر مدحت مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ زائرین حرم نبوی کے دلوں کو منور کرتے تھے۔ آپ کی محفل میں اکثر طور پر آپ کے مرشد گرامی، کشتہ، عشق رسول ﷺ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پڑھا جاتا تھا یا پھر عربی نعتیں پڑھی جاتی تھیں۔ آپ خود فرماتے ہیں:

> ''اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ، کا بے پایاں کرم واحسان ہے کہ عین القریٰ مدینہ منورہ میں عاجز کا فقیر خانہ شمع محمدی کے پروانوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ چار دانگ عالم سے اور خصوصاً ہندوستان، پاکستان سے مشائخ وعلماء اہل سنت جب کبھی مدینہ طیبہ حاضر دربار سید المرسلین ؐ ہوئے فقیر کے ہاں محافل نعت میں ضرورت تشریف لائے۔ میرے پیرو مرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجدد مأۃ حاضرۃ رحمۃ اللہ علیہ کی اس عاجز پر غایت درجہ عنایت وتوجہ رہی ہے کہ آج تک ذکر سید المرسلین شہنشاہِ کون ومکان سردار انبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ برابر فقیر خانے پر جاری ہے۔
>
> اولیاء اللہ جو ان کے چمن کے پھول ہیں، ان پھولوں کی سیر ریاض الجنۃ مدینۃ المنورہ میں دیکھنے کے قابل ہے اور الحمد للہ! فقیر کو ان کی خدمت کا بہت اچھا موقع ملتا ہے:

Marfat.com

؎ مدینے کی سی شادابی نہیں گلزار رضوان میں
ہزاروں جنتیں آ کر بسی ہیں کوئے جاناں میں ؎۳۰

آہ! لاکھوں عشاق رسول ﷺ کے دلوں کو عشق رسول ﷺ کی حرارت سے گرمانے والا سوختہ عشق نبی ﷺ 2 اکتوبر 1981ء کو شہر بطحا میں انتقال فرما کر جنت البقیع میں اہل بیت رسول ﷺ کے سایہ عاطفت میں ابدی نیند سو گیا۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون''

اولیاء وصلحاء امت کی اسی روایت پر عمل کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ پیر سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی جتنے دن حرم مدینہ میں قیام پذیر رہے روزانہ بعد از نماز عصر یا مغرب بلا ناغہ حضرت قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں تشریف لے جاتے رہے اور محفل میلاد میں شرکت کرتے رہے۔ حضرت قطب مدینہ بھی آپ کا انتہائی احترام کرتے اور کمال درجہ کی تکریم سے نوازتے تھے اور ہمیشہ اپنے ساتھ مسند پر بٹھاتے تھے۔ دونوں اہل اللہ ایک دوسرے کے احترام میں بچھے جاتے تھے اور ایک دوسرے کی دست بوسی کرتے تھے۔ حج سے واپسی پر حضرت شاہ صاحب قبلہ جب بھی حضور قطب مدینہ کا ذکر کرتے تو انتہائی عقیدت ومحبت اور احترام کے ساتھ کرتے تھے۔ حضرت قطب مدینہ نے آپ کو خلافت سے بھی سرفراز فرمایا تھا یا نہیں۔ اس سے متعلق یہ عاجز کچھ نہیں جانتا اور نہ کہیں سے معلوم ہو سکا۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ دسمبر 1972ء میں جب حضرت صاحبزادہ پیر سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب حج کے لیے حجاز مقدس تشریف لے گئے تھے اس سال پاکستان بھر سے بہت سے نامور علماء ومشائخ اہل سنت بھی حج کے لیے تشریف لے گئے تھے جن صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری، حضرت مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی، مولانا سید محمد محفوظ الحق شاہ، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ قادری قصوری وغیرہ ایسی نادر روزگار شخصیات شامل تھیں۔ یہ تمام کے تمام لوگ حضرت قطب مدینہ کے عشق نبوی ﷺ کے مداح تھے۔

مکہ کی طرف مراجعت:

مدینۃ النبی ﷺ میں ایک ہفتہ قیام کے بعد آپ کے پورے قافلے کو حرم مکہ بھیج دیا

Marfat.com

گیا۔ چنانچہ یہاں پہنچ کر آپ نے مناسک حج ادا کئے اور سنت ابراہیمی ادا کی۔

مقام حطیم پر درس:

حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ صاحب بنیادی طور پر ایک مبلغ اور داعی تھے۔ اس لیے جہاں کہیں بھی موقع ملتا آپ اس فریضہ کو ادا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرتے۔ قیام مکہ کے دوران آپ کو یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ آپ مقام حطیم اور اس کے قرب و جوار میں درس قرآن و حدیث اور کبھی درس تصوف دیتے تھے۔ شروع میں تو آپ کے گروپ کے لوگ اور پاکستان سے جانے والے حجاج کرام ہی شریک درس ہوتے لیکن بعد میں حلقہ درس کافی وسیع ہونے لگا۔ آپ کی پرتاثیر زبان سے نکلنے والا ایک ایک حرف دلوں میں اترتا جاتا تھا۔ ابتداء میں تو نجدی پولیس (شرطیوں) نے آپ کو درس کے حوالے سے کچھ نہ کہا لیکن جب روز بروز حلقہ وسیع ہونے لگا تو انہوں نے درس کو سختی کے ساتھ منع کر دیا بلکہ ایک دن تو ایک شرطی نے دوران درس آپ کو زبردستی اٹھانے کی بھی کوشش کی مگر اہل عقیدت و محبت کی کثرت اور ہجوم کی وجہ سے وہ ناکام رہا۔ نجدی حکومت کے کارندوں نے اگرچہ مقام حطیم کے قریب درس کو بند کرا دیا مگر اس کے باوجود جہاں بھی آپ کو موقع ملتا آپ دعوت کے کام کو جاری رکھتے۔ اس طرح آپ نے مہبط وحی حرم کعبہ اور اس کے جوار میں دعوت حق کی سنت کو ادا کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ چونکہ بنیادی طور پر ایک صوفی مزاج عالم تھے اس لیے حرم پاک کے تقدس اور احترام کو پیش نظر رکھتے ہوئے کبھی کسی نجدی شرطی یا دوسرے حکومتی کارندے کے ساتھ الجھے نہیں لیکن اپنے مشن کو بھی جاری رکھا اور حجاج کرام کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

ذکر اذکار کے لیے نشست:

طواف کعبہ اور نماز سے فارغ ہو کر آپ بالعموم میزاب رحمت کے نیچے تشریف فرما ہوتے تھے۔ یہیں پر اپنے محبوب حقیقی اللہ رب العزت کا ذکر کرتے اور مناجات بارگاہِ الٰہی میں پیش کرتے۔ عام طور پر اسی مقام پر ارادتمند اور اہل عقیدت حاضر ہو کر دعائیں کراتے اور آپ کی صحبت کیمیا اثر سے فیض یاب ہوتے۔

Marfat.com

آپ کے انتہائی لاڈلے اور قریبی مرید اور خلیفہ محترم حاجی محمد شریف صاحب جنہیں اسی سال اپنے مرشد کریم کی معیت میں بیت اللہ شریف کا حج کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی، نے راقم کو ایک ملاقات میں بتایا کہ صفا مروہ کی سعی کرتے ہوئے تقریباً ہر چکر پر میری آپ سے ملاقات ہوتی تو میں دیکھتا کہ آپ کی کیفیات بدلتی رہتی تھیں۔ اسی طرح جب آپ میزاب رحمت کے نیچے تشریف فرما ہوتے تو میں حاضر خدمت ہو کر دعا کے لیے عرض کرتا تو آپ مسکرا کر فرماتے ''حاجی صاحب! میں تو حضور ﷺ کی ساری امت کے لیے دعائیں کرتا ہوں تو بھلا اپنی روحانی اولاد مریدوں کو کیسے بھول سکتا ہوں۔'' اس پر میں نے عرض کیا کہ میرے لیے خصوصی دعا فرمائیں تو میری درخواست پر آپ نے میرے لیے اس مقام مقدس پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خصوصی دعائیں کیں جن کے پورا ہونے کا مشاہدہ میں نے اپنی زندگی میں کیا ہے۔

ام القریٰ مکہ کے آثار کی زیارت:

مکۃ المکرّمہ میں حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات میں یہ بھی تھا کہ آپ اس ارض مقدس اور اس کے گردونواح میں موجود آثار نبویہ کی زیارات بھی باقاعدگی کے ساتھ کرتے۔ آپ تقریباً تین ماہ تک مکۃ المکرّمہ میں قیام فرما رہے۔ چنانچہ حج سے فارغ ہونے کے بعد اس وقت تک موجود تمام آثار جو نجدی حکومت کے مظالم اور چیرہ دستیوں سے محفوظ رہے تھے۔ ان سب کی زیارت کی۔ اس سلسلہ میں حرم مکہ میں آپ کے معلم السید عمر اکبر جو آپ کا انتہائی ادب و احترام کرتے تھے۔ انہوں نے بڑی ہی تاریخی معلومات آپ کو فراہم کیں اور زیارات کے حوالے سے ہر طرح کی راہنمائی اور خدمت کا فریضہ سرانجام دیا۔

غار حرا کی حاضری:

1972ء میں جب حضرت شاہ صاحب حج کے لیے تشریف لے گئے تھے ان دنوں ابھی حجاج کے لیے وہ سہولتیں میسر نہ تھیں جو آج کل ہیں۔ غار حرا میں جانا ایک مشکل کام تھا مگر اس کے باوجود حضرت شاہ صاحب اس مقدس غار کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے

Marfat.com

جہاں آغاز وحی سے پہلے حضور فداہ ابی وامی وروحی ﷺ تشریف لے جا کر کئی کئی روز تک خلوت میں رہتے۔ تخلیق کائنات میں غور وفکر کرتے اور اپنے محبوب ازلی اللہ تعالیٰ کی یاد میں مگن رہتے۔ ذکر وفکر اور مراقبہ کرتے یہی وہ کائناتِ ارضی کا منتخب مقام ہے جس کو نزول وحی کے لیے اس خالق کائنات نے چن لیا تھا اور پہلی وحی حضور سید عالم ﷺ کے قلب اطہر پر اتاری۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا ظفر علی خاں نے کہا تھا

؎ اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

غار حرا میں حاضر ہو کر حضرت قبلہ شاہ صاحب پر یوں کیفیت طاری ہوئی کہ آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں، ہونٹ لرز رہے تھے اور پورا جسم کانپ رہا تھا۔ حضور ﷺ کی یاد اور محبت میں لرزتے ترستے نوافل ادا کیے۔ اس کے بعد حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ نوافل اور صلوٰۃ وسلام کے ساتھ حضور الٰہی میں ملتِ اسلامیہ کے لیے خصوصی دعا کی۔

مولد النبی ﷺ کی زیارت:

مکۃ المکرّمہ کی زیارات میں سے ایک اہم ترین اور مقدس تر زیارت وہ مقام ہے جہاں پر باعثِ تخلیق عالم حضور پرنور سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت مقدسہ ہوئی تھی۔ رشک قدسیاں اس مولد النبی ﷺ کی حاضری وزیارت سے شرف یاب ہوئے یہاں پر بھی نوافل اور خصوصی دعا کی گئی۔ افسوس کہ نجدی حکومت نے اس پاکیزہ اور دنیا کے مقدس ترین مکان کو بھی قائم نہ رہنے دیا اور وہاں پر لائبریری بنا دی گئی۔ اب 2005ء میں ایسی روح فرسا خبریں بھی سننے میں آ رہی ہیں کہ اب وہاں پر سعودی حکومت ہوٹل بنانا چاہتی ہے۔ ''فالی اللہ المشتکیٰ''

بلایا ہے پھر شہر محبت نے مجھے:

سعودی حکومت کا طریقہ اور قانون یہی ہے کہ وہ حجاج کرام کو صرف ایک مرتبہ ہی ہفتہ، عشرہ دیتی ہے کہ وہ شہر محبت مدینۃ النبی ﷺ کی زیارت اور روضہ اطہر علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی حاضری دے سکیں۔ عشاق کے لیے یہ دن تو بہت ہی تھوڑے ہوتے

Marfat.com

ہیں۔ اس لیے ان کی خواہش اور کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ جس قدر ممکن ہو سکے اپنا وقت سرکار کے قدموں میں گزاریں اس لیے وہ شہر طیبہ کی حاضری کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ سرخیل عاشقاں تھے یہی وجہ ہے کہ اگرچہ قانون کے مطابق آپ ادائیگی حج سے پہلے ہی بارگاہ عالی مقام میں حاضری دے آئے تھے مگر آپ کے دل مضطرب کو کسی پل چین نہیں آ رہا تھا اس لیے آپ نے دوبارہ سرکار مدینہ کے دربار گہربار کی حاضری کے لیے درخواست دے دی تو اس پر حضور راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس بیٹے پر شفقت فرماتے ہوئے دوبارہ حاضری کا اذن عطا کر دیا تو پھر آپ کو کسی قسم کی قانونی رکاوٹ درپیش نہ آئی اور مجاز اتھارٹی نے آپ کے پورے گروپ کو دو ہفتے کے لیے مدینہ طیبہ حاضری کی خصوصی اجازت مرحمت کر دی۔ چنانچہ آپ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم زبان ہو کر یہ کہتے ہوئے عازم مدینہ ہوئے:

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو
رکن شامی سے مٹی وحشتِ شام غربت
اب مدینہ کو چلو صبح دلآرا دیکھو
آب زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جود شاہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو
زیر میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابر رحمت کا یہاں روز برسنا دیکھو [۳۸]

مدینہ طیبہ کی اس دوسری حاضری میں آپ کی روحانی کیفیات دیدنی تھیں جو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ آپ زبان حال سے یہ کہہ رہے تھے:

ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں
ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو

Marfat.com

خوب سعی میں بامید صفا دوڑ لیے
رہ جاناں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو
رقص بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں
دل خوتابہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو [۳۹]

روضہ اطہر پر محفل درود:

حضرت شاہ صاحب کا معمول یہ تھا کہ آپ روضہ مطہر پر حاضر ہو کر قدمین شریفین کی طرف انتہائی ادب واحترام اور عاجزی وانکساری کے ساتھ دو زانوں ہو کر بیٹھ جاتے اور پھر آنکھیں بند کر کے بحر عشق ومحبت میں ڈوب کر سرکار رسالتِ مآب ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں درود وسلام عرض کرتے۔ تمام مریدین اور رفقاء سفر بھی روضہ اقدس کی طرف منہ کر کے باادب طریقے سے بیٹھ کر اپنے محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرتے۔ دن بھر یہ معمول جاری رہتا۔ اختتام پر دعا سے پہلے حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں سلام کے ساتھ یہ محفل صلوٰۃ وسلام اختتام پذیر ہوئی تو اس موقع پر بھی آپ تمام شرکاء محفل اور پوری ملتِ اسلامیہ کی فلاں وکامیابی کے لیے دعا مانگتے۔

مومن ہوں مومنوں پہ رؤف رحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لانر کی ہے
دامن کا واسطہ مجھے اس دھوپ سے بچا
مجھ کو تو شاق جاڑوں میں اس دوپہر کی ہے
ماں، دونوں بھائی، بیٹے بھتیجے عزیز و دوست
سب تجھ کو سونپے ملک ہی سب تیرے گھر کی ہے
جن جن مرادوں کے لیے احباب نے کہا
پیش خبیر کیا مجھے حاجت خبر کی ہے [۴۰]

Marfat.com

حضرت مدنی کی خدمت میں حاضری:

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت قطب مدینہ شیخ العرب والعجم، مفتی مدینہ شیخ الاسلام سیدی مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اور آپ کا آستانہ وہ مقام ہے جہاں بالخصوص علماء ومشائخ اہل سنت حرمین طیبین کی حاضری کے موقع پر حاضر ہونا لازمی جانتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب جس طرح پہلی حاضری مدینہ طیبہ کے موقع پر حضرت قطب مدینہ کے ہاں تشریف لے جا کر محفل میلاد میں شریک ہوتے رہے ہیں۔ اس دوسری حاضری کے دنوں میں بھی آپ کا روزانہ کا معمول تھا کہ مسجد نبوی شریف میں نماز عصر ادا کرنے کے بعد اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ باب مجیدی میں واقع حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش پر تشریف لے جاتے اور وہاں ہونے والی محفل میلاد میں شرکت کرتے، اس دوسری بار کی حاضری کے موقع پر قطب مدینہ کی عنایتوں اور شفقتوں کا عالم ہی کچھ اور تھا۔

ان محبتوں اور شفقتوں کا حال ذرا حضرت قطب مدینہ قدس سرہٗ کے خادم خاص، محب صادق، محترم شیخ محمد عارف ضیائی کی زبانی ملاحظہ ہو۔ وہ بیان کرتے ہیں:

"1973ء میں قبل الحج ایک نماز مغرب کے بعد حضرت سید علی احمد شاہ قصوری (المتوفی 1999ء) سے باب مجیدی پر ملاقات ہوئی۔ فرمایا آج ہی مدینہ طیبہ حاضری ہوئی ہے ابھی حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدظلہٗ کی زیارت نہیں ہوئی۔ فقیر نے عرض کی اگر وقت ہو تو ابھی حضرت کی ملاقات کے لیے چلیں۔ فرمایا ضرور ضرور سیدی ومرشدی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ سلام کا جواب عنایت فرماتے ہی کہا:

"مرحبا مرحبا سید صاحب مرحبا"

اور مصافحہ کرتے ہی سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کو چوم لیا۔ جب دوسرے دن حضرت سید صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا:

کہ میں نے سنا تھا کہ حضرت مدنی مدظلہٗ کے ساتھ جب کوئی سید مصافحہ کرتا ہے تو

Marfat.com

آپ فوراً پہچان جاتے ہیں کہ یہ سید ہے اور ہاتھ چوم لیتے ہیں۔ کل جب میں حضرت مدظلہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آپ کو کس طرح خبر ہو جاتی ہے کہ مصافحہ کرنے والا سید ہے لیکن میں نے تو سلام ہی عرض کیا مصافحہ بھی نہیں کیا اور آپ کے قریب بھی نہیں پہنچا تو آپ نے فرمایا مرحبا مرحبا سید صاحب مرحبا

''میرا یہ یقین ہے کہ آپ صحیح معنوں میں عشق مصطفیٰ میں غرق اور فنافی الرسول ﷺ کی منزل پا چکے ہوئے ہیں۔''[41]

قصیدہ بردہ شریف کی اجازت:

ایک دن حضرت صاحبزادہ علی احمد شاہ صاحب اپنے معمول کے مطابق قدمین شریفین میں حاضر خدمت تھے کہ ایک وجیہہ و ملیح حسن کے پیکر عربی لباس میں ملبوس بزرگ تشریف لائے جن کا آپ کے ساتھ پہلے کوئی تعارف اور ملاقات نہ تھی۔ ان بزرگوں نے حضرت شاہ صاحب کو الگ بلا کر اپنی جیب میں سے قصیدہ بردہ شریف نکال کر عنایت کیا اور پڑھنے کی اجازت دی اور پھر اسی وقت غائب ہو گئے اور مدینہ شریف سے واپسی تک دوبارہ نہ تشریف لائے اور نہ ملاقات ہوئی۔

آثار نبویہ کی زیارت:

قیام مدینہ منورہ میں حاضری روضہ مقدسہ کے علاوہ اس وقت تک موجود آثار نبویہ کی زیارت سے بھی شاد کام ہوئے۔ حضرت سیدنا سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کا باغ جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کھجور کے درخت لگائے تھے۔ ان مقدس درختوں کی زیارت کر کے صدیوں پہلے رونما ہونے والے دستِ اقدس ﷺ کے معجزہ کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ وائے افسوس کہ سعودی حکومت نے خبث باطنی اور رسول دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور اپنی مزعومہ توحید کے من گھڑت تصور کے مطابق ان درختوں کی زیارت کو شرک کہہ کر کٹوا دیا ہے اور اب وہ درخت موجود نہیں ہیں۔

Marfat.com

مزاراتِ صحابہ واہل بیت کی حاضری:

مدینہ طیبہ میں جنت البقیع میں واقع اصحاب رسول ﷺ اور قبہ اہل بیت میں واقع اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے مزاراتِ مقدسہ کی حاضری بھی آپ کا معمول رہا خصوصاً سیدۃ العالمین حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرۃ رضی اللہ عنہا کے مزار فرحت آثار پر اپنی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کی معیت میں حاضر ہوکر خصوصی باطنی توجہات حاصل کرتے۔

محلّہ بنی ہاشم میں:

محلّہ بنی ہاشم جہاں حضرت مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر اعزاء رسول ﷺ کی رہائش گاہیں تھیں ان کی زیارت کر کے روحانی کیفیات حاصل کیں اور اپنی آنکھوں کو جلا بخشی۔

مساجد مدینہ کی زیارت:

مدینہ طیبہ اور اس کے گردونواح میں حضور ﷺ یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین سے منسوب مقامات تھے وہاں پر ترکوں نے اپنے دور حکومت میں مساجد تعمیر کردی تھیں۔ ان کے علاوہ بہت سی مساجد تھیں جو دور صحابہ میں ہی تعمیر کردی گئیں تھیں۔ اہل عقیدت ومحبت ان مقامات اور مساجد کی زیارت سے ایمانی حلاوت کرتے اور روح کی بالیدگی کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب مدینہ طیبہ کے گردونواح کی طرف نکل جاتے اور جہاں جہاں بھی آثار نبویہ دیکھتے وہاں حاضری دیتے، نوافل ادا کرتے اور خصوصی دعا کرتے۔ بالخصوص آپ نے مسجد جن جہاں پر جنوں نے حضور سید عالم ﷺ پر ایمان لاکر اسلام قبول کیا تھا اور مسجد شمس یہ مسجد اس مقام پر بنائی گئی ہے جہاں حضور سید اکرم نور مجسم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز عصر کے لیے سورج پلٹایا تھا، کی زیارت کی اور اپنے رفقاء کو اس کا پس منظر بتاتے۔ ان کے علاوہ مدینہ طیبہ میں موجود دیگر آثار مبارکہ کی بھی زیارت کی اور اس طرح سفر مدینہ سے روحانی تسکین حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجا چر گیا [۴۲]

مہمان خانہ رسول......مکان ابوایوب کی زیارت:

سرزمین مکہ سے ہجرت کر کے جب حضور ﷺ اپنے رفیق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور تشریف لے گئے۔ وہاں چند روز قیام فرمانے کے بعد جب مدینہ طیبہ پہنچے تو یہاں پر سب سے پہلے جس مقام کو آپ نے اپنی رہائش گاہ اور مہمان خانہ بننے کا شرف بخشا وہ حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان مبارک تھا۔ آپ ﷺ نے جب تک پسند فرمایا اس مکان کو شرف بخشتے رہے۔ اس نسبت سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان بھی اہل ایمان اور اہل عقیدت ونظر کے لیے سرمۂ چشم کا کام دیتا ہے۔ اس لیے وہ مدینہ منورہ میں اس اولین فرودگاہِ سید المرسلین ﷺ رب العالمین کی زیارت سے روحانی تسکین حاصل کرتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ صابر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی مبارک نگاہوں سے اس مکان شریف کی زیارت کی اور وہاں نوافل ادا کیے۔

کاشانہ ابی بکر کا دیدار:

مدینہ طیبہ میں ہی واقعہ یار غار مصطفیٰ ﷺ، رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے مکان شریف ''مقام ابی بکرؓ'' کی زیارت کی اور یہاں پر بارگاہ خلیفۃ الرسول ﷺ میں سلام عقیدت پیش کیا۔

مزار سیدنا عبداللہ کی زیارت:

مدینہ طیبہ میں ہی مقام عبداللہ واقع حضور نبی کریم ﷺ کے والد گرامی حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے مزار مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا اور اس محسن کائنات کے حضور دعا و فاتحہ کا نذرانہ پیش کیا۔

ان مذکورۃ الصدر آثار مبارکہ کی زیارت کے علاوہ مسجد قباء شریف جو دنیا میں قائم ہونے والا پہلا مرکز اسلام ہے۔ وہاں بھی حاضری دے کر نوافل ادا کیے۔ اس طرح دیگر

Marfat.com

آثار کی زیارت سے بھی شرف یاب ہوئے۔

مقام بدر کی زیارت:

مقام بدر وہ مقام ہے جہاں پر اسلام اور کفر کا پہلا معرکہ برپا ہوا جس میں اسلام کے بڑے بڑے دشمن ستر کفار مارے گئے جن میں ابوجہل، عتبہ، شیبہ وغیرہ سب شامل تھے اور ستر گرفتار کر لیے گئے۔ اس جنگ میں صرف چند صحابہ نے جام شہادت نوش کیا۔ اسلام کے اس پہلے معرکہ میں راہ حق کے شہیدوں کے مزارات بھی اسی مقام پر ہیں۔ اہل ایمان اور اصحاب معرفت وحقیقت اس مقام کی زیارت بھی ازدیاد ایمان کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ صابر اپنے رفقاء کے ساتھ اس تاریخی مقام کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے وہاں کی زیارت کی اور بالخصوص شہدائے بدر کے لیے رفعت درجات وقربات کے لیے حضور ایزدی میں دعا کی۔

مدینہ طیبہ سے واپسی:

حکومت کی طرف سے چونکہ آپ کو خصوصی طور پر دو ہفتے کی اجازت دی گئی تھی اس لیے آپ نے مدت مقررہ کے بعد مدینہ طیبہ سے واپسی سفر کی تیاری کی۔ شہر طیبہ، مدینۃ الرسول ﷺ سے واپسی کی کیفیات اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں یہ تھیں:

خراب حال کیا دل کو پر ملال کیا
تمہارے کوچہ سے رخصت کیا نہال کیا
نہ روئے گل ابھی دیکھا نہ بوئے گل سونگھی
قضا نے لاکے قفس میں شکستہ بال کیا
یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
ستم گر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا
یہ کب کی مجھ سے عداوت تھی تجھ کو اے ظالم
چھڑا کے سنگ در پاک سرو بال کیا [۴۳]

یوں آہوں اور سسکیوں کے ساتھ آپ شہر جاناں سے جدا ہوئے

Marfat.com

زائرین حرم کی مہماں نوازی:

اللہ تعالیٰ کے گھر کے مہمانوں کی سقایت و مہماں نوازی ایک بڑی سعادت ہے۔ اہل اللہ جب بھی حرمین طیبین کی حاضری سے شرف یاب ہوتے ہیں تو وہ دیگر امور خیر کے علاوہ زائرین حرم کی مہماں نوازی کو بھی قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہوئے اللہ و رسول ﷺ کے مہمانوں کی خدمت کرتے، انہیں کھانے کھلاتے اور پانی پلاتے ہیں۔ حضرت مخدومی صاحبزادہ سید علی احمد شاہ قبلہ بھی اسی قافلہ عشق کے ایک فرد تھے۔ چنانچہ جب آپ حرم کعبہ کے حج کے لیے تشریف لے گئے تو اس مرحلہ پر آپ نے بھی اسلاف کی اس سنت کے مطابق حجاج کرام کی خدمت کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ ممتاز عالم دین، ادیب ملت اور مصنف کتب کثیرہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری بیان کرتے ہیں:

''راقم الحروف کو جب دوسری مرتبہ حج و زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ حج کے بعد محرم الحرام شریف تک مجھے حرم کعبہ میں حاضری کی نعمت میسر رہی۔ میں نے آب زم زم سے روزہ رکھنے کی نیت کر لی۔ یکم محرم الحرام کو پہلا روزہ فقط آب زم زم سے رکھا۔ ذرا سورج چمکا تو میں بیت اللہ شریف کی حاضری کے لیے نکلا تو چاہ زم زم کے پاس حضرت الحاج پیر سید علی احمد صاحب قصوری دائم الحضوری کو دیکھا۔ آپ بہت سی برف، چینی اور دودھ آب زم زم میں ملا کر زائرین کو پلا رہے تھے۔ موصوف نے مجھے بھی پینے کی دعوت دی میں نے روزہ کا عذر پیش کیا۔''[۴۴]

پاکستان واپسی:

تقریباً چار ماہ تک حرمین طیبین میں قیام کے بعد آپ واپس پاکستان پہنچے۔ بذریعہ بحری جہاز پہلے کراچی تشریف لائے اور وہاں سے بذریعہ ٹرین واپس ساہیوال پہنچے۔ واپسی پر بھی جہاز میں محافل میلاد اور نعت خوانی کی مجلس منعقد ہوتی رہیں۔ جاتے ہوئے حرم کعبہ اور بارگاہ محبوب ﷺ میں حاضری کے شوق میں دل مضطرب تھے جب کہ واپسی پر ہجر و فراق میں دل لرزاں و ترساں تھے۔

Marfat.com

چمن سے پھینک دیا آشیانہ بلبل
اجاڑا خانہ بے کس بڑا کمال کیا
ترا ستم زدہ آنکھوں نے کیا بگاڑا تھا
یہ کیا سمائی کہ دور اُن سے وہ جمال کیا
حضور ان کے خیالِ وطن مٹانا تھا
ہم آپ مٹ گئے اچھا فراغِ بال کیا [۴۵]

ساہیوال سے قصور:

قصور کی سرزمین جس نے حضرت قبلہ شاہ صاحب کو جنم دیا تھا اور اسی کی خاک میں آپ کے اجداد کریم ابدی نیند سو رہے ہیں۔ اس لیے حضرت شاہ صاحب کو خطۂ نور افزا سے قلبی تعلق اور عقیدت رہی ہے۔ یہی وجہ ہے حرم پاک کی زیارت کے بعد آپ سب سے پہلے بغداد ثانی قصور تشریف لائے جہاں پہنچنے پر اہل شہر اور آپ کے مریدین و عقیدت مندوں نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ راستوں کو خوبصورت استقبالیہ محرابوں سے سجایا گیا۔ للیانی اڈا چوک سے جامع مسجد کوٹ بدر دین خاں قصور تک تمام راستے میں آپ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں۔ اہل عقیدت نے اس قدر گلاب اور چنبیلی کے پھولوں کے ہار پیش کئے کہ آپ ہاروں سے لد گئے۔ جامع مسجد حوض والی کا اندرونی حصہ، صحن، بالکونیاں، خواتین کے لیے مخصوص حصہ، چھتیں اور اس کے آس پاس کی گلیاں اہل محبت سے بھری پڑی تھیں۔ کہیں تل دھرنے کو جگہ نہیں مل رہی تھی۔ آپ کی زیارت و دیدار اور دست بوسی کے لیے لوگ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے۔ آپ ہر ایک کی مبارک باد کی آواز پر خیر مبارک کے کلمات سے جواب بھی دیتے جاتے تھے اور ان کا حال احوال بھی دریافت کرتے جاتے تھے۔

تبرکات کی تقسیم:

فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد آپ نے ابتدائی دو، تین جمعہ کے موقع ''شہر مکہ اور حرم نبوی'' کی حاضری کے موضوع پر اپنے مخصوص انداز میں خطاب فرمائے تو اس انداز سے کہ

Marfat.com

لوگوں کو یہاں بیٹھے بٹھائے ہی حرمین شریفین کی زیارت و دیدار کرا دیا اور ان کا طائر فکر مکۃ المکرّمہ اور مدینہ منورہ کی پر نور، پر کیف، ایمان افروز اور روح پرور فضاؤں میں پرواز کرنے لگا اور خود حضرت شاہ صاحب کی آنکھوں میں ذکر رسول ﷺ کرتے کرتے ہجر محبوب میں آنکھوں میں آنسوؤں کا سیل رواں جاری ہو گیا، آواز گلوگیری ہوگئی اور بدن پر لرزا طاری ہو گیا۔ مجمع میں موجود کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی آنکھ فراق رسول ﷺ میں اشک بار نہ ہو۔

حج سے واسی پر دوسرے جمعۃ المبارک آپ نے فرمایا: کہ میں آپ تمام پیر بھائیوں، اہل محبت کے لیے آب زمزم شریف اور شہر مدینہ کی کھجوریں لے کر آیا ہوں اور یہ تبرک میں خود اپنے ہاتھوں سے سب کو پیش کروں گا۔ چنانچہ خطاب جمعہ کے بعد آپ نے اپنے دست مبارک سے سب لوگوں شرکاء جمعہ میں تقسیم کیا۔ پہلے ہر ایک کو دو، دو کھجوریں عنایت کیں اور اس کے ساتھ ہی گلاس میں آب زم زم شریف سب کو پلایا۔

راقم الحروف یہ عاجز اس وقت ابھی بچہ ہی تھا مگر آپ کے مبارک ہاتھوں سے ملنے والے اس تبرک کی شیرینی ابھی تک محسوس کرتا ہے اور پھر یہ کہ آپ کا کھلا ہوا اور مسکراتا چہرہ ابھی میری نگاہوں میں ہے جب آپ کسی کو تبرک عطا کرتے تو وہ مبارک باد پیش کرتا تو آپ جواب ''خیر مبارک'' کے دعائیہ کلمات فرماتے جاتے اور اہل عقیدت کو اپنی دعاؤں سے بھی نوازتے جاتے تھے۔

Marfat.com

خدمات

1- قومی وملی

2- دینی ومذہبی

3- روحانی

4- دعوتی وتبلیغی

Marfat.com

قومی وملی خدمات

حضرت صاحبزادہ پیر سید علی احمد شاہ محض زاہد خشک ہی نہ تھے بلکہ آپ نے اس دنیا کے اندر بھرپور زندگی بسر کی۔ آپ اپنے وعظ اور خطبات میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''اسلام محض ایک پوجا پاٹ کا مذہب نہیں بلکہ یہ ایک دین ہے جو ماں کی گود سے لے کر قبر کی گود تک انسان کی مکمل راہنمائی کرتا ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو دین اسلام کے دائرے سے باہر ہو'' آپ کی پوری زندگی ''اسلام ایک دین ہے'' کے فلسفہ کے گرد ہی گھومتی ہے۔

آگے بڑھنے سے پہلے یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حضرت شاہ صاحب اگرچہ مروجہ اور معروف معنوں میں سیاست دان نہیں تھے، نہ کبھی آپ نے کسی قسم کے الیکشن میں حصہ اور نہ کبھی کسی بھی سیاسی جماعت کے رکن یا ممبر بنے تھے لیکن اس کے باوجود ملک میں جب بھی کوئی ایسی تحریک اٹھی جو مجموعی طور پر قوم وملک کے مفاد میں تھی یا پھر اس کا بالخصوص کوئی دینی و مذہبی پس منظر تھا تو آپ کھل کر اپنے خطبات میں اس کی حمایت کرتے اور تحریک کے بارے میں رائے عامہ کو ہموار کرتے جس کا براہ راست فائدہ اس تحریک اور قائدین تحریک کو پہنچتا تھا۔ یوں گویا کہ آپ نے سیاسی طور پر بھی اہم خدمات سرانجام دیں۔ آیئے آئندہ صفحات میں ہم زندگی کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے آپ کی خدمات کا منصفانہ جائزہ لیتے ہیں۔

تحریک پاکستان میں کردار:

1857ء کی جنگِ آزادی میں وقتی ناکامی کے بعد برصغیر کے مسلمان مایوس ہو کر بیٹھ نہیں گئے بلکہ آزادی کی چنگاری ان کے اندر سلگتی رہی ہے اور جب بھی موقع ملا انہوں نے

Marfat.com

اپنے اس جذبے کا خوب اظہار کیا۔ اسی تحریک آزادی کا تسلسل ہی تھا کہ علی گڑھ کے فارغ التحصیل طلبہ نے 1906ء میں ڈھاکہ میں آل انڈیا مسلم لیگ قائم کی۔ جس کا اولین مقصد مسلمانانِ برصغیر کے سیاسی وسماجی حقوق کا تحفظ کرنا تھا۔ ڈھاکہ میں وجود پذیر ہونے والی مسلم لیگ کی شاخیں اور ذیلی تنظیمات پورے ہندوستان میں نہیں بن سکی تھیں مگر جب 23 مارچ 1940ء کو لاہور کے منٹو پارک موجودہ اقبال پارک میں اس کا ستائیسواں سالانہ اجلاس منعقد ہوا اور اس میں مسلمانان ہند کے لیے ایک الگ آزاد ملک کے حصول کا مطالبہ کیا گیا تو پھر اس کے ساتھ ہی مسلم لیگ ہندوستان بھر میں ایک تحریک کی صورت میں پھیل گئی۔ بالخصوص پنجاب کے اندر شہر، شہر، گاؤں، گاؤں اور نگر نگر میں اس کی شاخیں قائم ہونا شروع ہوگئیں۔ سیاسی شعور رکھنے والے مسلمان دھڑا دھڑ مسلمانوں کی اس نمائندہ سیاسی جماعت میں شریک ہونے لگے۔ پنجاب کے دیگر شہروں کی طرح قصور میں بھی مسلم لیگ کی تنظیم قائم کی گئی جس کے پہلے صدر حاجی رب نواز خاں ایڈووکیٹ قصوری اور حلاجی محمد سعید اس کے پہلے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے تو اس کے ساتھ قصور میں تحریک پاکستان کا عملی آغاز ہوگیا۔ زندگی کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد نے اس میں پوری سرگرمی دکھائی۔ نوجوان طلباء کا طبقہ نہ صرف حساس اور باشعور طبقہ سمجھا جاتا ہے بلکہ طلباء کسی بھی تحریک کی کامیابی میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ دراصل طلباء کسی بھی تحریک کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں اور تحریک انہیں کے سہارے آگے بڑھتی اور بالآخر منزل مقصود تک پہنچ جاتی ہے۔

23 مارچ 1940ء کو لاہور میں مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ میں جب قیامِ پاکستان کی قرارداد منظور کی گئی یہ وہ دور تھا جب کہ حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ ابھی اسلامیہ ہائی سکول قصور میں مڈل کلاس کے طالب علم ہی تھے۔ بعد میں جب گورنمنٹ ہائی سکول میں داخل ہوئے تو اس زمانہ میں قصور شہر میں بھی تحریک پاکستان پورے عروج پر تھی۔ گلی گلی اور محلہ محلہ سے جلوس نکالے جا رہے تھے، جلسے منعقد ہو رہے تھے، ہر مسلمان اپنے اپنے دائرہ میں حصول وطن کے لیے کوشش کر رہا تھا، بزرگ اور نوجوان ہر میدان میں قیام پاکستان کے

Marfat.com

لیے مسلم لیگ کا پیغام عام کرنے میں مشغول تھا۔ بالخصوص طلباء کے اندر پایا جانے والا جوش و خروش دیدنی تھا۔ صاحبزادہ سید علی احمد شاہ جو اس وقت گورنمنٹ ہائی سکول کے طالب علم تھے دیگر طلباء کے ساتھ مل کر آزادی وطن کے لیے جلوس نکالتے، پاکستان اور مسلم لیگ کے حق میں نعرے لگاتے تھے۔ کوٹ اندرون موری گیٹ قصور میں مسلم لیگ کا قلعہ اور مرکز تھا۔ آپ بھی وہیں کے رہائشی تھے۔ اس لیے لیگ کی طرف سے جو بھی تحریک کے سلسلہ میں سرگرمی ہوتی آپ اس میں عملی طور پر شریک ہوتے۔ تحریک پاکستان کے نامور کارکن ماسٹر بشیر اختر گولڈ میڈلسٹ تحریک پاکستان کے بیان کے مطابق جس جلوس مین شریک ہوتے ہوئے انہوں نے سٹی تھانہ قصور سے یونین جیک اتارا تھا، صاحبزادہ علی احمد شاہ بھی اس جلوس میں شامل تھے، جھنڈا اتارنے پر جب برطانوی پولیس نے لاٹھی چارج اور تشدد کیا تو اس بھگڈر میں شاہ صاحب کے سر پر پہنی ہوئی کپڑے کی ٹوپی گر گئی۔ جب آپ اس کو اٹھانے کے لیے جھکے تو ہجوم کی وجہ سے خود بھی نیچے گر گئے اور بہت سے لوگ آپ کے اوپر سے بھاگتے ہوئے گزر گئے۔ جب لوگوں کی نظر آپ پر پڑی تو وہ بلند آواز سے کہنے لگے ''جیرے شاہ دا منڈا گر گیا جے'' (یاد رہے کہ آپ کے والد گرامی پیر سید نذیر احمد شاہ کو عام طور پر پیر جیرے شاہ کہہ کر پکارا جاتا تھا)

1945ء میں جب آپ گورنمنٹ کالج میں جا کر داخل ہوئے تو اس دور میں تحریک پاکستان پورے عروج پر تھی۔ ملک بھر میں مسلم لیگ کے کارکن جلسے اور جلوسوں سے بازار گرم کئے ہوئے تھے۔ پنجاب میں اس تحریک کا مرکز لاہور ہی تھا اس لیے لاہور میں ہر روز کہیں نہ کہیں مسلم لیگ کا کوئی نہ کوئی پروگرام ہوتا رہتا تھا۔ حضرت صاحبزادہ علی احمد شاہ آزادی وطن کے لیے ان پروگراموں میں بڑی سرگرمی کے ساتھ شریک ہوتے تھے اور قائدین کا پیغام سن کر اسے آگے پہنچاتے تھے۔ اسی طرح آپ نے زمانہ طالب علمی میں ہی عملی سیاسی کردار ادا کرتے ہوئے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت میں کردار:

برطانوی سامراج نے ہندوستان میں اپنے دور اقتدار میں جو مختلف فتنے کھڑے کیے

Marfat.com

ان میں ایک بدعقیدگی اور دوسرا قادیانیت کا فتنہ ہے۔ ملت اسلامیہ ہند کو جتنا نقصان ان دو فتنوں نے پہنچایا ہے کسی اور فتنہ نے اس قدر نقصان نہیں پہنچایا۔ فتنہ مرزائیت‘ قادیانیت نے دراصل بدعقیدگی کے فتنہ کی کوکھ سے ہی جنم لیا تھا۔ اگرچہ باطل کے علمبردار دونوں فتنے بعد میں ایک دوسرے کے مقابل آ گئے۔ بہرکیف مرزا غلام احمد قادیانی کی جعلی اور برطانیہ ساز نبوت کے خلاف ملت اسلامیہ پاکستان کے بچہ بچہ نے اپنا کردار ادا کیا۔ قادیانی گروہ جو نبوت محمدیہ کے خلاف ایک بغاوت ہے چنانچہ جب سے مسیلمہ پنجاب مرزا غلام قادیانی نے کفر پر اسلام کی ملمع سازی کے کام کا آغاز کیا ہے اسی وقت سے شمع ختم نبوت محمدی کے پروانوں نے اس کے خلاف تقریری اور تحریری دونوں محاذوں پر قصر نبوت کے تحفظ اور ناموس محمد ﷺ کی پہرہ داری کا فریضہ سنبھال رکھا ہے اور برطانوی سامراج کے ایجنٹ اس قزاقِ قادیان کے دجل و فریب کے مکروہ چہرے کو بے نقاب کرنے کی الوھی سنت ادا کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں بالخصوص علماء مشائخ نے جو تاریخی کردار ادا کیا ہے اس کی مثال عنقا ہے۔ تحریک پاکستان کے دنوں میں جب کادیانی دسیسہ کاریاں اپنا ر[illegible] ھانے میں ناکام رہیں اور قائداعظم کے آہنی عزم سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئیں تو قیام پاکستان کے بعد اس نوزائیدہ مملکت کی نظریاتی وفکری اور جغرافیائی سرحدوں کو متزلزل کرنے اور اس کی بنیادوں کو کمزور کر کے اس کو ختم کرنے کی قادیانی سازشوں کا آغاز کیا جاتا ہے۔ ملک کا پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں قادیانی جب عالمی سازشوں کے نتیجہ میں اس نو آزاد شدہ مملکت کے اہم ترین وزارتی قلمدان کو پکڑتا ہے تو اس کے ساتھ ہی ملک کی اہم انتظامی نوعیت کی ذمہ داریاں اپنے ہم عقیدہ مرزائیوں کو شیر مادر سمجھ کر بانٹ دیتا ہے۔ تو یوں کم وبیش ملک کی تمام اہم انتظامی سرکاری کلیدی عہدے عملی طور پر قادیانیوں کے قبضہ میں چلے جاتے ہیں۔ اسی بنا پر یہ گروہ اس قدر سرکش ہو جاتا ہے کہ بانی پاکستان بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کی وفات پر جب کہ پورا ملک سوگ میں ڈوبا ہوا تھا مرکزی حکومت کا وزیر ہونے کے باوجود سر ظفر اللہ خاں قادیانی مرزائی ان کا جنازہ نہیں پڑھتا بلکہ الگ کھڑا رہتا ہے اور جب اس سے متعلق اس سے سوال کیا جاتا ہے تو کمائی دھٹائی اور بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ

Marfat.com

جواب دیتا ہے کہ:

''مجھے ایک مسلمان حکومت کا کافر وزیر سمجھ لیجئے یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیجئے۔''

چنانچہ اس طرح ایک اہم اور کلیدی عہدے پر فائز قادیانی کی اس ہرزہ سرائی اور خبث باطن کے ظاہر ہونے پر ملک بھر میں زبردست تحریک تحفظ ختم نبوت اٹھتی ہے اور اس موقع پر تمام اہل اسلام کی طرف سے متفقہ طور پر درج ذیل مطالبات حکومت کے سامنے پیش کئے گئے:

1- مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

2- وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں کو فوری طور پر برخاست کیا جائے۔

3- قادیانیوں کے بارے میں آئین میں ترمیم کی جائے اور انہیں کلیدی عہدوں سے الگ کیا جائے۔

1953ء میں قیام پاکستان کے بعد اٹھنے والی پہلی تحریک تحفظ ختم نبوت جو کامیاب نہ ہو سکی۔ قائدین تحریک مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی، صدر مجلس عمل مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری، مجاہد تحریک آزادی مولانا عبدالحامد بدایونی وغیرہم کو نذر زنداں کر دیا گیا اور تحریک کو دبا دیا گیا۔ اس پہلی تحریک میں صاحبزادہ سید علی احمد شاہ قدس سرہٗ کے کردار سے متعلق تو کوئی معلومات حاصل نہیں ہو سکیں البتہ بھٹو دور حکومت میں 1974ء میں جب دوسری مرتبہ قومی سطح پر تحریک تحفظ ختم نبوت شروع کی گئی تو یہ راقم کی زندگی کا شعوری دور تھا۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ جامع مسجد حوض والی کوٹ بدر دین خاں قصور میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے اور میں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ جمعہ پڑھنے کے لیے باقاعدگی کے ساتھ مسجد حوض والی میں حاضر ہو کر شاہ صاحب کا روح پرور ایمان افروز خطاب سنا کرتا تھا اور الحمد للہ ایک طویل عرصہ تقریباً 15 سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ بعد میں جب راقم بغرض تعلیم پہلے بھیرہ شریف اور بعد میں لاہور چلا گیا تو یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔

1974ء میں جب تحریک تحفظ ختم نبوت کا آغاز ہوا تھا تو تب راقم گورنمنٹ ہائی

Marfat.com

سکول میں مڈل کا طالب علم تھا۔ ہمارے اس سکول سے بھی تمام طلباء کم وبیش روزانہ جلوس نکال کر حضور سید عالم ﷺ کی غلامی کا عملی اظہار کرتے تھے۔ پورے شہر میں جلوس نکلتے اور جلسے منعقد کیے جاتے۔ علماء کرام ان پروگراموں میں عام لوگوں کو اپنے خطابات اور مواعظ کے ذریعے مرزائیوں کے عقائد ونظریات، ان کے مکروہ عزائم، دین وملت اور ملک وقوم کے خلاف ان کی سازشوں سے آگاہ کرتے۔ ملک کے دیگر حصوں کی طرح مسلمانان قصور نے بھی بڑھ چڑھ کر اور جذبہ عشق رسول ﷺ کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانیوں کا بائیکاٹ کیا اور شہر بھر میں سینکڑوں مسلمانوں نے خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر کے قصور جیل کو بھر دیا۔ قادیانی کفریہ عقائد سے متعلق لٹریچر تقسیم کیا جاتا تھا۔

یونہی تحریک کا آغاز کیا گیا اور قائدین تحریک نے تمام طبقاتِ زندگی بالخصوص علماء و خطباء کو اس تحریک میں اپنا کردار ادا کرنے کی دعوت دی تو حضرت شاہ صاحب نے پورے جذبہ ایمانی کے ساتھ اپنے نانا حضور ختمی مرتبت ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کے لیے قائدین کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے خطابات کا موضوع ہی ردّ قادیانیت اور فتنہ مرزائیت کی حقیقت و اصلیت بنا لیا تھا۔ یوں حضرت شاہ صاحب اپنے خطبہ جمعہ، جلسوں اور دیگر پروگراموں میں مرزائیت کی خوب خبر لیتے تھے۔ اس کے کفر عقائد کے ساتھ ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذاتی زندگی کی بدکرداریاں بھی کھول کھول کر بیان کیا کرتے تھے اور بالخصوص مرزا کی عبرت ناک موت کا ذکر کرتے ہوئے اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

دو لکڑیاں دو کانے
مرزا مریا ٹٹی خانے

غرض یہ کہ مرزائیوں کے کفریہ عقائد بیان کر کے عامتہ المسلمین کو ان کے مکروفریب سے بچنے اور اپنے ایمان کی حفاظت کرنے کی تلقین فرمایا کرتے اور ساتھ ہی زور دے کر لوگوں کو کہا کرتے تھے کہ:

''مرزائی اور مرزائی نوازوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ کریں۔ ان کے ساتھ کسی قسم کا لین دین نہ رکھیں۔ نہ ان مرزائیوں کی عیادت کریں نہ ان کے جنازوں میں

Marfat.com

شریک ہوں۔ اس لیے کہ یہ رسول اللہ ﷺ سے عقیدت و محبت اور آپ کی غیرت کا تقاضا ہے کہ آپ کی ختم نبوت کے منکروں سے ہر قسم کا رشتہ ناطہ اور تعلق توڑ لیا جائے۔"

ایک دفعہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں جامع مسجد حوض والی میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس کی صدارت شاہ صاحب فرما رہے تھے جبکہ اس میں خطاب حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ فرما رہے تھے کہ ایک نوجوان نے مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی کے نام کا نعرہ لگا دیا تو اس پر کوٹ فتح دین خاں قصور کے شریک جلسہ دیوبندی لوگوں نے گڑبڑ کرنے کی کوشش کی اور حضرت نیازی صاحب مرحوم کے بارے میں بدزبانی شروع کر دی تو اس پر حضرت صاحبزادہ علی احمد شاہ صاحب نے صاجبزادہ فیض الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرحوم کا خطاب روک کر نہ صرف دیوبندی فسادی لوگوں کو خاموش کروایا بلکہ کافی دیر تک تحریک تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں علامہ نیازی مرحوم کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے انہیں محسنِ قوم قرار دیا یوں فتنہ پرور لوگوں کی زبانیں گنگ ہوگئیں اور وہ خائب و خاسر ہو کر اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کردار:

14 اگست 1947ء میں آزاد اسلامی مملکت کا قیام "پاکستان کا مطلب کیا...... لا الہ الا اللہ" کے روح پرور اور فکر انگیز نعرہ پر عمل میں آیا تھا مگر صد افسوس کہ بانی پاکستان کے فوری انتقال کے بعد قائد کی جھولی کے کھوٹے سکوں نے تخت نشینی کی جنگ کے نشہ میں محض اپنے سیاسی مفادات کے حصول کے لیے ملک کے اساسی نظریہ کو نہ صرف پس پشت ڈال دیا بلکہ محلاتی سازشوں کے ذریعہ اس نوزائیدہ مملکت کی عمارت کو ہی مسمار کرنے کی باتیں کی جانے لگیں جن سے ملک روز بروز کمزور ہونے لگا۔ سیاسی ابتری اندرونی عدم استحکام اور عالمی سازشیں اپنا رنگ دکھانے لگیں۔

پاکستان کے نظام حکومت اور یہاں کے قانون سے متعلق جب کبھی اور جہاں بھی قائداعظم سے سوال کیا گیا تو انہوں نے دوٹوک انداز میں ہمیشہ ایک ہی جواب دیا کہ

Marfat.com

''پاکستان کا دستور آئین اور قانون قرآن وسنت کے مطابق ہوگا جو آج سے صدیوں پہلے نازل ہو چکا ہے۔'' اس قدر نظریاتی خالصیت رکھنے والا قائد یونہی آنکھیں بند کرتا ہے تو یہاں کے نظام حکومت اور قانون کے حوالے سے بالخصوص سیاست دانوں نے نت نئی بولیاں بولنا شروع کر دیں۔ ہر ایک کی اپنی ڈفلی اور الگ راگ تھا۔ کوئی کمیونزم کا پرچارک ہے تو کوئی سوشلزم کا۔ کوئی مغربی جمہوریت کے گیت گاتا ہے تو کوئی پچھ کہہ رہا ہے۔ عرصہ نو سال تک تو یہ نوآزاد شدہ ملک سرزمین بے آئین ہی رہی۔ 1956ء میں اس کو پہلا دستور نصیب ہوا پھر اس کے بعد دوسرا آئین 1962ء میں ایوبی آمریت کے سیاہ دور میں بنایا گیا مگر بدقسمتی سے وہ زیادہ دیر تک نہ چل سکا تھا کہ ایک دوسرے فوجی حکمران نے اس کو منسوخ کر کے مارشل لاء نافذ کر دیا۔ چنانچہ ملک کے اندر سیاسی افراتفری اپنی آخری حدوں کو چھونے لگی۔ سیاسی فرقہ واریت کے اس ماحول میں بنگال کے قوم پرست راہنما مولانا عبدالحمید بھاشانی (م1976ء) نے 23 مارچ 1970ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ''کسان کانفرنس'' منعقد کی۔ اس کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے مولوی بھاشانی نے کھلے عام اسلام، نظریہ پاکستان اور بانی پاکستان حضرت قائداعظم کی شان میں دریدہ دہنی سے کام لیتے خوب تضحیک اور توہین کی۔ بالخصوص قائداعظم اور دوقومی نظریہ کے خلاف خوب زہر اگلا۔ چنانچہ اس کے ردعمل کے طور پر ملک میں بھاشانی کے خلاف پرزور احتجاج کیا گیا۔ بھاشانی نے اس موقع پر پاکستان میں سوشلزم کے قیام کا بھی مطالبہ کیا تھا۔

علماء ومشائخ اہل سنت جنہوں نے اپنے خون ناب سے اس گلستان کے ایک ایک بوٹے کو سیراب کیا تھا اور اس کی بنیادوں میں اینٹ پتھروں کی جگہ اپنے جسم اور ہڈیوں کو چنا تھا۔ بھلا بھاشانی کی یاوہ گوئی پر کیوں کر خاموش رہ سکتے تھے؟ انہوں نے حالات کی سنگینی کو بھانپتے ہوئے قوم کی نبض پر ہاتھ رکھا اور بھاشانی کی ہرزہ سرائیوں کا جواب دینے کے لیے 13، 14 جون 1970ء کو ملک گیر کل پاکستان سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اسی مقام پر منعقد کرنے کا اعلان کیا جہاں پر بھاشانی نے ملک کی نظریاتی اساس اور فکری سرحدوں پر حملہ کیا تھا۔ چنانچہ اعلان کے مطابق مقررہ تاریخوں میں جب کل پاکستان سنی کانفرنس کا

Marfat.com

انعقاد ہوا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ پورا پاکستان ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اُمڈ آیا ہے۔ ہر طرف انسانوں کا ایک سیل رواں جاری تھا۔ کانفرنس کا اسٹیج بنارس سنی کانفرنس کا منظر پیش کر رہا تھا جس پر سینکڑوں کی تعداد میں علمائے اہل سنت، مشائخ عظام اور عمائدین قوم تشریف فرما تھے۔ اسٹیج پر اور پنڈال میں موجود ہر سنی عاشق رسول ﷺ کا چہرہ خوشی ومسرت سے چمک رہا تھا اور ہر ایک کی زبان پر یہ نعرہ تھا:

پاکستان کا مطلب کیا ~~~ لا الہ الا اللہ
سوشلزم کا قبرستان ~~~ پاکستان، پاکستان

اور یہ کہ

جاگ اٹھے ہیں اہل سنت ~~~ گونج اٹھا یہ نعرہ ہے
دور ہٹو اے دشمنانِ وطن ~~~ پاکستان ہمارا ہے

ٹوبہ ٹیک سنگھ کی اسی کانفرنس کے موقع جب یہ تاریخی اعلان کیا گیا کہ سواد اعظم کی نمائندہ جماعت ''جمعیت علماء پاکستان'' ملک کی فکری ونظریاتی سرحدوں کے دفاع اور ملک میں نظام مصطفےٰ ﷺ کے عملی نفاذ اور مقام مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے پاکستان کی قومی و بین الاقوامی سیاست میں بھرپور کردار ادا کرنے کے لیے آئندہ ہونے والے عام انتخابات میں حصہ لے گی۔ اس اعلان کے سنتے ہی کانفرنس میں موجود تمام عشاق مصطفےٰ ﷺ اور وفاداران پاکستان کے جذبات کے سمندر میں ایسا طلاطم پیدا ہوا کہ جو تھامے نہیں تھم رہا تھا۔

حضرت پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ پیر سید علی احمد شاہ قصوری قدس سرہٗ اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کی کثیر تعداد پر مشتمل ایک بہت بڑے قافلہ کی صورت میں اس تاریخی اور بے مثال کانفرنس میں شریک ہوئے اور کانفرنس کے دونوں دن تمام نشستوں میں شرکت کرتے رہے۔ کانفرنس میں ہونے والی تقاریر اور پیش کی جانے والی قراردادوں کی بھرپور تائید کی۔

اسی تاریخی کانفرنس میں جمعیت علمائے پاکستان کی تنظیم نو کرتے ہوئے جب قمر الملۃ والدین حضرت الحافظ القاری خواجہ محمد قمر الدین السیالوی قدس سرہٗ الباری کو جمعیت کا صدر

Marfat.com

منتخب کیا گیا اور ملک بھر میں باقاعدہ طور پر سیاسی سرگرمیوں کی مہم شروع کرنے کا اعلان کیا گیا تو اس موقع پر موجود جن علماء ومشائخ نے جمعیت علمائے پاکستان میں شامل ہو کر اپنے بھرپور تعاون کرنے کا اعلان کیا اور اپنے حلقہ ارادت میں شامل عوام اہل سنت کو سنی عقائد و نظریات کی ترجمان اس جماعت میں شامل ہو کر اس کو مضبوط کرنے کی تلقین وتاکید کی۔ ان میں سے ایک فخر المشائخ سید السادات حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یوں گویا کہ حضرت شاہ صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ کی کامیابی اور اس کے مقاصد کے حصول میں ایک زبردست اور مثالی تاریخی کردار ادا کیا۔

تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم 1977ء:

1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو پاکستان کی نو نامور سیاسی و مذہبی جماعتوں کے اتحاد پر مشتمل ''پاکستان قومی اتحاد'' نے چلائی تھی یہ تحریک اگرچہ مارچ 1977ء کے انتخابات میں کی جانے والی سخت قسم کی دھاندلی پر چلائی تھی مگر اس کا اصل پس منظر بھٹو دور حکومت میں اسلامی تعلیمات سے انحراف بلکہ ان کی تضحیک تھی۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں جتنی تیزی کے ساتھ اس تحریک کو عروج حاصل ہوا کسی اور تحریک کو نہیں ہو سکا۔ کراچی سے لے کر خیبر تک پوری قوم اتحاد کی زنجیر میں پروئے ہوئے ایک ہی نعرہ لگا رہی تھی کہ ملک میں جلد از جلد مکمل نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نافذ کیا جائے لیکن افسوس کہ ''بسا آرزو کہ خاک شدہ است''

تحریک میں تمام طبقاتِ زندگی نے اپنی بساط سے بڑھ کر حصہ لیا۔ سیاسی و مذہبی اور سماجی کارکنوں نے جیلیں بھر دیں۔ نوجوانوں، علماء اور دیگر لوگوں نے اپنی قیمتی جانوں کے نذرانے پیش کر کے جام شہادت نوش کئے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ زخمی ہوئے، طلباء نے تعلیمی حرج کیا، سینکڑوں بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو گئیں مگر گوہر مقصود ہاتھ نہ لگا۔ 5 جولائی 1977ء میں فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق نے رات کی تاریکیوں میں شب خون مارتے ہوئے اپنی آمریت قائم کرنے کا اعلان کیا اور پھر گیارہ سال تک آیاتِ قرآنیہ کے سہارے اسلام اور قرآن کے ساتھ جو بدترین مذاق کیا جاتا رہا اور دین اسلام کو بدنام کیا گیا اتنا تاریخ کے کسی دور میں بھی نہیں کیا گیا۔

Marfat.com

تحریک اگرچہ خالص سیاسی مقاصد کے لیے شروع کی گئی تھی مگر اپنے آغاز سے ہی اس نے تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کا نام اختیار کر لیا تھا اس لیے تمام اہل اسلام بالخصوص علماء نے سفیر و محراب کے ذریعہ اس تحریک کو بچے بچے کے دل کی دھڑکن بنا دیا۔ قومی اتحاد میں شامل پارٹیوں کی اکثریت اگرچہ سیکولر نظریات رکھنے والوں کی تھی مگر تحریک کی قیادت آغاز سے لے کر انجام تک مذہبی جماعتوں کے ہاتھ میں ہی رہی ہے۔ ایک یہ وجہ بھی تھی کہ تحریک کا غالب رنگ مذہبی رہا یہی وجہ تھی کہ آمر ضیاء الحق نے جب آئین کو پس پشت ڈالتے ہوئے مارشل لاء لگایا تو اس نے بھی یہی نعرہ لگایا کہ ملک میں عنقریب مکمل طور پر نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کر دیا جائے۔ ضیاء الحق گیارہ سال تک تخت اقتدار پر قابض رہا مگر نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ نہ اس وقت ہو سکا اور نہ اب تک ہوا ہے۔

ملک کے دیگر حصوں کی طرح قصور میں بھی تحریک پورا عرصہ پورے جوش و خروش کے ساتھ جاری رہی۔ ہر روز سیاسی و مذہبی کارکن رضا کارانہ طور پر خود کو گرفتاری کے پیش کرتے اور حکومت اور بھٹو آمریت کے خلاف اپنے غیض و غضب کا اظہار کرتے، جلوس نکالے جاتے، جلسے کئے جاتے تھے۔ اس موقع پر علماء واعظین عام طور پر نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی برکات، اسلامی قانون کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی فوائد اور جابر حکومت کے خلاف جدوجہد اور جہاد کے موضوع پر خطابات کیا کرتے اور اس کے ساتھ بھٹو دور حکومت میں فروغ پانے والی غیر اسلامی روایات کا رد کرتے۔

حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ان دنوں بھٹو حکومت کی غلط کاریوں کو اپنے خطبات جمعہ کا موضوع بناتے۔ نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کی برکات سے لوگوں کو آگاہ کرتے۔ یوں اپنے سامعین کے ذہنوں میں تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کی اساس، ضرورت اور اہمیت کو شعوری طور پر پیدا کرتے ہیں۔ انہی دنوں جامع مسجد حوض والی کوٹ بدر خاں قصور میں حضرت شاہ صاحب قبلہ کی زیر صدارت ایک جلسہ عام ہوا جس میں قومی اتحاد کے مرکزی راہنما مولانا احمد علی قصوری نے خطاب کیا اور لوگوں کو تحریک کے مقاصد اور اس کی رفتار سے آگاہ کیا۔

Marfat.com

ایک واقعہ راقم کو یاد آیا کہ ایک مرتبہ جمعہ کے موقع پر کسی صاحب نے حضرت شاہ صاحب کو ایک چٹ دی اور سوال کیا کہ آپ نے تحریک میں گرفتاری کیوں نہیں پیش کی؟ محسوس ہوتا ہے کہ آپ کو پاکستان پیپلز پارٹی سے ہمدردی ہے۔ آپ نے رقعہ پڑھ کر انتہائی ٹھنڈے مزاج کے ساتھ جواب دیا کہ اگر میری گرفتاری کے ساتھ نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ ہوسکتا ہے تو میں ابھی اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کرتا ہوں بلکہ اس عظیم مقصد کے لیے میں اپنے سر اور تن بدن کی قربانی دینے کے لیے تیار ہوں۔ یہ تو بہت ہی سستا سودا ہے اور اس کے لیے میں تیار ہوں بلکہ اس کے لیے میں اپنا ایک ایک بچہ کٹوانے پر تیار ہوں۔ آپ کے اس جواب پر مسجد نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے گونج اٹھی۔ اس کے بعد دوبارہ کسی نے اس قسم کا اعتراض نہیں کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب ایک جہاں دیدہ اور صاحب بصیرت معلم اور مبلغ تھے آپ بڑی ہی سوچ بچار کے ساتھ ایک رائے قائم کرتے تھے اور پھر اس پر قائم رہتے تھے۔ آنے والا وقت ثابت کرتا تھا کہ ان کا فیصلہ درست تھا۔

کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان:

ضیاء الحق کے مارشل لائی دور حکومت میں جب مارشل لاء کی چھتری کے زیر سایہ مخالفین اہل سنت اقتدار کے ایوانوں میں جا بیٹھے تو انہوں نے اپنی اس سرکاری حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اور مسلکی تعصب و تنگ نظری کا مظاہرہ کرتے اہل سنت کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا شروع کردیا۔ بہت سے اہل سنت لوگوں کو ملازمت سے برطرف کردیا گیا۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن جو قومی ملکیت اور سرکاری ادارے ہیں ان پر محافل میلاد و نعت، حضور ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا بند کردیا گیا۔ اس کے مقابل اقلیتی گروہ سے تعلق رکھنے والے مختلف اقلیتی فرقوں کی سرکاری و سیاسی سرپرستی کی جانے لگی تو ان حالات میں زعمائے ملت اور قائدین اہل سنت نے قومی سطح پر حکومت کو غلط پالیسیوں سے باز رکھنے کے لیے ''کل پاکستان سنی کانفرنس'' منعقد کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس کے لیے پورے ملک میں رائے عامہ کو ہموار کیا گیا۔ اہل سنت سے تعلق رکھنے والے تمام طبقات زندگی تک اس کا پیغام پہنچایا

Marfat.com

گیا۔ چنانچہ قائدین کے اجتماعی فیصلہ کے مطابق 16، 17 اکتوبر 1978ء کو ''جماعت اہل سنت پاکستان'' کے زیر اہتمام مدینۃ الاولیاء ملتان کے قلعہ کنہ قاسم باغ میں یہ عظیم الشان اور تاریخ ساز کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ کانفرنس تو کیا تھی عشاقِ مصطفیٰ ﷺ اور شمع توحید کے پروانوں کا ایک بحر ناپید اکنار تھا۔ اس عدیم النظیر کانفرنس میں ایک اندازے کے مطابق تقریباً بیس (20) لاکھ فرزند توحید اور غلامان مصطفیٰ ﷺ نے پورے جوش ایمان اور غیرتِ ملی کے جذبہ سے سرشار ہو کر شرکت کی۔ قاسم باغ ہی نہیں پورے ملتان شہر کی حدود اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود شرکاء کانفرنس کو اپنی تنگ دامنی کا احساس دلا رہی تھیں۔ اس عظیم اور تاریخی کانفرنس میں دیگر علماء و مشائخ اہل سنت کے ساتھ ساتھ حضرت پیر طریقت، رہبر شریعت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی پورے جذبہ ایمانی کے ساتھ شرکت کی، کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے آپ نے اپنے خطبات جمعہ اور دیگر پروگراموں میں عوام اہل سنت کو اس کانفرنس کی ضرورت و اہمیت اور مقاصد سے آگاہ کیا اور اپنے متوسلین، مریدین، عقیدت مندوں کو بھر پور طریقے سے اس میں شرکت کر کے اس کو کامیاب بنانے کی تلقین و تاکید کرتے۔ خود حضرت شاہ صاحب اپنے مریدوں کا ایک بہت بڑا قافلہ لے کر بسوں کے ذریعہ ملتان تشریف لے گئے۔ مجلس منتظمہ کانفرنس نے آپ کی شایان شان استقبال کیا۔ اور تمام تر عزت و احترام کے ساتھ آپ کو اسٹیج پر مرکزی قائدین خصوصاً حضرت امام اہل سنت غزالی زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، قائد اہل سنت حضرت علامہ مولانا الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ صدر جمعیت علمائے پاکستان، بطل حریت، مجاہد ملت، فاتح تختہ، دار حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگان قوم وملت کے ساتھ آپ کی نشست رکھے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت شاہ صاحب ان عمائدین میں سے تھے جن کے سر کانفرنس کی کامیابی کا سہرا سجتا ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ کانفرنس کا اس موقع پر منعقد ہونا ایک خاص پس منظر کی وجہ سے تھا جس کو پاکستان کا صحیح العقیدہ سنی مسلمان شعوری طور پر سمجھتا بھی تھا اس لیے کانفرنس میں شرکاء عام طور پر جو نعرے لگا رہے تھے وہ یہ تھے:

Marfat.com

سنی ہیں صلح کیش مسلماں ہیں ہم لوگ
ٹکرائے نہ ہم سے کوئی طوفان ہیں ہم لوگ
اسلاف کے آئینہ کردار میں ہم کو
دیکھو تو سہی عظمت انسان ہیں ہم لوگ
ہم وقت کے ماتھے پر شکن بھانپ رہے ہیں
نادان سمجھتے ہیں کہ نادان ہیں ہم لوگ [۱۴۶]

اس تاریخی کانفرنس میں حضرت شاہ صاحب قبلہ نے نہ صرف بنفس نفیس شرکت فرمائی بلکہ کانفرنس کی کامیابی اور اس میں پیش کی گئیں قراردادوں اور جماعت اہل سنت کی طرف سے پیش کردہ تمام پالیسیوں کے ساتھ مکمل طور پر اتفاق کرتے ہوئے اس کی پرزور اور غیر مشروط حمایت کا اعلان کرتے ہوئے مرکزی صدر جماعت اہل سنت حضرت غزالی زمان، رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے نام تحریری پیغام بھی پیش کیا تھا۔ اس طرح کانفرنس کی کامیابی کے لیے آپ نے بھرپور عملی کردار ادا کیا۔

کل پاکستان میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس رائیونڈ:

1978ء میں رائے ونڈ میں ہونے والے دیوبندی تبلیغی اجتماع میں ایک نوجوان نے عشق ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو کر نعرۂ تکبیر ورسالت لگا دیا تو پھر کیا تھا کہ سنت بلالی ادا کرنے والے اس عاشق صادق پر ہر طرف سے مکوں کی بارش ہونے لگتی ہے۔ ڈنڈے برسائے جاتے ہیں اور ٹھڈے مارے جاتے ہیں یہاں تک کہ راہ بلالی کا یہ مسافر تشدد کے نتیجہ میں لگنے والی ضربوں اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے موقعہ پر ہی جاں جان آفریں کے سپرد کر دیتا ہے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخوں غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

(مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ)

رب رحمٰن ورحیم اپنے محبوب رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت خاصہ کے صدقہ میں اس

Marfat.com

عاشق حق کی تربت پر کروڑ ہا رحمتیں نازل کرے۔ (آمین)

اگلے دن جب یہ خبر اخبارات میں چھپی تو پورے ملک میں عشاق مصطفیٰ ﷺ کے اندر غیظ و غضب کی آگ کی لہر دوڑ گئی۔ پورا ملک تبلیغی جماعت کے اس بوالبی طرز عمل پر سراپا احتجاج بن گیا۔ ملک میں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو گیا تو ان سالات میں ملک کی غالب اکثریت سواد اعظم کی نمائندہ سیاسی جماعت جمعیت علماء پاکستان نے حالات کو کنٹرول کرنے، حکومتِ وقت (ضیاء الحق اور اس کے مارشل کی چھتری کے سائے میں قومی اتحاد دراصل جماعتِ اسلامی اور جمعیت علماء اسلام کی حکومت) کو حالات کی سنگینی سے آگاہ کرنے اور شہید ناموس رسالت کے خون کا بدلہ لینے کا مطالبہ کرنے کے لیے رائے ونڈ میں ہی ''کل پاکستان میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس'' منعقد کرنے کا فیصلہ کیا، قائدین اہل سنت کی طرف سے کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان کے انعقاد کے صرف چھ ماہ بعد اس دوسری کل پاکستان کانفرنس کا اعلان سن کر ملک بھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اہل محبت کے چہرے جگمگانے لگے۔ پورا ماحول فرحاں وشاداں تھا۔ حبِ رسول اللہ ﷺ کی ایک تحریک تھی جو قریہ قریہ اور شہر شہر جاری تھی۔ کانفرنس کی تشہیری مہم پورے عروج پر تھی۔ بالخصوص رائے ونڈ کے پورے شہر کو حب رسول ﷺ پر مشتمل ایمان افروز، روح پرور نعروں سے مزین بینروں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' کے کتبوں سے دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ کانفرنس تو 25 اور 26 مارچ 1979ء کو منعقد ہوتا تھی مگر شمع رسالت کے پروانے قافلوں کی صورت میں کئی روز پہلے ہی رائے ونڈ پہنچنا شروع ہو گئے تھے اور انہوں نے میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس سے پہلے شہر بھر کی فضاؤں کو ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام، شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام'' اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ کی دلنواز صداؤں سے بھر دیا تھا یہی نہیں بلکہ اس کی فضاؤں کو ذکر میلاد کے لیے پاک کر دیا تھا۔

کانفرنس میں ملک بھر سے ہزاروں کی تعداد میں علماء مشائخ اہل سنت نے اور لاکھوں شمع رسالت کے پروانوں نے جن کی تعداد غیر جانبدار صحافتی حلقوں کے مطابق تقریباً تین لاکھ تھی نے پورے دینی و مذہبی جوش و خروش کے ساتھ شرکت، وہ رائے ونڈ جہاں ''نعرہ

Marfat.com

رسالت'' لگانے کے ''جرم'' کی پاداش میں ایک عاشق کو مشق ستم بنایا گیا تھا آج وہاں لاکھوں پروانے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے گیت گاتے ہوئے نعرہ رسالت کے دل آویز زمزمے بلند کررہے لیکن باطل مثل دیوار خاموش اور ساکت ورطۂ حیرت میں ڈوبا ہوا تھا۔ لاکھوں کا یہ اجتماع بیک زباں یوں نعرہ زن تھا:

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی! عشق کے بدلے عداوت کیجئے [47]

اس تاریخی کانفرنس میں بھی حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ قدس سرہٗ نے اپنی مسلکی غیرت اور دینی حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھرکردار ادا کیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے بالخصوص رائے ونڈ اور گردونواح کے سلسلہ عالیہ مخدومیہ حضوریہ قصوریہ کے تمام وابستگان کو کانفرنس کے انتظامات میں عملی طور پر شرکت کرنے کی تاکید کی۔ اپنے تمام حلقہ ارادتمندوں میں کانفرنس کو کامیاب بنانے کی خصوصی ہدایات جاری کیں۔ خود شاہ صاحب قبلہ قصور سے بسوں کے ایک بڑے قافلہ کی قیادت کرتے ہوئے اس کانفرنس میں شریک ہوئے۔ آپ نے قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم ومغفور کے نام ایک تحریری پیغام میں کانفرنس کے مقاصد کی حمایت اور اس میں پیش کی جانے والی قراردادوں کی پرزور تائید کرتے ہوئے سلسلہ حضوریہ قصوریہ کی طرف سے ہر طرح کے تعاون کا وعدہ فرمایا۔ اس پر حضرت نورانی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ صاحب کا شکریہ ادا کیا اور ان کے جذبات پر مسرت کا اظہار کیا۔

کانفرنس کے دوسرے روز جب دوسرے اجلاس کی نشست اختتام پذیر ہوئی تو اسٹیج پر سے نماز عصر کی ادائیگی کے لیے وقفہ کا اعلان کیا گیا تو اس پر شرکاء کانفرنس شکر و امتنان کے جذبے اپنی پیشانیوں پر سجائے اس الہ واحد کی بارگاہ میں سربسجود ہو جاتے ہیں۔ نماز عصر کی امامت فرمانے کا اعزاز بھی حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے پرزور اصرار

Marfat.com

اور خواہش پر حضرت صاحبزادہ پیر سید علی احمد شاہ قصوری قدس سرہٗ الباری کے ہی حصہ میں آیا۔

تنظیماتِ اہل سنت کی سر پرستی:

حضرت صاحبزادہ پیر سید علی احمد شاہ صاحب محض زاہد خشک ہی نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں چشم بینا اور دل دردمند کی دولت سے بھی نواز رکھا تھا۔ اس لیے آپ نے اس دنیا میں رہتے ہوئے معاشرتی طور پر ایک بھرپور اور مکمل زندگی گزاری۔ لوگوں کے دکھ دور اور خوشی وغمی کے موقع پر شریک ہو کر دکھ بانٹنے اور خوشیاں دیتے تھے۔ آپ کی ذات ایک مصلح اور مشفق و مربی کی خصوصیات کی حامل تھی۔ اس لیے آپ معاشرے میں مختلف سطحوں پر بننے والی تنظیمات کی ضرورت واہمیت سے کماحقہ آگاہ تھے۔ اس لیے جب بھی اہل سنت کی تنظیم یا کسی ادارے نے حضرت شاہ صاحب سے کسی بھی قومی وملی، دینی ومذہبی اور مسلکی معاملہ میں رابطہ کیا۔ تعاون کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے ہر اس تنظیم کی ہر سطح پر اور ہر طرح سے ہر قسم کی سر پرستی کی۔

جمعیت علمائے پاکستان اور جماعتِ اہل سنت جو مذہبی و سیاسی میدان میں اہل سنت کی نمائندہ قومی جماعتیں ہیں۔ راقم کو اس امر کی تحقیق تو نہیں ہو سکی کہ آپ ان کے باقاعدہ ممبر یا عہدیدار رہے ہیں یا نہیں؟ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ آپ ان قومی جماعتوں کے قائدین کے ساتھ بڑا گہرا اور قریبی تعلق رکھتے تھے ملک بھر میں ان کے زیر اہتمام ہونے والے مختلف پروگراموں میں شریک ہو کر صدارت یا خطاب کرتے اور ان کے جملہ مقاصد کی تائید کرتے اور اپنے مریدین کو ان میں شامل ہو کر تعاون کرنے کی تاکید فرماتے۔

موجودہ دور میں اہل سنت کی بین الاقوامی اور منظم ترین تحریک ''تحریک منہاج القرآن'' اور قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہٗ کے ساتھ انتہائی محبت و شفقت کے ساتھ پیش آتے اور تحریک منہاج القرآن کی کامیابی کے لیے دعائیں کرتے تھے۔ بالخصوص ساہیوال میں تحریکی پروگراموں کی سر پرستی فرماتے۔ آپ تحریک منہاج القرآن سے کس قدر محبت رکھتے تھے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے

Marfat.com

اپنے جانشیں حضرت صاجزادہ سید عمران احمد ولی شاہ مدظلہٗ کو دینی تعلیم کے لیے تحریک منہاج القرآن کے مرکز پر بطور طالب علم داخل کروایا تھا۔

تنظیمات کی طرح آپ مختلف مدارس اہل سنت بالخصوص ساہیوال، لاہور اور قصور کے اضلاع میں واقع مراکز علمی کی بھی تازیست سرپرستی فرماتے رہے ہیں جس کی صورت مالی تعاون وغیرہ کی صورت میں بھی ہوتی تھی اور ان کے مختلف پروگراموں میں شرکت کر کے بھی ہوتی اس لیے کہ آپ کی شرکت کسی بھی پروگرام کی کامیابی کی دلیل ہوتی تھی۔

معاصر علماء و مشائخ سے روابط و تعلق:

کسی بھی شخص کی ذات، سیرت و کردار، خیالات و تصورات اور افکار و نظریات کو جاننے میں اس کے رفقاء ہم نشینوں اور دوستوں، ان کے احوال سے آگاہی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس لیے کہ:

صحبت صالح ترا صالح کند　　　　صحبت طالع ترا طالع کند

گویا کہ کسی بھی شخصیت کو حقیقی طور پر جاننے کے لیے اس کے ہم جلیسوں سے آگاہ ہونا لازمی ہے۔ اس پیمانے پر بھی جب ہم حضرت قبلہ پیر سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سیرت و کردار کا جائزہ لیتے اور ان کی کتاب زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت نے اپنی زندگی مبارک میں کسی دنیادار سے راہ و رسم قائم کرنے کی بجائے اپنے ہم عصر علماء و مشائخ، صلحاء و اتقیاء کی سنگت و رفاقت اختیار کی۔ انہی سے محبت کی اور انہیں مقبولان بارگاہِ الٰہی کی نگاہ محبت کا انتخاب قرار پائے۔ یوں تو ایسے اہل اللہ اور اصحاب زہد و اتقاء، ارباب علم و دانش کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے جن سے آپ کو قریبی تعلق حاصل رہا۔ ان سب کے ناموں کا احاطہ کرنا تو ناممکنات میں سے ہے البتہ اپنے معاصرین میں سے جس کے ساتھ آپ کا گہرا تعلق رہا، یا ان کے ہاں اکثر یا گاہِ بگاہے آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا۔ ان میں سے چند مشہور اور نمایاں نام جو اس وقت قرطاسِ ذہن کی سطح پر موجود ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1- حضرت غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ　　　ملتان شریف

2- حضرت صاجزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ　　　آلو مہار شریف

Marfat.com

3-	حضرت مولانا علامہ منظور احمد شاہ ہاشمی صاحب	ساہیوال
4-	حضرت علامہ فقیہ اعظم مولانا مفتی محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ	بصیر پور
5-	حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ	بھیرہ شریف سرگودھا
6-	حضرت پیر عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ	دیول شریف
7-	حضرت مولانا مفتی محمد عبد اللہ قادری	قصور
8-	حضرت علامہ مولانا مفتی محمد بشیر مرتضائی رحمۃ اللہ علیہ	قصور
9-	حضرت مولانا محمد بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ	ساہیوال
10-	حضرت پیر سید یعقوب شاہ رحمۃ اللہ علیہ	پھالیہ گجرات
11-	حضرت قائد اہل سنت مولانا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ	کراچی
12-	حضرت حکیم اہل سنت محقق زماں حکیم موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	لاہور
13-	حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبد الستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ	میانوالی
14-	حضرت مولانا محمد عبد الحفیظ قادری	فیصل آباد
15-	حضرت مولانا حکیم برکات احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ	بھیرہ سرگودھا
16-	حضرت پیر سید چراغ النبی صاحب	کہروڑپکا
17-	حضرت مولانا مفتی غلام مصطفیٰ نوری صاحب	ساہیوال
18-	حضرت پیر سید محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	کرمانوالہ شریف
19-	حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	کرمانوالہ شریف
20-	حضرت پیر سید صمصام علی شاہ	کرمانوالہ شریف
21-	حضرت صاحبزادہ پروفیسر میاں مسعود احمد خاں	بسی شریف ضلع پاکپتن
22-	حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ	سیال شریف
23-	حضرت مولانا علامہ عبد العزیز چشتی سیالوی	گوجرانوالہ
24-	حضرت مولانا پیر سعید احمد مجددی	گوجرانوالہ
25-	حضرت علامہ مولانا مفتی غلام رسول گوہر قصوری	قصور

Marfat.com

دینی و مذہبی خدمات

حضرت صاحبزادہ علی احمد شاہ صابر کا نسبی تعلق خالصۃً ایک دینی، مذہبی اور علمی گھرانے سے تھا۔ افغانستان سے لے کر راج کماری تک کا پورا علاقہ بالخصوص سرزمین پنجاب کا ذرہ ذرہ شاہ صاحب کے اباؤ اجداد، مخدوم پنجاب اور خواجہ دائم الحضوری کی اشاعت دین، تبلیغ اسلام اور فروغ روحانیت کے لیے شبانہ روز محنتوں کی گواہی دے رہا ہے۔ آج للہ شریف ضلع جہلم، بیربل شریف ضلع خوشاب، نمک میانی ضلع گجرات، بکھر، ڈیرہ اسماعیل خاں، ڈیرہ غازی خاں، رحیم یار خاں وغیرہ کی خانقاہیں جو آباد ہیں اور تشنگان معرفت کو مئے توحید کے جام پہ جام پلا رہے ہیں تو یہ سب قصور کی خانقاہ مرتضویہ حضوریہ کی صحبت فیض اثر کا ہی نتیجہ ہے۔ موجودہ دور میں ملک بھر میں دور دراز تک فیوضاتِ حضوریہ کو پہنچانا یقیناً حضرت شاہ صاحب کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔

حضرت شاہ صاحب بنیادی طور پر شیخ طریقت، مصلح و مربی اور دین حق کے مخلص مبلغ تھے۔ اس لیے انہوں نے اپنا تعلیمی سلسلہ مکمل کرنے کے بعد اپنے اسلاف کے مشن دعوت دین کو اپنی زندگی کا مطمع نظر بنالیا اور پھر ساری عمر رات اور دن کے فرق و امتیاز کے بغیر اس نبوی فریضہ کی ادائیگی میں گزار دی اور اس راہ میں بڑی سے بڑی رکاوٹ بھی آپ کے آہنی جذبوں میں دراڑ نہ ڈال سکی اور آپ دیوانہ وار محبت الٰہی اور عشق رسول ﷺ کا پیغام درماندہ راہ قوم کو دکھاتے ہوئے اور گم کردہ راہ لوگوں کی اصلاح کرتے ہوئے اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔

صاحبزادہ علی احمد صابر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں جو مختلف النوع دینی و

Marfat.com

مذہبی خدمات سرانجام دی ہیں ان کا اجمالی سا جائزہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

خطبہ جمعہ کا آغاز:

حضرت شاہ صاحب نے اپنی دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً 1954ء یا 1955ء میں اپنے جدی شہر اور وطن مالوف مرکز علم و عرفان قصور سے کیا۔ جامع مسجد حوض والی اگرچہ اہل سنت کی تھی مگر اس پر بدعقیدہ لوگ قابض تھے۔ چنانچہ اہل محلّہ اور دیگر شہریوں کی کوشش سے آپ نے اس قدیمی مسجد کو اپنے خطبہ جمعہ کا مرکز بنایا۔ چنانچہ آپ کی خاندانی نسبت و شہرت، منفرد اور مترنم انداز خطابت، عشق رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا بیان، ناصحانہ اور اصلاحی طرز تکلم اور ان پر مستزاد آپ کے حسن زیبا، رشک ماہتاب حسنی و حسینی حسن میں ڈوبا ہوا پرنور اور ذی وجاہت چہرہ ہر صاحب عشق و محبت کو آپ کا روح پرور، ایمان افروز کانوں کے راستے اُتر کر قلب و روح میں پیوست ہو جانے والا خطاب سننے کے لیے کشاں کشاں کھینچ لاتا تھا اور جو ایک مرتبہ سن لیتا وہ ہمیشہ کے لیے آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ آپ کے خطاب دلنشیں کو سننے کے لیے اہل محبت کا ذوق و شوق دیدنی ہوتا تھا۔ جامع مسجد حوض والی کا وسیع ہال، صحن، برآمدے، بالکونیاں، دوسری منزل کے تمام کمرے اور چھت اس قدر ہجوم عاشقاں سے بھرے ہوتے تھے کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی۔ مسجد اپنی تمام تر وسعتوں کے ساتھ اپنی تنگ دامنی کا احساس دلانے لگتی تو لوگ مسجد کے باہر دائیں بائیں صفیں بچھا لیتے اور یوں اردگرد کے تمام بازاروں کے راستے بند ہو جاتے تھے۔ بالخصوص محرم الحرام، ربیع الاول، ربیع الثانی اور رمضان المبارک کے دنوں میں تمام کے تمام انتظامات دھرے کے دھرے رہ جاتے اور ناکافی ثابت ہوتے تھے۔

قصور سے ساہیوال منتقلی:

محترم حاجی محمد شریف مغل کوٹ فتح دین خاں قصور کے بیان کے مطابق آپ کے والد گرامی حضرت پیر روشن ضمیر سید نذیر احمد شاہ قدس سرہٗ نے آپ کے بڑے بھائی حضرت صاحبزادہ پیر سید شبیر احمد شاہ کی ذمہ داری دھولری شریف علاقہ کمالیہ سابقہ ضلع لائل پور (فیصل آباد) حال ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے علاقہ میں لگائی اور آپ کو ساہیوال اور اوکاڑہ کے

Marfat.com

مریدین اور عامۃ المسلمین کی اصلاح کی ذمہ داری سونپی۔ چنانچہ آپ اپنے والد گرامی کی وصیت اور متوسلین سلسلہ عالیہ حضوریہ قصوریہ اور اپنے مریدین کے پرزور اصرار پر 1964ء میں دعوت وتبلیغ کی خاطر اپنے جدی شہر قصور کو چھوڑ کر ساہیوال منتقل ہو گئے۔ ساہیوال کا علاقہ اس دور میں مذہبی اعتبار سے ضعف الاعتقادی کے باعث بدعات اور غیر اسلامی رسومات میں گھرا ہوا تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے اس شہر پرآشوب میں مستقل ڈیرہ جمالیا اور اپنے دعوتی مشن کا آغاز کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں لوگوں کے احوال حیات بدلنے لگے اور وہ لوگ اسلامی طریق کار کے مطابق زندگی بسر کرنے لگے۔ قصور کے علاوہ دیگر شہروں میں بھی آپ خطبہ جمعہ کے ذریعہ اشاعتِ دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہے ہیں۔

ایوانِ صدر اسلام آباد میں خطابت:

حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ نے 1950ء کے بعد خطبہ جمعہ ارشاد فرمانا شروع کر دیا تھا لیکن مستقل طور پر اس سلسلہ کا آغاز 1954-1955ء میں ہوا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ میں بطور خطیب آپ کی شہرت ملک بھر کے اطراف واکناف میں پھیل گئی۔ 1958ء میں جب کہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں جو بعد میں صدر مملکت بن گئے تھے۔ اس دور میں آپ نے راولپنڈی میں ایک جلسہ عام میں خطاب فرمایا۔ اتفاق سے صدر ایوب مرحوم نے بھی اس پروگرام میں شرکت کی تو آپ کا موثر اور دلنشیں خطاب سن کر صدر مرحوم بہت متاثر ہوئے۔ بعد میں اپنے سیکرٹری کے ذریعہ حضرت شاہ صاحب سے رابطہ کر کے ایوان صدر اسلام آباد کی مسجد میں خطابت کرنے کی خواہش ظاہر کی تو شاہ صاحب نے اس نظریہ سے کہ اس طرح وہ بہتر طور پر دین کی دعوت کا فریضہ سرانجام دے سکیں گے، اس پیش کش کو قبول کر لیا اور ایوان صدر اسلام آباد کی جامع مسجد میں خطبہ جمعہ دینا شروع کر دیا۔ عمل واصلاح پر ابھارنے والا آپ کا خطاب سن کر اعلیٰ حکومتی ذمہ داران اور بڑے بڑے آفیسر بہت متاثر ہوتے۔ آپ ہر قسم کے دنیوی مفاد سے بے نیاز ہو کر محض رضائے الٰہی کے لیے دعوتِ دین کا یہ فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ اس لیے صدر ایوب، ان کی کابینہ اور دیگر سول وفوجی افسران آپ کا انتہائی احترام کرتے اور آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

Marfat.com

اسلام آباد سے قصور واپسی:

حضرت صاحبزادہ صاحب کی اسلام آباد منتقلی کی وجہ سے آپ کی والدہ ماجدہ کا دل ہمیشہ پریشان رہتا اور وہ اپنے نیک و صالح اور ولی اللہ نور نظر صاحبزادے کے فراق میں مغموم رہتی تھیں۔ اس لیے انہوں نے آپ کو فرمایا کہ بیٹے مجھ سے آپ کی جدائی بھی برداشت نہیں ہوتی اور قصور میں دعوتِ دین کے لیے اپنے بزرگوں کی مسند کو خالی دیکھا بھی نہیں جاتا لہٰذا آپ اسلام آباد کو چھوڑ کر فوراً واپس آ جائیں۔

والدہ محترمہ کا یہ حکم و خواہش پا کر حضرت شاہ صاحب نے بغیر کسی حیل و حجت کے ایوان صدر اسلام آباد کی خطابت کو چھوڑ کر مستقل طور پر اپنے آبائی شہر قصور کو ہی اپنی دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنالیا اور پھر 1964ء میں قصور سے ساہیوال منتقل ہونے کے بعد سے لے کر 1996ء میں صاحب فراش ہونے تک بغیر کسی انقطاع کے اور کسی قسم کے دنیوی لالچ اور مالی مفاد کے ہر ہفتہ تشریف لا کر قصور میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ اتنا طویل عرصہ تک جمعہ کی خطابت کرنے کے باوجود آپ نے کبھی مسجد انتظامیہ سے تنخواہ اور اعزازیہ کا مطالبہ نہیں کیا تھا بلکہ آپ کی جملہ خدمات فی سبیل اللہ تھیں۔

تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر ہے لگا ہوا جن کا تیری گلی میں

درس قرآن کا اجراء:

حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن عثمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير كم من تعلم القرآن و علمه[۴۸]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو خود قرآن شریف کو سیکھے اور (دوسروں کو) سکھائے۔

حضرت شاہ صاحب نے اپنی پوری زندگی کو اس فرمانِ رسول ﷺ پر عمل کے سانچے میں ڈھالے رکھا۔ آپ نے خود خوب غور و فکر کے ساتھ قرآن مجید کو پڑھا بھی اور پھر اس کو

Marfat.com

دوسروں تک پہنچانے کی سعی و کاوش بھی کرتے رہے۔ جب تک آپ قصور میں تشریف فرما رہے تو آپ کا یہ معمول رہا ہے کہ ہر روز بعد از نماز فجر جامع مسجد حوض والی کوٹ بدر دین خاں میں درس قرآن میں قرآنی علوم و معارف کے گوہر لوٹاتے رہے۔ آپ کو درس قرآن کا شوق اس قدر تھا کہ محترم قاری عبدالرسول انصاری کوٹ عثمان قصور کی روایت کے مطابق آپ نے شادی اور ولیمہ کے دن بھی درس قرآن کی قضا نہیں کی۔ آپ کا درس عام فہم اور علمی موشگافیوں سے مبرا ہوتا تھا جو ہر خاص و عام کی سمجھ میں آسانی سے آجاتا تھا۔ درس قرآن اور دیگر خطابات کے موقع پر تشریح و تفسیر اور تسہیل کے لیے آپ حضرت مولائے رومؒ اور حضرت علامہ اقبالؒ کے اشعار بھی اکثر طور پر پڑھتے تھے۔ جن سے ماحول میں ایک روحانی سرور اور کیف بھی پیدا ہوتا تھا۔

عرس خواجگانِ قصوریہ:

ابتداء میں خواجگانِ سلسلہ عالیہ حضوریہ قصوریہ کے مزارات واقع بڑا قبرستان کوٹ غلام محمد خاں قصور میں صرف ایصال ثواب کے لیے ختم کی محفل ہوتی تھی جس میں قرآن خوانی کے بعد لنگر تقسیم کر دیا جاتا تھا مگر بعد میں حضرت صاحبزادہ پیر سید شبیر احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت صاحبزادہ پیر سید علی احمد شاہ صابر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عرس کے موقع پر ملک بھر میں پھیلے ہوئے سلسلہ کے خلفاء کے سجادگان اور نامور علماء کرام اور خوش الحان قراء اور خوش نوا نعت خواں حضرت کو بلا کر وعظ و نصیحت کے سلسلہ کا آغاز کیا۔ اپنے بڑے بھائی صاحبزادہ سید شبیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ نے اس سلسلہ کو اور منظم طریقے سے آگے بڑھایا۔ دو دن تک عرس کی تقریبات جاری رہتیں جن میں قرآن خوانی، مشہور قراء کی تلاوت، علماء کے خطبات و وعظ اور نعت کی محفل شامل ہوتی تھی۔ جمعرات کی صبح سے شروع ہونے والی یہ مقدس تقریب جمعہ المبارک کو رات دیر تک جاری رہنے کے بعد نماز فجر کے وقت حضرت صاحبزادہ صاحب کی خصوصی دعا کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچتی اور زائرین و متوسلین فیوضیات روحانیہ سے اپنے دامن بھر کر واپس اپنے گھروں کو لوٹتے۔

Marfat.com

محافل میلاد و نعت کا فروغ:

شروع شروع میں شہر بھر میں خوش عقیدہ لوگوں کی اکثریت ہونے کے باوجود محافل میلاد اور محافل نعت کا کوئی زیادہ رجحان نہیں تھا۔ شہر میں کبھی کبھار کوئی محفل بڑے پیمانے پر ہوتی تھی جس میں نامور نعت خوان حضرات بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں گلہائے عقیدت پیش کرتے تھے۔ محافل میلاد و نعت چونکہ حب رسول ﷺ کی شمع دلوں میں روشن کرنے کا موثر اور مجرب ذریعہ ہے اس لیے حضرت قبلہ سید علی احمد شاہ صابر رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف خاص توجہ فرمائی اور شہر بھر میں محافل نعت کو منعقد کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ ان محافل میں بذاتِ خود شریک ہوتے اور اختتامِ محفل تک جلوہ افروز رہتے۔

جلوس عید میلاد النبی ﷺ:

زمانہ دراز سے اہل اسلام کا یہ طریقہ وشعار رہا ہے کہ وہ ہر سال ماہ ربیع الاول میں باعث تخلیق عالم، سید آدم و بنی آدم، حضور پرنور حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری کے موقعہ پر محافل میلاد منعقد کرتے، جلوس نکالتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب کے آباؤ اجداد بھی ذکر رسول ﷺ کی محفلیں سجاتے رہے ہیں۔ ان کے بعد جب آپ مسند آرائے سجادہ ہوئے تو آپ نے بھی اس سلسلہ خیر و برکت کو جاری رکھا۔ چنانچہ ہر سال میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بارہ ربیع الاول کو نماز مغرب کے بعد جامع مسجد کوٹ اندرون سے "بزم قادریہ" کے تحت آپ کی زیر قیادت ایک عظیم الشان جلوس عید میلاد النبی ﷺ نکالا جاتا۔ جلوس جامع مسجد سے شروع ہو کر کوٹ اندرون اور کوٹ بدر دین خاں کے بازاروں سے ہوتا ہوا ریلوے روڈ پہنچتا جہاں دیگر علاقہ جات سے آنے والے جلوس بھی ساتھ شامل ہو جاتے۔ جلوس کے پورے راستے میں شرکاء بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں نعتوں کے نذرانے اور درود و سلام کی ڈالیاں اور عقیدت و محبت کے ارمغان پیش کرتے جاتے تھے۔ جن جن بازاروں سے جلوس گزرتا اہل محبت وجد و شوق کے عالم میں شرکاء پر پھولوں کی پتیاں برساتے، مٹھائیاں اور انواع و اقسام کے کھانے تقسیم کرتے اور موسم کی مناسبت سے پانی اور دودھ کی سبیلیں بھی لگائی جاتی تھیں۔

Marfat.com

میلاد مصطفیٰ ﷺ اور اس دن کی عظمت کو واضح کرنے کے لیے تمام راستے میں مختلف مقامات پر علماء کے بیانات ہوتے۔ کوٹ اندرون اور کوٹ بدر دین گزرتے ہوئے جلوس کے شرکاء پہلے دربار حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری دیتے اور یہاں سے ریلوے اسٹیشن قصور پر جاکر اختتام پذیر ہوتا تھا۔ جلوس کے اختتام پر نیا بازار قصور میں ایک بہت بڑا جلسہ منعقد کیا جاتا جس میں شہر بھر کے مقتدر علماء جن میں شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبداللہ قادریؒ، حضرت صاحبزادہ پیر سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا منظور احمد نوریؒ مرحوم، مولانا عبدالحمید برکاتی مرحوم اور دیگر علماء لوگوں کو اپنے مواعظ حسنہ سے نوازتے تھے۔ یوں رات کو دیر تک یہ پروگرام جاری رہ کر ختم ہوتا تھا۔

حضرت قبلہ شاہ صاحب قصور کے علاوہ ملک بھر میں میلاد کے جلوسوں اور پروگراموں میں تشریف لے جاتے اور اپنے علمی و اصلاحی بیانات کے ذریعے سے لوگوں کے دلوں میں عشق رسالتِ مآب ﷺ کی شمع کو روشن کرتے۔ دلائل کے ساتھ منکرین میلاد کے مغالطوں کا ازالہ کرتے تھے۔

قصور شہر میں کسی دور میں کوٹ فتح دین خاں کو دیوبندیت کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ مولوی عبدالرحمٰن دیوبندی نے ماحول کو کچھ اس طرح گدلا کر رکھا تھا کہ وہاں پر اہل سنت کو میلاد شریف منانے نہیں دیا جاتا تھا چنانچہ حضرت قبلہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ قصوری کی سعی و کاوش سے وہاں بھی میلاد کا جلوس شروع ہوا اور آج تک پورے جذب و شوق کے ساتھ شمع رسالت کے پروانے ربیع الاول شریف میں خصوصاً اور سال کے باقی دنوں میں عموماً میلاد کی محفلیں منعقد کرتے رہتے ہیں اور روز بروز ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔

محفل گیارہویں شریف کا فروغ:

سرکار غوثیت مآب کی طرف منسوب ختم گیارہویں شریف کی محفل تمام سلاسل تصوف کے اولیاء و صوفیاء کا معمول رہا ہے۔ بلاشک و شبہ حضور سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی کے ایصال ثواب کی یہ محفل روحانی ترقی اور خیر و برکاتِ الٰہی کا ایک

Marfat.com

مجرب طریقہ وذریعہ ہے۔

سرخیل نقشبندیاں حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری قدس سرہٗ النوری کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے خاص انس ومحبت حاصل تھی۔ آپ نے بہت سے قصائد آپ کی شان میں نظم کی صورت میں لکھے۔ اسی طرح کے ایک قصیدہ میں بارگاہ غوثیت مآب میں یوں عرض کرتے ہیں:

محی الدین غلام میں تیرا تیرے باجھ نہیں کوئی میرا
رحمت دا اک چاہاں پھیرا حضرت غوث الاعظم جی
حافظ مرتضیٰ دادا میرا خاص حضوری آہا تیرا
دادا بابا تیرا چیرا حضرت غوث الاعظم جی
شہر قصور مقام ہے میرا وڈی مسجد اصلی ڈیرا
نور دوہا کر دور اندھیرا حضرت غوث الاعظم جی [۴۹]

حضرت شاہ صاحب نے اسی تعلق عشق ومحبت بارگاہ سلطان سرکار بغداد رضی اللہ عنہ سے مضبوط کرنے کے لیے خاص طور پر محفل گیارہویں شریف کا خصوصی طور پر اہتمام کیا۔ اس مقصد کے لیے قمری مہینہ کے پہلے جمعہ کو نماز عصر سے لے کر مغرب کی نماز تک اور تیسرے جمعہ کو اسی مقررہ وقت میں جامع مسجد کوٹ اندرون (وہ مسجد جس کا ذکر خواجہ قصوری نے مدح غوث الثقلین میں کیا ہے) میں گیارہویں شریف کی محفل منعقد کی جاتی۔ اس روحانی محفل میں تلاوت ونعت اور وعظ ونصیحت کی جاتی۔ روحانی تزکیہ وتصفیہ کے لیے ذکر خفی وجلی کیا جاتا تھا۔ طالبین سلوک وتصوف جوق در جوق اس مقدس پاکیزہ روحانی محافل میں شریک ہوکر مئے توحید کے جام پیتے اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے تاریک دلوں کو روشن کرنے کا سامان کرتے۔ اس کے علاوہ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل لوگ جہاں جہاں بھی رہتے ہوں آپ کی ان کو تلقین ہوتی کہ ہر ماہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف کا ختم ضرور دلایا کریں۔

حضرت خواجہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی مدح میں ایک جگہ لکھا تھا:

Marfat.com

جو کوئی تیرا نام تہاوے جو کچھ منگے رب تھیں پاوے
خوف جاوے بے خوفی آوے حضرت غوث الاعظم جی
جو کوئی تیری یارویں دیوے گھر بیٹھا سب نعمت لیوے
گری چھوہارے شکر میوے حضرت غوث الاعظم جی

شاہ صاحب کا معمول تھا کہ حضرت خواجہ کے اس فرمان کی روشنی میں ربیع الثانی میں بڑی محفل گیارہویں شریف کے تبرک میں گری، میوے، چھوہاروں اور شکر کا خاص اہتمام فرماتے تھے اور تبرک میں شامل کرتے تھے۔

عرس حضرت اویس قرنی و حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ:

اسی سلسلہ میں آپ نے قصور میں خواجگان کے سالانہ عرس کے علاوہ ساہیوال شہر میں ہر سال اسوج کی آخری جمعرات اور جمعہ کو خیر التابعین' امام العاشقین حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور حضور غوث الثقلین، قطب الاقطاب، شہباز لامکانی الشیخ السید عبدالقادر الجیلانی قدس سرہٗ النورانی کا عرس مبارک منانے کا اہتمام کیا۔ اس عرس میں آپ کے مریدین و متوسلین کے علاوہ ملک بھر سے علماء و مشائخ اور ہزارہا کی تعداد میں حضرت سیدنا اویس قرنی اور حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند شریک ہو کر اطمینان قلب کی دولت لازوال اپنے دامنوں میں سمیٹ کر فرحاں و شاداں اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں۔

تبلیغی دورہ جات:

تبلیغ دین اور اشاعتِ اسلام کے سفر اور دورہ جات اہل اللہ کا طریقہ رہا ہے۔ بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں اسلام صوفیاء کرام نے اسی طریق کار سے ہی پھیلایا ہے۔ حضرت شاہ صاحب بھی اسی طائفہ مقدسہ کے ایک فرد فرید تھے۔ چنانچہ آپ نے اسلاف کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی مسند ارشاد کو چھوڑ کر ملک بھر کے اطراف و اکناف، شہروں، قصبہ جات، دیہاتوں، غرض قریہ قریہ اور کوچہ کوچہ پہنچ کر دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی کو عام کیا۔ پنجاب کے علاوہ دیگر صوبہ جات میں بھی آپ دعوت و تبلیغ کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ راقم الحروف سے اس سلسلہ میں گفتگو کرتے ہوئے فرمانے لگے:

Marfat.com

"اعظمی صاحب! دعوت اور تبلیغ کا کام کرنا آسان نہیں ہے اس راہ میں بڑے مشکل مقامات و مراحل آتے ہیں۔ مجھے بعض دفعہ ایسے مقامات پر جانا پڑتا ہے کہ سواری کی کوئی سہولت حاصل نہیں ہوتی اور پیدل چل کر جانا پڑتا ہے۔ میرے پاؤں میں کئی مرتبہ آبلہ نمائی ہوئی ہے۔ کئی مرتبہ ٹانگوں پر سفر کرنا پڑا ہے اور گھوڑے پر سفر کر کے جانا تو ایک عرصہ تک معمول رہا ہے۔"

اس پر میں نے عرض کیا حضور! "یہ آپ جیسے عظیم المرتبت، پرعزم اور مخلص مبلغین کے دم قدم کا ہی صدقہ ہے کہ اس دور فتن میں شمع اسلام روشن ہے اور گم کردہ راہِ انسانیت کے تاریک دلوں کو منور کر رہی ہے۔"

دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں کسی قسم کے موسمی تغیرات، جسمانی عوارض اور مالی مشکلات آپ کی راہ میں کبھی حائل نہیں ہوئے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ سفر کی صعوبتیں اور دیگر مصائب کو آپ کے دعوتِ دین کے جذبے کے سامنے ہمیشہ سپر انداز ہونا پڑا اور آپ ایک سچے داعی حق کی صورت میں ہر مشکل سے سرخرو ہو کر نکلے۔

Marfat.com

علمی خدمات

تصنیفی خدمات

اشاعتی خدمات

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی ذات علیم وخبیر نے حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ صابر کو علوم ظاہری و باطنی دونوں سے نواز رکھا تھا۔ آپ کا ایک ہاتھ علوم دینیہ پر تھا تو دوسرا علوم عصریہ پر تھا۔ اس لیے آپ اپنے دور کے دعوتِ دین کے تقاضوں اور اس کی حکمتوں سے خوب آگاہ تھے۔ اس لیے آپ نے تبلیغ اسلام، دعوتِ دین کے لیے تقریر کے ساتھ قلمی میدان میں بھی خدمات سرانجام دیں اور اپنی خداداد قلمی وتحریری دونوں صلاحیتوں کو دعوتِ دین کے ذریعے کے طور پر استعمال کیا۔

آپ کی ان علمی خدمات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1- تصنیف وتالیف۔

2- کتب دینیہ کی اشاعت۔

آثار علمی (تصانیف):

شبانہ روز کی دعوتی وتبلیغی اور روحانی بے پناہ مصروفیات کے باوجود آپ نے قلم و قرطاس کے ساتھ بھی رشتہ استوار کئے رکھا اور وصال کے وقت جہاں آپ نے پس ماندگان اور ہزاروں مریدین چھوڑے وہاں آپ نے علمی ترکہ میں علم وروحانیت سے معمور تصانیف بھی چھوڑی ہیں۔

حضرت شاہ صاحب نیک سیرت درویش اور ایک شفیق مصلح تھے۔ اس لیے اصلاح احوال ہمدردی اور خیر خواہی کا جو رنگ آپ کے مواعظ میں ہوتا تھا وہی رنگ آپ کی تحریر میں بھی جھلکتا تھا۔ ذیل میں آپ کی مشہور تصنیف ''مشیر نوجواناں'' سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو کہ اللہ کا مرد صالح اور نونہالانِ قوم کا بہی خواہ ایک داعی حق کس عمدہ اور پیارے انداز میں اخلاق کی اصلاح کرنے کی کوشش کرتا ہے:

''اے بھائیو! سمجھو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ گناہوں کے کفارہ کی فکر اسی جگہ کرلو، یہاں

Marfat.com

تکلیف برداشت کرلو، وہاں کے عذاب سے بچو۔ دنیا میں برائی اور بدی کی تدبیر ہوسکے گی۔ آخرت میں سوائے سزا اور رسوائی کے کچھ بن نہیں پڑے گا۔ یہاں کی یہ پچاس برس کی مصیبت وہاں کی پل بھر کی تکلیف سے نسبت نہیں رکھتی۔ یہ تکلیف تو کسی صورت گزر جاتی ہے لیکن وہ قائم رہتی ہے بلکہ بڑھتی جاتی ہے۔

قارئین کرام! نشہ سے آدمی بے عقل ہو جاتا ہے اور برائی بے حیائی کے کام بلاخوف وخطر کر گزرتا ہے مگر ہوش آنے پر، نشہ اترنے پر پھر نادم ہونا بے سود ہے۔ اس لیے پہلے ہر فرزند آدم کو عاقبت اندیشی سے کام لینا چاہئے۔ شراب و زناء سے بچنا چاہئے تاکہ ہر طرح کی رسوائی اور ندامت سے محفوظ رہ سکے۔''[۵۰]

حضرت شاہ صاحب کی علمی خدمات کے حوالے سے اب تک جن قلمی شہ پاروں تک راقم کی رسائی ممکن ہوسکی ہے وہ درج ذیل ہیں:

1- مجموعہ وظائف بمعہ مسبعات عشرۃ:

مسبعات عشرہ اور چالیس مجرب وظائف کا مجموعہ جو بالخصوص سلسلہ عالیہ خواجگان قصوریہ حضوریہ میں بیعت کرنے والے سالکین کو ان کی روحانی تعلیم وتربیت کے لیے تلقین کئے جاتے ہیں۔ کو آپ نے اعراب اور ترجمہ کے ساتھ بڑے اہتمام سے شائع کیا۔ حضرت قبلہ شاہ صاحب نے ان وظائف کی اس عاجز راقم الحروف کو اپنے دستخطوں کے ساتھ خصوصی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

2- درود مستغات شریف:

درود شریف مذکورہ اولیاء کاملین بالخصوص خواجگان قصوریہ کا معمول بہ رہا ہے جس کے پڑھنے سے بے حد و شمار روحانی فیوضات و برکات حاصل ہوتی ہیں اور مستقل طور پر پڑھنے سے سرکار ابد قرار ﷺ کا دیدار حاصل ہوتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے اپنے بزرگوں کے اس روحانی تحفے کو عام فہم اردو ترجمے اور فوائد کے ساتھ شائع کیا۔

Marfat.com

3-مشیر نوجواناں:

جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ کتاب نئی نوجوان نسل کی اخلاقی و روحانی تربیت اور اصلاح کے لیے لکھی گئی جس کے ایک ایک حرف سے اصلاح کا جذبہ نمایاں نظر آتا ہے۔ یہ کتاب نوجوان نسل کے لیے نسخہ کیمیا کی حیثیت رکھتی ہے۔

4-سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

خلیفہ اول حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے احوال و مقامات اور تبلیغ و اشاعتِ دین میں آپ کی خدمات کا ایک خوبصورت تذکرہ جو پہلے ماہنامہ رضوان لاہور میں بالاقساط شائع کیا گیا اور بعد میں رسالے کی صورت زیور طبع سے آراستہ کیا گیا۔

5-خیر التابعین حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ:

یہ مختصر رسالہ خیر التابعین حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب اور روحانی مقامات و مراتب کے بیان میں مرتب کر کے شائع کیا گیا۔

6-حقیقت صلوٰۃ:

نماز کے روحانی اور بدنی فوائد پر مشتمل ایک ضخیم کتاب جس میں عباداتِ اسلامی میں سے اہم ترین عبادت نماز کی ضرورت، اہمیت، مسائل، ترک نماز پر وعیدات، نمازی کے لیے انعامات و بشارات اور اس کے روحانی فیوضات کو بڑے ہی دلنشیں انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

7-چالیس احادیث مبارکہ:

مختلف اصلاحی اور اخلاقی تعلیمات پر مشتمل حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس ارشاداتِ گرامی مع مختصر اور ضروری تشریحات کے ساتھ بیان کی گئیں ہیں۔

8-مقالہ:

روحانی تربیت کے لیے قرآن مجید کے معارف پر مشتمل ایک رسالہ جس کے آخر میں

Marfat.com

حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح بھی شامل اشاعت ہے۔

9-قرآن حکیم:

قرآن مجید کے تعارف، اس کی تلاوت کے روحانی و مادی فوائد اور اس کی دعوت آگے پہنچانے کے دینی و دنیوی فوائد کے بیان میں ایک خاصے کی چیز ہے۔

10-تذکرہ خواجہ خواجگان غلام محی الدین دائم الحضوری پیر قصوری:

حضرت خواجہ دائم الحضوری قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے احوال ومقامات کے بیان پر مشتمل رسالہ ہے اس رسالہ میں ایک مضمون مورخ شہیر محمد صادق قصوری کا بھی شامل اشاعت ہے۔ جبکہ حضرت مولانا غلام رسول گوہر قصوری کا منظوم نذرانہ عقیدت ''قصیدہ درشان خواجہ خواجگان غلام محی الدین دائم الحضوری قصوری قدس سرہٗ'' کے عنوان سے بھی رسالہ کی زینت بنایا گیا ہے۔

11-سید عبد القادر جیلانی کے چالیس ارشادات:

میراں محی الدین سیدنا غوث اعظم جیلانی کے علمی جواہر پاروں سے چالیس منتخب ارشادات کا ایک خوبصورت مجموعہ۔

12-ارشاداتِ عالیہ پیر طریقت سید علی احمد شاہ صاحب:

مولانا غلام رسول گوہر قصوری ایڈیٹر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور نے حضرت شاہ صاحب کے ملفوظات وارشادات پر مشتمل یہ رسالہ بزم طریقت مخدومیہ حضوریہ قصور کی طرف سے شائع کیا۔

13-قول الحق فی رویۃ الحق:

رسالہ مذکورہ کا تعارف حضرت مولانا غلام رسول گوہر جماعتی نقشبندی قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

''قیامت کے دن ایمان داروں کے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مسئلہ اہل سنت و الجماعت اور معتزلہ کے مابین متنازعہ فیہ ہے۔ اس کتاب میں اس مسئلہ کی

Marfat.com

حقیقت کو دلائل باہرہ سے حضرت پیر سید علی احمد شاہ صاحب مدظلہٗ نے ثابت کیا ہے اور منکرین کو مسکت جواب دیا ہے۔''

14- مختصر حالات پیر روشن ضمیر سید نذیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

اپنے والد گرامی کے حالاتِ زندگی پر مشتمل رسالہ جو حضرت نے کمال شفقت و محبت کے ساتھ قلمی نسخہ ہی اس عاجز راقم کو عنایت کر دیا تھا جس کو بعد میں ''سوانح نذیری'' کے نام سے شائع کیا گیا۔

اشاعتی خدمات:

حضرت صاحبزادہ سید علی احمد شاہ صابر قدس سرہٗ العزیز اپنی حیات مبارکہ میں مختلف علمی سرگرمیوں کی سرپرستی بھی فرماتے رہے ہیں۔ ان کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے:

دروس قرآن:

جامع مسجد حوض والی کوٹ بدر دین خاں قصور میں ایک طویل عرصہ تک خود درس قرآن ارشاد فرماتے رہے۔ اس کے علاوہ راقم کی یادداشت کے مطابق درج ذیل مقامات پر آپ کی زیر سرپرستی دروس قرآن کے حلقے قائم تھے:

1- جامع مسجد کوٹ اندرون قصور، حضرت ابوالسرور مولانا منظور احمد نوری مرحوم۔

2- جامع محمدی مسجد (المعروف ببراں والا) کوٹ بدر دین خاں قصور، حضرت مولانا غلام رسول گوہر مرحوم۔

3- جامع مسجد نور سرکلر روڈ قصور، حضرت مولانا ابوالسرور منظور احمد نوری مرحوم

محافل گیارہویں شریف تو شہر بھر کی اکثر مساجد میں آپ کی زیر سرپرستی منعقد ہوتی تھیں جن میں آپ بذاتِ خود تشریف لے جا کر سامعین کو اپنے مواعظ حسنہ سے نوازتے تھے۔

ان کے علاوہ کتابوں کی اشاعت کی صورت میں جو دینی خدمات آپ کی سرپرستی میں سرانجام پائیں ان میں سے صرف چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

Marfat.com

1 - مرأۃ الجمال: (شرح تحفہ رسولیہ) مولانا غلام رسول گوہر جماعتی

حضور پر نور ﷺ کا حلیہ مبارکہ کتب حدیث میں مرقوم ہے۔ خواجہ خواجگان حضرت مولانا غلام محی الدین دائم الحضوری قصوری نے بھی اپنی کتاب تحفہ رسولیہ میں جو سرور کائنات کے اخلاق و معجزات پر مشتمل ہے اور فارسی نظم میں ہے حضور ﷺ کے حلیہ شریفہ 72 اشعار میں بیان کیا ہے۔ عامۃ الناس چونکہ فارسی سے نابلد ہیں اس لیے شارح مولانا غلام رسول گوہر مرحوم نے حضرت شاہ صاحب کے ایماء اس کو اردو کا لباس پہنا کر اور عام فہم زبان میں اس کی تشریح کر کے مکتبہ مخدومیہ حضوریہ کوٹ بدر دین خاں قصور کے زیر اہتمام شائع کیا یوں خواجہ صاحب کا علمی مقام لوگوں پر پہلی مرتبہ آشکار ہوا۔

2- احسن الکلام گوہر نظام: مترجم: حضرت مولانا غلام رسول گوہر نقشبندی جماعتیؒ

خواجہ خواجگان مولانا غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری کے عربی، فارسی اور پنجابی منظوم کلام کا رواں اور سلیس اردو زبان میں ترجمہ اور تشریح بھی علامہ گوہر جماعتی مرحوم کے قلم سے انجمن مخدومیہ حضوریہ قصور شہر نے شائع کیا۔

3- کشف الابہام عن مسائل محرم الحرام: مصنف: مولانا غلام رسول گوہر جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

مسائل محرم الحرام اور فضائل عاشورہ سے متعلق حضرت علامہ غلام رسول گوہر جماعتی قصوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نفیس اور عمدہ رسالہ ہے۔ اس رسالہ کے آخر میں حضرت شاہ صاحب کے چند ملفوظات بھی شامل اشاعت ہیں۔

4- غوث اعظم رضی اللہ عنہ: گیارہویں شریف، حضرت مولانا غلام رسول گوہر نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

یہ رسالہ بھی علامہ گوہر مرحوم کی تصنیف ہے جو انجمن مخدومیہ حضوریہ قصور کی طرف سے شائع کیا گیا۔ اس میں حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب اور گیارہویں شریف کے استحباب پر دلائل قاہرہ کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔

5- منقبت حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ: خواجہ دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں منظوم نذرانہ عقیدت جو حضرت خواجہ غلام محی

Marfat.com

الدین قصوری کا اثر خامہ ہے۔ چھپوا کر ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔

6- سوانح نذیری: علامہ پروفیسر محمد الیاس اعظمی

شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد پیر سید نذیر احمد شاہ قصوری نقشبندی مجددی کے حالات و واقعات کو ایک مربوط مضمون کی صورت میں جمع کیا تھا جو بعد میں راقم کی درخواست پر انتہائی شفقت فرماتے ہوئے اپنا قلمی نسخہ اسے عطا کر دیا۔ راقم نے اس میں بعض مفید اضافہ جات کر کے 1986ء میں ''سوانح نذیری'' کے نام سے حضرت شاہ صاحب کی سرپرستی میں شائع کر کے عام کیا۔

7- مختصر حالاتِ زندگی خواجہ سید نذیر احمد شاہ قصوری: حافظ شوکت الفریدی مرحوم

حضرت سید نذیر احمد شاہ، صاحب کے احوال و واقعات پر مشتمل یہ ایک رسالہ حافظ شوکت الفریدی مرحوم نے مرتب کر کے شائع کیا۔

8- فیوضاتِ حضوری: ماسٹر محمد رمضان و ڈاکٹر عمر حیات

سلسلہ عالیہ مخدومیہ حضوریہ قصوریہ کے خاص اوراد و وظائف اور درود مستغاث شریف کا مجموعہ دارالعرفان بستی چراغ شاہ قصور کی طرف سے شائع کیا گیا۔

انجمن مخدومیہ حضوریہ کا قیام:

دینی و مذہبی موضوعات پر لٹریچر کی اشاعت کے لیے ''انجمن مخدومیہ حضوریہ'' کے نام سے باقاعدہ ایک اشاعتی ادارہ بھی آپ کی سرپرستی میں کام کرتا رہا ہے۔ اس انجمن کے قیام کے بعد اس کے مقاصد کو ایک اشتہار کی صورت میں مشتہر کیا گیا جس میں لکھا گیا:

''یہ انجمن مخدوم اہل سنت والجماعت حضرت پیر سید علی احمد شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ مخدومیہ دامت برکاتھم کی سرپرستی میں قائم کی گئی ہے۔ اس انجمن کا نصب العین صرف تبلیغ دین اور لوگوں کو اسلامی و مذہبی معلومات مہیا کرنے کے لیے دینی کتب کے اردو تراجم اور کتب تصوف کی اشاعت ہے، فی الحال اس انجمن کی زیر نگرانی ایک شعبہ نشر و اشاعت اور ایک شعبہ فتویٰ نویسی کا قائم کیا

Marfat.com

گیا ہے۔ اطراف واکناف سے جو سوالات واستفتاء آئیں گے ان کا جواب فتویٰ کی صورت میں دینے کے لیے شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ جملہ یاران طریقت کو چاہیے کہ وہ انجمن ہذا کا رکن بنیں اور مالی طور پر حسب المقدور اس کی اعانت میں کوتاہی نہ کریں۔"

مہتمم شعبہ نشر واشاعت انجمن ہذا

"بیک ٹائٹل کشف الابہام عن مسائل محرم الحرام"

1- نور وظہور (ماہنامہ) ایڈیٹر محمد علی ظہوری قصوری مرحوم۔

2- الحبیب (ماہنامہ) مدیر اعلیٰ مولانا محمد شریف نوری قصوری مرحوم بھی آپ کی سرپرستی میں شائع ہوتے رہے۔

Marfat.com

روحانی خدمات

حضرت صاحبزادہ پیر سیّد علی احمد شاہ قصوری قدس سرہ النوری مشائخ کے گھرانے کے فرد فرید ہونے کے ساتھ ایک شیخ کامل اور پیر طریقت بھی تھے۔اس لیے جہاں آپ دعوت و تبلیغ کے ذریعہ ظاہری اعمال کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتے رہے ہیں۔وہاں پر طبیب روحانی اور امراض باطنیہ کے ماہر معالج کی حیثیت سے نفوس انسانی کا روحانی تزکیہ بھی کرتے تھے۔سالکین و طالبین کی رشد و ہدایت کے لیے آپ بالعموم جو اسلوب و طریقہ اختیار فرماتے اس کا مختصر جائزہ آئندہ سطور میں پیش کیا جارہا ہے۔

تصوف واخلاق

تصوف جس کا دوسرا نام علم الاخلاق بھی ہے ہمیشہ سے اہل اللہ کے مواعظ وارشادات کا ایک اہم موضوع رہا ہے۔حضرت شاہ صاحب بھی اسی قافلۂ عشق ومستی کے ایک فرد تھے۔ اس لیے ایک مبلغ کی حیثیت سے جب بھی آپ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوتے تو عام طور پر آپ کے مواعظ کا موضوع تعمیر اخلاق اور تہذیب نفس ہوتا تھا۔آپ معاشرتی زندگی کے اندر پائی جانے والی اخلاقی برائیوں اور ان کے نقصانات کو بیان کرتے بالخصوص ہر برائی جو خواہ انفرادی کردار میں پائی جاتی یا معاشرے کے اندر من حیث المجموع پائی جاتی آپ اس کے روحانی نقصانات کی نشاندہی فرماتے اور اس کی اصلاح پر زور دیتے۔آپ کے واعظ اور خطبات کا مخاطب عام طور نوجوان طبقہ ہوتا تھا۔آپ اس طبقے کو براہ راست مخاطب کر کے اعتقادی اصلاح کے ساتھ ان کے سیرت وکردار اور فکر وعمل کی اصلاح پر زیادہ زور دیتے تھے۔آپ کے خطابات اور مواعظ کے موضوعات عام طور پر یہ ہوتے تھے۔

Marfat.com

خوف الٰہی اور اس کے ثمرات۔

عشق رسول ﷺ ہی اصل ایمان ہے۔

والدین کے حقوق اور ان کی خدمت کے دینی و دنیاوی فائد۔

غرور و تکبر اور ریا کاری کی مذمت۔

حقوق العباد کی دینی و سماجی اہمیت۔

روحانی بیماریوں سے بچاؤ کیسے ممکن ہے؟

محبت اولیاء و صلحا تزکیۂ نفوس کا ایک اہم ذریعہ۔

غرض یہ کہ آپ بیک وقت مبلغ و مربی کا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔

درس مثنوی

مثنوی مولائے روم جس کو اہل نظر ہمیشہ ان الفاظ میں ارمغان محبت پیش کرتے ہیں۔

مثنوی مولوی معنوی

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

مثنوی شریف میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جو حقائق و معارف بیان فرمائے ہیں ان سے وہی لوگ آگاہ ہیں جو اس راہ کے مسافر ہیں۔ ہر ماوشما کا طائرفہم وہاں تک پرواز نہیں کر سکتا۔ جہاں تک حضرت رومی کا فکر محو پرواز ہے۔ جب سے یہ منتخب روزگار کتاب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی ہے۔ اس دور سے لے کر آج تک اہل بصیرت اس گنجینۂ معارف کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنائے ہوئے ہیں۔ وہ ہمیشہ اس کا درس دیتے رہے۔ اس کے معانی و معارف کو بیان کرتے رہے۔ اس کے مطالب و مفاہیم طالبین جادۂ معرفت کے قلوب واذہان میں اتارتے رہے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب نے بھی اسی قافلہ تصوف کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اسلاف کے اس سلسلہ کو جاری رکھا اور مثنوی مولوی معنوی کا درس دیتے رہے۔ یہ اگرچہ مستقل معمول نہ تھا مگر اکثر ہوتا تھا۔ آپ کو مثنوی شریف اتنی کثرت کے ساتھ یاد تھی کہ شاید ہی آپ کا کوئی خطاب ایسا ہوتا ہو گا۔ جو مثنوی شریف کے اشعار سے خالی ہوتا ہو۔ اگر یہ کہا

Marfat.com

جائے کہ آپ کو مثنوی شریف سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا تو اس میں کوئی مبالغہ ہوگا اور نہ جھوٹ ہوگا۔

کلام اقبال سے محبت

حضرت مولوی معنوی مولانا روم کے مرید روحانی حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ علامہ مرحوم نے اپنے الہامی کلام اور فکر ونظر کے ذریعہ سے امت کے عروق مردہ میں حیاتِ نو کو پیدا کر دیا ہے۔

حضرت اقبال کی شاعری کا غالب حصہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حرکی درس پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت رومی کی مثنوی کی طرح ان کے مرید حضرت اقبال کے کلام کو بھی وہ شہرت عطا کی ہے کہ بعد میں آنے والے شعراء میں سے کوئی بھی شاعر مقبولیت وشہرت کی ان بلندیوں کو نہیں چھو سکا۔

حضرت شاہ صاحب کو کلام اقبال سے گہری دلچسپی اور لگاؤ حاصل تھا۔ بالخصوص اقبال کا فارسی کلام تو انہیں از بر تھا۔ امت کی زبوں حالی، عمل سے دوری اور قبلہ محبت مکین گنبد خضریٰ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق عشق ومحبت کی کمزوری اور اس کے عواقب ونتائج پر حضرت اقبال نے جس دل دردمندی کے ساتھ تبصرہ کیا ہے اور امت کو بیدار کیا ہے۔ شاہ صاحب بالخصوص نوجوان نسل تک اقبال کا وہ پیغام پہنچاتے رہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ موجودہ دور زوال میں مقصد حیات کو پانے اور ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کے لیے نوجوانوں کو بیہودہ اور فضول لٹریچر کا مطالعہ کرنے کی بجائے خصوصیت کے ساتھ تین چیزوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

۱-قرآن پاک۔۲-سیرت طیبہ۳-کلام اقبال

حقیقت یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب کا تجویز کردہ یہ نسخہ بڑا ہی قابل عمل اور نتیجہ خیز ہے۔

ماہانہ محفل ذکر

وابستگان سلسلۂ عالیہ مخدومیہ حضوریہ قصوریہ کی روحانی تعلیم وتربیت اور دینی راہنمائی

Marfat.com

کے لیے انفرادی تربیت کے علاوہ اجتماعی تربیت کا بھی خاطر خواہ انتظام کیا گیا۔ اس سلسلہ میں مہینہ میں دو مرتبہ روحانی محفل ذکر وفکر باقاعدگی کے ساتھ منعقد کی جاتی رہی۔ پہلی محفل ہر ماہ چاند کے پہلے جمعہ کو بعد از نماز عصر تا نماز مغرب دربار عالیہ حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملحقہ مسجد میں ہوتی۔ جس میں تلاوت ونعت کے بعد ایک مقررہ موضوع پر حضرت صاحبزادہ سیّد علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ علمی وفکری اور روحانی و وجدانی مواعظ حسنہ سے شرکاء محفل کو مستفیض فرماتے اوراس کے بعد اجتماعی طور پر ذکر بالجہر کیا جاتا اور آخر میں رقت آمیز دعا کے ساتھ محفل اپنے اختتام کو پہنچتی۔

دوسری محفل ہر قمری مہینہ کے تیسرے جمعہ کو پہلے ایک طویل عرصہ تک جامعہ مسجد کوٹ اندرون میں اور بعد ازاں تاحال جامعہ مسجد حوض والی اندرون کوٹ بدرالدین خاں قصور میں منعقد ہوتی ہے۔ اس میں بھی تلاوت ونعت' وعظ اور اجتماعی طور پر محفل ذکر کا انعقاد ہوتا ہے۔

یہ محفل بڑے باباجی حضرت شاہ صاحب کے صاحب فراش ہونے کے بعد وصال سے اب تک موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ پیر سیّد عمران احمد شاہ ولی مدظلہ کی نگرانی و سرپرستی میں منعقد ہوتی ہے۔ ان دونوں محافل میں ملک بھر کے دور دراز کے علاقہ جات میں پھیلے ہوئے وابستگان سلسلہ حاضر ہو کر مشائخ سلسلہ کے روحانی فیوضات سے فیض یاب ہوتے ہیں اور روحانی تسکین پاتے ہیں۔ بلا مبالغہ یہ محفل روحانی کیفیات سے معمور ہوتی ہے۔ راقم ایک طویل عرصہ تک اس پُرکیف روحانی محفل میں شریک ہو کر روحانی استفادہ کرتا جا رہا ہے۔ کسی نے یہ سچ کہا ہے کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

سرکار غوثیت مآب سے والہانہ عشق

تمام سلاسل طریقت کے مشائخ کا اس پر اجماع ہے کہ قطب ربانی' غوث صمدانی میراں محی الدین شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیض اور مہر کے بغیر کسی کو مقام ولایت نصیب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولیاء میں وہی مقام عطا کیا ہے جو انبیاء کرام

Marfat.com

حضور سیّد عالم ﷺ کو حاصل ہے۔

غوث اعظم درمیانِ اولیاء (رضی اللہ عنہ)

چوں محمد درمیانِ انبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ سلاسل اربعہ میں مجاز تھے مگر ان میں سے قادری اور نقشبندی طریق میں زیادہ بیعت فرماتے تھے۔ لیکن آپ کا ذاتی اور غالب رجحان سلسلہ قادریہ کی طرف تھا۔ اس لیے عام طور پر قادری سلسلہ میں مریدین کی بیعت لیتے تھے۔ لیکن اگر کوئی سالک کسی دوسرے سلسلہ کی خواہش ظاہر کرتا تو اسے اسی میں داخل سلسلہ فرماتے تھے۔

محبوب سبحانی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ دوران گفتگو جب کبھی آپ کا ذکر مبارک چھڑ جاتا تو فورِ محبت میں آپ کی بے ساختگی، وارفتگی کا عالم دیدنی ہوتا تھا۔ فیضان غوثیت مآب کا ذکر کرتے آپ کی آواز گلوگیر ہو جاتی اور آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے۔ جب بھی کسی خوبی اور کمال کا ذکر کرتے تو اس کی اپنی طرف نسبت کرنے کی بجائے ہمیشہ یہ کہتے کہ یہ میرے اللہ کی رحمت اور میرے غوث کا کرم اور مہربانی ہے۔ آپ بڑے فخر کے ساتھ کمالاتِ غوثیہ کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ

> ''تقدیر معلق تو دعا اور صدقہ سے بدل جاتی ہے لیکن تقدیر مبرم نہیں بدلا کرتی۔ مگر میرے اللہ نے میرے غوث کو یہ قوت اور طاقت بخشی ہے کہ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ تقدیر مبرم کو بھی بدل دیتا ہے۔''

پھر سند اور حوالے کے طور پر شیخ سنان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان کے استاد ملا طاہر لاہوری کا واقعہ بیان کرتے۔''

آپ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی غوثیت کبریٰ اس وجدانی کیفیت کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے کہ سامعین میں صاحب نسبت لوگ فیضان غوثیہ کی بارش برستی محسوس فرماتے۔

آپ کا یہ بھی معمول تھا کہ جب کوئی مرید یا عقیدت مند اپنی کسی مشکل کا اظہار کرتا تو آپ اس کو گیارہویں شریف کا ختم دلا کر حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ مبارکہ سے دعا

Marfat.com

کرنے کی تلقین فرماتے۔ جب مرید آپ کی ہدایت کے مطابق عمل کرتا تو اللہ تعالیٰ اس سائل کی مشکل کو حل کر دیتا۔

یا شیخ سیّد عبدالقدار جیلانی شیاءً للہ

حضرت شاہ صاحب کے معمولات میں یہ وظیفہ بھی شامل تھا۔

"یا شیخ سیّد عبدالقدار جیلانی شیاءً للہ"

جب بھی کوئی مرید اور سالک نسبت قادریہ کی پختگی اور حوائج و مشکلات سے نجات کے لیے عرض کرتا تو آپ اسے کثرت کے ساتھ یہ وظیفہ پڑھنے کی خصوصی تلقین فرماتے اور بعض کے لیے ایک خاص تعداد بھی مقرر فرما دیتے تھے۔

سلام بحضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

صاحبزادہ پیر سیّد علی احمد شاہ قدس سرہ کو سرکار غوثیت مآب سے کس قدر محبت تھی۔ اس کا انداز ذیل کے سلام سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو آپ خود اپنے آقائے ولی نعمت کی بارگاہ میں پیش کرتے تھے اور مریدین کو بھی خصوصی طور پر پڑھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

السلام علیک سیّد محی الدین امر اللہ

السلام علیک سیّد اولیاء محی الدین امان اللہ

السلام علیک شیخ محی الدین فضل اللہ

السلام علیک باب محی الدین نور اللہ

السلام علیک غوث محی الدین قطب اللہ

السلام علیک سلطان محی الدین سیف اللہ

السلام علیک شاہ محی الدین قدس اللہ

السلام علیک خواجہ محی الدین برہان اللہ

رفع حاجات رفع مشکلات کے لیے یہ وظیفہ نماز عصر کی سنتوں سے پہلے پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔

Marfat.com

دارالعرفان کا قیام

انفرادی اور اجتماعی اصلاح اور تربیت روحانی کے لیے حضرت شاہ صاحب نے مختلف مقامات پر باقاعدہ طور پر ''دارالعرفان'' کے نام سے مراکز قائم کیے۔ جہاں پر وابستگانِ سلسلۂ عالیہ مخدومیہ حضوریہ قصوریہ کی اخلاقی و روحانی تربیت کا عملی پروگرام پیش کیا جاتا تھا۔

دارالعرفان میں بالخصوص ہفتہ وار محفل ذکر ہر جمعرات بعد از نماز عشاء منعقد کی جاتی۔ اس محفل میں مقررہ مخصوص وظائف ختم خواجگان پڑھنے کے علاوہ تزکیۂ نفس اور تطہر قلب کے لیے ذکر خفی اور ذکر جلی کی محفل بھی ہوئی۔ اس قسم کی محافل میں حضرت بڑے پیر شاہ صاحب خود بنفس نفیس تشریف فرما ہوتے اور اپنے مواعظ حسنہ تلقین و ارشاد کے ذریعہ دلوں کے زنگ کو دور کرتے۔ ان محافل کی روحانی کیفیات کا عالم دیدنی ہوتا تھا۔

دارالعرفان حقیقی معنوں میں معرفت الٰہی کے مراکز تھے۔ گناہوں میں لت پت لوگ جب صدق دل سے تائب ہو کر ان محافل میں شریک ہوتے تو آنکھوں سے بہنے والے آنسو اس بات کا پتا دیتے تھے کہ اللہ والے کی محفل میں انوار الٰہی کی بارش سے دل کی کھیتی سیراب ہوئی ہے۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

قصور میں ذکر و معرنت الٰہی کا یہ سرچشمہ پیر طریقت صاحبزادہ سیّد علی احمد شاہ قدس سرہ کے مرید مخلص اور محبّ صادق ماسٹر حاجی محمد رمضان قادری اور فنا فی الشیخ ڈاکٹر عمر حیات قادری کی نگرانی میں بستی چراغ شاہ قصور میں قائم کیا گیا۔ جہاں ہر جمعرات بعد از نماز عشاء روحانی محفل ذکر و نعت منعقد کی جاتی ہے۔ سلسلہ عالیہ مخدومیہ حضوریہ قصوریہ سے وابستہ اہل عقیدت اور سکون وطمانیت کے طالبین کثرت کے ساتھ اس محفل میں شریک ہو کر ذکر الٰہی کے آب مصفّٰی کے ساتھ اپنے دلوں کو صیقل کرنے اور اپنی روح کی سیرابی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ بنفس نفیس اس روحانی محفل میں جلوہ افروز ہوتے اور براہ راست مریدین و متوسلین کی روحانی تربیت اور تزکیۂ نفس فرماتے۔

Marfat.com

خصوصی محفل کے وظائف

حضرت شاہ صاحب نے مریدین و متوسلین کی روحانی ترقی کے لیے سلسلہ مخدومیہ حضوریہ کے وظائف کو بھی مرتب کر رکھا تھا۔ یہ وظائف دو طرح کے تھے۔

۱۔ خصوصی وظائف جو خصوصی محافل میں پڑھے جاتے تھے۔

۲۔ عمومی وظائف جو عام اوقات میں ہر خاص و عام کو پڑھنے کی ہدایت کی جاتی تھی۔

خصوصی محفل میں پڑھے جانے والے وظائف یہ تھے۔

☆ گناہوں سے توبہ اور معافی کے لیے درود شریف ابراہیمی گیارہ مرتبہ۔

☆ درود شریف الصلوٰة و السلام علیك یا رسول اللّٰه 'الصلوٰة و السلام علیك یا حبیب اللّٰه ننانوے مرتبہ

☆ نفی اثبات لا اله الا اللّٰه ایک سو مرتبہ

☆ اس ذکر کو اس طریقہ سے پڑھیں کہ ہر 33 بار کے بعد الٰهی انت مقصودی ورضاك مطلوبی تین مرتبہ پڑھیں۔

☆ آیہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً تین بار پڑھیں اور اس کے بعد سانس روک کر اللہ ہو 100 بار کہیں۔

☆ یا اللّٰه یا رحمن 100 مرتبہ

☆ یا ذوالجلال والاکرام 100 مرتبہ

☆ اللّٰه الصمد 100 مرتبہ

☆ یا صمدی 21 مرتبہ

☆ انت الهادی انت الحق لیس الهادی الا هو 100 مرتبہ

دائیں منہ پھیر کر یا حی اور بائیں منہ پھیر کر یا قیوم 99 مرتبہ پڑھیں۔ درمیان میں ہر 33 بار پڑھنے کے بعد تین بار برحمتك نستغیث پڑھیں۔

☆ یا نور نوّر قلوبنا 33 بار پڑھیں پھر اللّٰهم یسر لنا امورنا 33 بار پڑھیں پھر اللّٰهم حصل مرادنا 33 بار پڑھیں پھر یا رسول اللّٰه انظر حالنا فسهل یا

Marfat.com

الٰهی کل صعب بحرمة سیّد الابرار سهل 100 مرتبہ

☆ اللهم انی اسئلك باسمئك التی لا اله الا هو علیك توکلت وهو رب العرش العرش العظیم 7 مرتبہ

☆ سبحان الله وبحمدهٖ سبحان الله العظیم استغفر الله 7 مرتبہ

☆ بسم الله الرحمن الرحیم یا الله یا رحمن یا رحیم دل مار کن مستقیم بحق ایاك نعبد وایاك نستعین 7 مرتبہ

☆ یا سلام 111 مرتبہ

☆ یا قادر کرم فرما برائے سیّد عبدالقادر 111 مرتبہ

☆ یا نور نور قلبی بنور معرفتك 11 مرتبہ

اجازت نامہ

احقر العباد سیّد علی احمد شاہ بن امام السالکین حضرت مخدومنا خواجہ سیّد نذیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ الحسنی والحسینی سجادہ نشین خانقاہ شریف مخدومیہ حضوریہ (قصور) مندرجہ بالا اورادو وظائف کی اپنے جملہ متوسلین اور مریدین کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اسے طریقہ مذکورہ سے پڑھا کریں اوران کے روحانی فوائد سے بہرہ افروز ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کواس کی توفیق دے۔ (آمین)

چالیس مجرب وظائف

چالیس مجرب وظائف کا مجموعہ جومختلف اوقات میں حضرت شاہ صاحب قدس سرہ معمول کے طور پر پڑھتے مسبعات عشرۃ کے ساتھ جمع کئے گئے جو عام طور پر تمام لوگوں کو پڑھنے کی اجازت تھی۔ جوخواہ باقاعدہ شامل سلسلہ ہوتے یا محبت کرنے والے ہوتے تھے۔ ذیل میں صرف چند وظائف نقل کئے جا رہے ہیں۔ خواہش مند حضرات شاہ صاحب کے مجموعہ کی طرف رجوع کریں۔

ان وظائف کی ابتداء میں حضرت قبلہ شاہ صاحب نے اپنی طرف سے اجازت نامہ یوں رقم فرمایا ہے:

Marfat.com

''بعونہٖ تعالیٰ فقیر پر تقصیر کو اپنے بزرگوں سے جو فیض ملا ہے ان میں سے چند تحائف غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نیاز مندوں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تاکہ وہ بھی ہر طرح کا فائدہ حاصل کر سکیں۔ ہر وظیفہ شروع کرنے سے پہلے دو رکعت نماز توبہ پڑھیں تاکہ جلد فائدہ حاصل ہو۔'' فقیر سیّد علی احمد صابر (سبعات عشرۃ ص۱۰)

☆ روحانی ترقی واستقامت کے لیے

یا اللہ یا حق یا مبین یا نور نور قلبی بنور معرفتك ابدًا 100 مرتبہ

☆ روزی کی فراخی کے لیے

لا الہ الا اللہ الملك الحق المبین 100 مرتبہ

☆ بیماری سے شفایابی اور صحت کے لیے اول وآخر 6,6 مرتبہ درود شریف

یا حیّ حین لاحیی فی دیمومۃ ملکہٖ وبقائہٖ یا حی 200 مرتبہ

☆ روحانی سکون اور برکت کے لیے

سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ 111 مرتبہ

☆ ہر قسم کی پریشانی سے نجات کے لیے

یا حی یا قیوم برحمتك نستغیث یا اللہ کثرت کے ساتھ

☆ عزت اور نیک نامی کے لیے صبح کی نماز کے بعد یا عزیز یا حفیظ اکتالیس بار پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے منہ پر ملیں۔ انشاء اللہ ہر مقام پر عزت واحترام حاصل ہوگا۔

کسی بھی مجلس میں باوقار اور آبرو کے ساتھ رہنے کے لیے

☆ یا بدیع العجائب بالخیر ارحمنی الی یوم الدین یا بدوح 41 بار

کسی بھی نیک کام کی تکمیل کے لیے

☆ یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع 313 بار

غلط خیالات اور وسوسوں سے بچنے کے لیے

رب اغفر وارحم وانت ارحم الراحمین

Marfat.com

کثرت کے ساتھ نرینہ اولاد کے لیے

☆ رب هب لی من الصالحین بعد از عشاء 100 مرتبہ

☆ چوروں سے بچاؤ کے لیے

☆ الله لطیف بعبادهٖ الله حفیظ قدیم ازلی حیّ قیوم لاینام

سات بار چاروں اطراف میں یہ اسمائے مبارک پڑھ کر دم کیا کریں۔

☆ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اقدس کے لیے ایک سو (100) مرتبہ درود شریف اول و آخر بسم الله الرحمن الرحیم ایک ہزار (1000) بار سورۃ الکوثر عشاء کی نماز کے بعد پڑھیں اور کسی سے کلام کئے بغیر سو جائیں۔ انشاء اللہ دیدار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوں گے۔

☆ نسبت قادریہ و حضوریہ کی استقامت کے لیے ہر روز گیارہ بار درود شریف اور گیارہ بار یہ پڑھا کریں۔

یا قادر کرم فرما برائے سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

☆ ہر جمعرات کی رات کو اپنے عزیزوں کے لیے سورۃ یٰسین پڑھ کر ایصال ثواب کیا کریں۔

☆ علم کی ترقی کے لیے ”رب زدنی علما ' یا فتاح “ سبق شروع کرنے سے پہلے اول آخر درود شریف پڑھ کر تین مرتبہ پڑھ لیا جائے۔

Marfat.com

وظائف محفل

؎ ذکر حبیب ﷺ کم نہیں وصل حبیب سے

۱- وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً (پ۲۹ رکوع ۱۳)

ترجمہ: ''اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔''

۲- نفی اثبات لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک سو ایک مرتبہ۔ ذکر اسم ذات اللہ ایک سو ایک مرتبہ

۳- یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ ایک سو ایک مرتبہ

۴- درود شریف ابراہیمی گیارہ مرتبہ

۵- درود شریف اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ ننانوے مرتبہ

۶- فَسَهِّلْ يَا اِلٰهِىْ كُلَّ صَعْبٍ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ سَهِّلْ ایک سو ایک مرتبہ

۷- اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِاَسْمَائِكَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ سات مرتبہ

۸- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ سات مرتبہ

۹- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط يَا اَللّٰهُ، يَا رَحْمٰنُ، يَا رَحِيْمُ ۔

۱۰- دل ما راکن مستقیم بحق اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ سات مرتبہ

۱۱- یَا سَلٰمُ ایک سو گیارہ مرتبہ۔ یا قادر کرم فرما برائے سیّد عبد القادر ایک سو گیارہ مرتبہ۔

۱۲- يَا نُوْرُ نَوِّرْ قَلْبِىْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ (نوٹ) یہ دعا گیارہ مرتبہ پڑھنی ہے۔

Marfat.com

اورادووظائف سلسلۂ طریقت مخدومیہ حضوریہ

۱- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۱۰۰ بار

۲- سورۂ اخلاص ۳ بار

۳- درود شریف: اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ ۱۰۰ بار۔

۴- اول کلمہ ۱۰۰ بار، اس طریقہ سے پڑھیں کہ ہر ۳۳ بار کے بعد اِلٰهِیْ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَرِضَاكَ مَطْلُوْبِیْ ۳ بار پڑھیں۔

۵- آیہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً تین بار پڑھیں اور اس کے بعد سانس روک کر اللہ ۱۰۰ بار کہیں۔

۶- اَنْتَ الْهَادِیْ اَنْتَ الْحَقُّ لَيْسَ الْهَادِیْ اِلَّا هُوَ ۱۰۰ بار پڑھیں

۷- دائیں منہ پھیر کر یَا حَیُّ اور بائیں منہ پھیر کر یَا قَيُّوْمُ ۹۹ بار پڑھیں، درمیان میں ہر ۳۳ بار پڑھنے کے بعد تین بار بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ پڑھیں۔

۸- يَا نُوْرُ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا ۳۳ بار پڑھیں۔ پھر اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا ۳۳ بار پڑھیں پھر اَللّٰهُمَّ حَصِّلْ مُرَادَنَا ۳۳ پڑھیں۔

۹- يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا ۱۰۰ بار پڑھیں۔

۱۰- یا قادر کرم فرما برائے عبدالقادر ۱۱ بار پڑھیں۔

۱۱- شرز ایو، لذرعی جوساً، منوعاً، عالماً، طیوسوناً، سلیخاً، ملیخاً، ملقوماً بحق کھٰیٰعٓصٓ وبحق حمٓعٓسٓقٓ ایک بار پڑھیں۔

احقر العباد سیّد علی احمد شاہ بن امام السالکین حضرت مخدومنا خواجہ سیّد نذیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ الحسنی والحسینی سجادہ نشین خانقاہ شریف مخدومیہ حضوریہ (قصور) مندرجہ بالا اورادو وظائف کی اپنے جملہ متوسلین اور مریدین کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اسے طریقۂ مذکورہ سے پڑھا کریں اور ان کے روحانی فوائد سے بہرہ اندوز ہوں' دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔ (آمین)

Marfat.com

شجرۂ شریف

قادریہ' مجددیہ' نقشبندیہ

پیر طریقت' رہبر شریعت' حضرت صاحبزادہ

سید علی احمد صابر شاہ

زیب سجادہ

حضرت خواجہ غلام محی الدین مجددی نقشبندی دائم الحضوری

کوٹ غلام محمد خاں قصور

Marfat.com

شجرۂ قادریہ مجددیہ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو علم الغیب و الشھادۃ ھو الرحمن الرحیم ٥ ھو الذی لا الٰہ الا ھو الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ٥ ھو اللہ الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنی یسبح لہ ما فی السمٰوٰت و الارض وھو العزیز الحکیم ٥ الحمدللہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین ۔ الصلوٰۃ و السلام علی رسولہٖ محمدو آلہٖ اجمعین ۔ اما بعد فھٰذہٖ سلسلتی من مشائخی فی طریقۃ القادریۃ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین الھی بحرمۃ سیّد الکونین ورسول الثقلین حضرت محمدالمصطفی ﷺ ۔

الٰہی بحرمۃ باب مدینۃ العلوم والمطالب امام المشارق والمغارب امیر المؤمنین وامام الاشجعین علی ابن ابی الطالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

الٰہی بحرمۃ امیر المؤمنین حضرت امام ہمام سیدنا حسن رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمۃ حضرت امام سیّد زین العابدین رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمۃ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمۃ وبحق امام حضرت جعفر الصادق رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمۃ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمۃ حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ

Marfat.com

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ الشیخ المعروف الکرخی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ الشیخ خواجہ ابی الحسن سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ الاعظم الشیخ جنید البغدادی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ الشیخ ابی بکر محمد شبلی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ الشیخ ابی الفضل عبدالواحد ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت ابی الفرج طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ الشیخ حضرت ابی الحسن علی الھنکاری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ ابی سعید علی المبارک المخزمی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت الشیخ قطب الربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی

السید الشیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت الشیخ السید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت الشیخ السید شرف قتال رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت الشیخ السید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت الشیخ السید بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت الشیخ السید عقیل رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت السید شمس الدین الصحرائی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت السید گدا الرحمٰن الاول رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت السید شمس الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت السید گدا الرحمٰن الثانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت السید فضیل رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت الشیخ السید کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت شیخ السید عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت الامام الربانی المجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت الشیخ مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ حضرت الشیخ السید غلام علی الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ سلطان العاشقین برہان المعشوقین القائم مقام العبودیۃ قطب الزمان خواجہ خواجگان

حضرت الشیخ الشاہ غلام محی الدین الحضوری القصوری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ قطب الاقطاب زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین مستغرق بحار المعرفۃ والیقین الشیخ عبدالرسول القصوری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ مخزن الصدق والیقین الشیخ السید غلام حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ رئیس المجاہدین سند السالکین برہان الصدق والیقین

حضرت الحافظ السید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ شیخ الاسلام والمسلمین عارف اسرار الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ

حضرت سیّد السادات المرشد الکامل الشیخ السید نذیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمۃ شیخ المشائخ امیر الصابرین والصالحین محبّ الغرباء والفقراء والمساکین الحریق الغریق فی بحر التوحید الشیخ السید علی احمد صابر قدس سرہ العزیز

Marfat.com

منظوم شجرہ قادریہ مجددیہ

اول حمد خداوند عالی
خالق رازق کل دا والی
جس دے در تے خلق سوالی
اکرم افضل رب رحمان
صدقہ حضرت شاہ جیلان
بخشیں مولا نور ایمان

پاک رسول حبیب حقانی
نبی محمد ﷺ رب دا جانی
نبی پیغمبر نہ کوئی ثانی
نازل ہویا پاک قرآن
صدقہ حضرت شاہ جیلان
بخشیں مولا نور ایمان

نبی نوں پاک درود پہنچاواں
مولا علی دی مدد میں چاہواں
شجرہ قادری کھول سناواں
غوث الاعظم رہبر جان
صدقہ حضرت شاہ جیلان
بخشیں مولا نور ایمان

Marfat.com

مسکین دا بھاگ جگایا
پیر سیّد علی احمد شاہ پایا
سید سخی مولا دا سایہ ساہیوال وچہ تخت مکان

صدقہ حضرت شاہ جیلان
بخشیں مولا نور ایمان
پیر سیّد علی احمد امیر
سید نذیر احمد شاہ پایا پیر

غم دے توڑن قفل زنجیر
کر دے کرم مرید تے ان
صدقہ حضرت شاہ جیلان
بخشیں مولا نور ایمان

Marfat.com

شجرہ نقشبندیہ مجددیہ

یا اللہ توں فضل کریں تے فضلوں دیر نہ لاویں
صدقہ پاک محمد ﷺ سرور سانوں عشق جوانی لاویں
حضرت ابوبکر صدیقؓ دے پاروں سانوں جلوے دے دیداروں
حضرت سلیمان فارسی دے پاروں سانوں کر واقف اسراروں
صدقہ حضرت قاسم سانوں دیویں عشق نبی دا
صدقہ حضرت امام جعفر صادق ساڈا کر دے صاف عقیدہ
حضرت بایزید ولی دا صدقہ سن مولیٰ فریاداں
حضرت خواجہ ابوالحسن ولی دے صدقے پایئے سب مراداں
حضرت خواجہ بوعلی پاروں ساڈا 'قلب رہے نت جاری
حضرت خواجہ یوسف پاروں سن ساڈی گریہ زاری
صدقہ حضرت عبدالخالق یا رب خوار نہ کرنا سانوں
صدقہ حضرت محمد عارف' عارف کر دے سب توفیقاں تینوں
کر محمود ولی دا صدقہ دور خیال شیطانی
حضرت علی عزیزاں رامتینی پاروں کر باطن نورانی
صدقہ پیر سماسی کر دے سو کھاراہ شریعت
صدقہ میر کلال خدایا کھولیں راز طریقت

Marfat.com

حضرت بہاؤ الدین شہنشاہ نقشبند اسیں پا خلاصی جایئے
صدقہ شاہ علاؤ الدین عطار خدایا پا منظوری جایئے
چرخی پیر یعقوب طفیلوں میں پا خلاصی جاواں
حضرت خواجہ عبیداللہ دی پاروں ساڈیاں بخشیں کل خطاواں
حضرت خواجہ زاہد پاروں دل دا ذکر سکھائیں
تے درویش محمد ﷺ پاروں چا درویش بنائیں
دس تجلی نور دا اپنے شیخ امکنگی پاروں
صدقہ خواجہ باقی باللہ موڑیں نہ درباروں
حضرت شیخ مجدد الف ثانی دی پاروں دید نبی دی پاواں
دوری دور کریں یا مولیٰ پا منظوری جاواں
حضرت خواجہ محمد معصوم دی پاروں نہ درکاریں سائیاں
حضرت خواجہ سیف الدین دی پاروں سانوں پار اتاریں سائیاں
طفیل سیّد نور محمد یا رب دنیا مول نہ بھاوے
حضرت مرزا مظہر جان جاناں دی پاروں سانوں تیرا عشق جلاوے
صدقہ حضرت غلام علی دہلوی دا غفلت دور ہٹائیں
صدقہ حضرت غلام محی الدین حضوری قصوری دا سدھے راہ چلائیں
صدقہ حضرت شاہ عبدالرسول قصوری دا جو ہیں ولی زمانہ
صدقہ حضرت غلام حسین شاہ دا جام عشق دا پلاوے عاجز نوں کردے مستانہ
حضرت احمد شاہ دی پاروں سانوں دلدا ذکر سکھائیں
نال گناہاں نہ ماریں سانوں ساڈے دل دی کریں صفائی

Marfat.com

صدقہ سیّد نذیر احمد شاہ دا مولو دیدار رسول کرائیں
رکھیں کلمہ طیبہ ورد زباں ماریں جدوں اٹھائیں
صدقہ سیّد علی احمد صابر دا نفس شیطانوں آپ بچائیں سانوں
دے توفیق ادب دی مولا سب توفیقاں تینوں
کھول حقیقت بنا اسلامی نالے جو حقیقت تیری
ہو ذکر محبوب تیرے فکر وچہ موت حیاتی میری
یا رب صدقہ میرے پیراں سندا بخشیں کل خطائیں
دے موت شہادت دی وچ مدینے کر منظور دعائیں

Marfat.com

ملفوظات

Marfat.com

☆ اللہ کریم کی ہر آزمائش کے وقت صبر و استقامت کا مظاہرہ کریں اور جب وہ ذات احسانات وعنایات سے نوازے تو پھر شکریہ ادا کریں۔

☆ کسی بھی مقام پر اس خالق حقیقی کو فراموش نہ کریں۔

☆ جب گناہ کا خیال آئے تو موت کو یاد کریں۔

☆ ہر بزرگ کا احترام کریں۔

☆ غلط عقیدے اور غلط عمل والے کے پاس نہ بیٹھیں۔

☆ درانتی کو ایک طرف اور دنیا کو دونوں طرف دندانے ہوتے ہیں اس لیے اپنا دامن بچا کر سفر زندگی گزارنا چاہیے۔

☆ دن رات کی عرق ریزی اور محنت و مشقت کے ساتھ یا تجارت کے ذریعہ جو دولت ہاتھ آئے وہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے قرآن پاک میں ہے۔

''تمہارے پاس جو نعمت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔''

☆ اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی دولت اور مال کا بالکل استعمال نہ کرنا بخل ہے۔ جو قبیح اور مذموم صفت ہے۔

☆ چور دو طرح کے ہوتے ہیں ایک مال کا چور اور دوسرا ایمان کا چور۔ ایمان کا چور یعنی بد عقیدہ والا مال کے چور سے بدتر ہے۔ اس لیے بدعقیدہ کی دوستی اور صحبت سے بچنا چاہیے۔اس لیے کہ وہ ایمان پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بخل سے بھی منع فرمایا ہے اور اسراف وتبذیر سے بھی۔ اس کے لیے درمیان کا جو راستہ ہے وہ صراط مستقیم ہے۔ اس کے مطابق دولت کا صرف ہونا چاہیے۔ ورنہ اس کا ضیاع ہی ضیاع ہے۔

☆ جوانی میں ہوش وخرد سے جدا نہ ہو۔ ہدایاتِ شریعت سے بے تعلق نہ ہو۔

Marfat.com

☆ جو کوئی زنا سے بچتا ہے وہ عبادت میں مزہ پاتا ہے۔

☆ اے بھائیو! سمجھو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ گناہوں کے کفارہ کی فکر اسی جگہ کر لو یہاں تکلیف برداشت کر لو۔ وہاں کے عذاب سے بچو۔ دنیا میں برائی اور بدی کی تدبیر ہو سکے گی۔ آخرت میں سوائے سزا اور رسوائی کے کچھ بن نہیں پڑے گا۔

☆ ہر وقت موت کا خیال ذہن میں رکھو گے تو گناہوں سے بچے رہو گے۔

☆ صحبت بد میں حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا شان بزرگی کھو بیٹھا۔ صحبت نیک میں اصحاب کہف کا کتا شان بزرگی لے گیا۔

☆ ہر گھڑی ہر آن ہر حال میں یاد خدا میں دل مشغول ہو تا کہ شیطان دل کی وادی میں گھس نہ سکے۔

☆ اے عزیز! جان لے کہ جس وقت اور ساعت میں اس مالک حقیقی کا نام لیا جائے وہ وقت وہ گھڑی حلال اور پاک ہے اور جس گھڑی' جس ساعت میں اس کا نام نہ لیا جائے وہ ناپاک اور حرام ہے۔ حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں

جو دم غافل سودم کافر سانوں مرشد ایہہ پڑھایا ہو
سنیاں سخن تے کھل گیاں اکھیں چت مولا ول لایا ہو

☆ مقسوم کی طلب وجستجو بے فائدہ ہے۔

☆ تیرے اخلاص کی علامت یہ ہے کہ مخلوق کی تعریف اور مذمت کی پرواہ نہ کرے۔

☆ جب عالم زاہد نہ ہو تو زمانہ والوں پر عذاب ہے۔

☆ ہمارے نبی ﷺ ہمیشہ مغموم رہتے تھے۔ غم کو بڑھا اس میں آخرت کے لیے خوشی اور راحت ہوگی۔

☆ شقاوت قلبی کی تین علامتیں ہیں۔

(i) علم ہو اور عمل نہ ہو۔

(ii) عمل ہو اور اخلاص نہ ہو۔

(iii) اہل اللہ کی مجلس نصیب ہو اور ان کا ادب وتعظیم نہ ہو۔

Marfat.com

☆ دنیا معنی سے زیادہ لفظ کی اور روح سے زیادہ جسم کی پرستار ہے۔ دنیا والے پھول ڈھونڈتے ہیں مگر تخم کی جستجو نہیں کرتے۔

☆ تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا بد کردار دوست ہے۔

☆ شکستہ قبروں پر غور کر کیسے کیسے حسین مٹی میں مل گئے۔

☆ عاقل پہلے دل سے پوچھتا ہے پھر منہ سے بولتا ہے۔

☆ دنیا دار دنیا کے پیچھے دوڑتے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے دوڑتی ہے۔

☆ پردہ پوش ہو کسی کا پردہ مت پھاڑ۔

☆ حرص وطمع کی عادت نہ بنانا حرص آدمی کو بے وقار کرتی ہے۔

☆ تمام انسانوں اور حیوانوں پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عام ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے احسانات و انعامات کو ملحوظ رکھو گے تو ہر مشکل سے عہدہ برآ ہو کر اپنے مطلوب و مقصود کو حاصل کر لو گے۔

☆ اللہ کریم نے انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے۔ ان کے وجود مسعود دوسرے انسانوں کے لیے محتاج الیہ بنائے اور آخر میں رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرما کر سب جہانوں کو ان کا محتاج بنایا۔ بقول عارف رومی

ایں سبب فرمود حق صلوا علیہ
کہ محمد ﷺ بود محتاج الیہ

اس لیے آنحضرت ﷺ کی ذات ابتداء میں مخلوقات کی پیدائش کا سبب اور آخر میں لوگوں کے لیے واسطۂ ہدایت و راہنمائی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ باطن میں روحوں کے مربی اور ظاہر میں اجسام کی بلندی و ترقی کے حامل ہیں۔ آپ کی ذاتِ اقدس دنیا اور دین میں کامل نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکومت میں سب سے زیادہ عزیز مملکت الٰہی کے شہنشاہ اور رحیمیت کے مظہر اتم ہیں۔

☆ جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی چیز اس سے مخفی نہیں رہتی۔

Marfat.com

☆ ایمان کی استقامت اور اہل بیت کی محبت میں ترقی کے لیے کثرت کے ساتھ خصوصاً ہر نماز کے بعد یہ پڑھا کریں۔

خدایا بحق بنی فاطمہ کہ برقول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول من دست و دامان آل رسول ؐ

☆ پیر کامل نفس امارہ کی سرکشی زائل کرتا ہے' اخلاق حسنہ پیدا کرتا ہے۔

☆ جب مرید کو شیخ سے فیضان حاصل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ پیر کی خوشنودی اور خدمت کو اپنا اصلی مدعا سمجھے کیونکہ مرشد حق درحقیقت نائب حق ہوتا ہے۔

☆ مرید اپنے شیخ و پیر پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرے اور شک و شبہ نہ کرے ورنہ فیض بند ہو جائے گا۔

☆ اگر پیر و مرشد مرید پر شفقت اور مہربانی فرمائے تو اسے چاہیے کہ وہ مغرور نہ ہو اور شیطان کے فریب سے بچا رہے۔

☆ مرید کو چاہیے کہ وہ اپنے پیر و مرشد کے دوستوں سے دوستی اور ان کے حاسدوں اور دشمنوں سے میل جول نہ رکھے۔

☆ مرید کو چاہیے کہ وہ اپنے زمانے میں اپنے پیر و مرشد سے بڑھ کر کسی کو بزرگ اور فاضل نہ جانے۔

☆ فیض پانے کے لیے مرید کو چاہیے کہ وہ پیر کی طرف منہ کر کے نہ تھوکے اور ان کی طرف اپنے پاؤں کر کے نہ بیٹھے۔

Marfat.com

سانحۂ ارتحال

مسلسل سفر اور پیرانہ سالی اور ضعف و ناتوانی کے باعث زندگانی کے آخری چند سال میں اگرچہ دعوت و ارشاد کا سلسلہ تو منقطع ہو گیا تھا۔ لیکن اس عالم پیری میں بھی وابستگان سلسلہ ارادتمندوں اور طالبین کو اصلاحِ احوال اور تلقین اوراد کا سلسلہ جاری رہا۔ راقم اس دوران ساہیوال میں چند مرتبہ حاضر خدمت ہو کر زیارت و ملاقات سے مشرف ہوا لیکن ہمیشہ آپ کو صابر وشاکر پایا۔ کبھی کسی تکلیف پر ہائے وائے کرتے نہ دیکھا۔ ایک مرتبہ راقم اور برادر مکرم محترم الحاج محمد امجد حسین شیخ غوثیہ کارپوریشن غلہ منڈی ساہیوال دونوں اکٹھے زیارت کے لیے حاضر ہوئے تو باوجود شدت تکلیف کے کمال مہربانی سے ٹھنڈے مشروبات سے ہماری تواضع کی۔ میں نے خیریت احوال طلب کی تو فرمایا کہ ''الحمدللہ بہتر ہے۔ بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جیسے صحت اس کی نعمت ہے۔ بندگی کا تقاضا ہے کہ بندہ رضائے مولا پر راضی رہے اور شکوہ کا کوئی لفظ زبان پر نہ لائے۔''

غرض صبر وشکر کا یہ مجسم پیکر ایک عرصہ تک صاحب فراش رہنے کے بعد 9 اکتوبر 1999ء بمطابق 27 جمادی الثانی 1420ھ بروز ہفتہ صبح 9 بجے ساہیوال میں اپنے اہل خانہ اور لاکھوں عقیدت مندوں کو داغ مفارقت دے کر داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

بس اتنی ہی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جائے

Marfat.com

آپ کے وصال کی خبر پورے علاقہ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ شہر میں کہرام مچ گیا۔ ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل فگار تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے مریدین اور اہل عقیدت و محبت کا ایک سیلاب جھال روڈ پر واقع آپ کے آستانہ سادات منزل کی طرف دوڑ آتا ہے۔ آہوں اور سسکیوں کا ایک جہاں کرب والم میں مبتلا اپنے شیخ طریقت اور روحانی راہنما کے دیدار کے لیے اُمڈ آتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ سیّد عمران شاہ ولی مدظلہ جو اسی روز صبح سویرے زیارت حرمین طیبین شریفین سے شرف یاب ہو کر واپس لوٹے تھے۔ تعزیت کے لیے آنے والے علماء مشائخ، معززین شہر، ارادت مندوں، مریدوں اور عزیز و اقارب کو صبر و استقامت کا کوہ ہمالیہ بن کر صبر کی تلقین کر رہے تھے اور لوگوں کو درود و سلام اور کلمہ طیبہ کا ورد کرنے کا حکم صادر کر رہے تھے۔ تعزیت کرنے والوں میں زندگی کے تمام طبقات اور تمام مکاتب فکر کے اصاغر و اکابر شامل تھے۔ کیا سیاسی عمائدین اور کیا علماء و مشائخ غرض عوام و خواص میں سے ہر ایک کی زبان حضرت پیر صاحب کی مدح و ستائش میں مگن تھی۔

موت اس کی جس کا زمانہ کرے افسوس
یوں تو سب آئے ہیں اس دنیا میں مرنے کے لیے

اسی روز غسل اور تجہیز و تکفین کے بعد ولی کامل، مرد حق کی میت کو آخری دیدار کے لیے آپ کے آستانہ سادات منزل کے سامنے چوک میں رکھ دیا گیا۔ سارا دن ساہیوال اور اس کے اطراف و اکناف سے ہزاروں اہل عقیدت مرد خدا مست کا آخری دیدار کر کے اپنی نگاہوں کو سیراب کرتے رہے۔ غسل مبارک کے بعد دیکھا گیا کہ آپ کی چشمہ ہائے مبارکہ نیم واہ ہیں اور چہرہ مبارک اسی طرح تر و تازہ اور شگفتہ ہے۔ جیسا حیاتِ مبارکہ میں تھا اور لبوں پر مسکراہٹ کا احساس نمایاں تھا۔ گویا اقبال کی زبان میں

نشان مرد مومن باتو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

عقیدت مندوں کا ہجوم نجوم چہرہ تاباں کا دیدار کرنے میں مشغول تھا کہ وقت کی وسعتیں سمٹتی جا رہی تھیں۔ خیمہ آفتاب اپنی طنابیں کھینچ رہا تھا اور دن ڈھل رہا تھا اور ہزاروں

Marfat.com

دلوں کے دلدار کی ہمیشہ کے لیے جدائی کا لمحہ قریب سے قریب تر آ رہا تھا۔ افسردہ حال اہل محبت کے بحرِ غم میں ایک شدت اور طلاطم پیدا ہو جاتا ہے۔ دن بھر غمزدہ اور افسردہ حال عقیدت مندوں کے ساتھ آفتاب فلک بھی اس آفتاب روحانیت کا دیدار کر کے شریک غم رہا تھا۔ سرِ شام یونہی اس نے تعزیتی سیاہ چادر اوڑھی تو پیر کامل کے مریدین اور دیگر ہزاروں عقیدت مندوں نے نماز مغرب با جماعت ادا کی اور آپ کے جسد خاکی کو ایک ایمبولینس اور درجنوں گاڑیوں' بسوں وغیرہ پر مشتمل جلوس کی شکل میں آپ کے آبائی شہر اور مرکز عقیدت و محبت شہر پرنور قصور لے جانے کے لیے روانہ ہوتا ہے۔

حیاتِ مبارکہ کی آخری خواہش

حضرت قبلہ پیر صاحب قدس سرہ کی دلی خواہش یہ تھی کہ اس دنیا سے جانے کے بعد ان کا مستقل مسکن اور مرقد حضرت خواجہ دائم الحضوری مولانا غلام محی الدین قصوری اور آپ کے والد گرامی پیر روشن ضمیر حضرت سیّد نذیر احمد شاہ قصوری کے قدموں میں بنے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ سیّد عمران احمد شاہ ولی مدظلہ نے اپنی والدہ ماجدہ اور دیگر قریبی عزیز و اقارب' خلفاء سلسلہ کے ساتھ باہمی مشاورت کے بعد آپ کی حسب خواہش قصور میں تدفین کا فیصلہ کیا۔ اگرچہ بعض اعزاء نے آپ کو ساہیوال میں ہی دفن کرنے اور آپ کا مزار بنانے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر ولی صاحب نے اپنے والد گرامی اور شیخ طریقت کی خواہش کو ہی مقدم جانا۔

خاندانی فیصلہ کے بعد جب سادات منزل سے آپ کا جسد مبارک قصور کی طرف سفر شروع کرنے لگا یعنی آپ کا جنازہ اٹھا تو یہ منظر بڑا ہی کربناک اور رنج والم سے بھرپور تھا۔ ہر طرف آہوں اور سسکیوں کا ایک نہ تھمنے والا سیلاب تھا اور ہر کوئی دردو غم کی تصویر بنا ہوا تھا۔ اس مرحلے پر بڑے بڑے مضبوط اعصاب اور سخت دل رکھنے والوں کو بھی ضبط کا یارا نہ تھا۔ ہر آنکھ اشک بار تھی۔ شدت غم اور مرشد کامل کی ہمیشہ کی جدائی کے غم سے نڈھال پورا مجمع چیخ و پکار کر رہا تھا۔ غرض یہ کہ ساہیوال شہر کے درودیوار اور ذرہ ذرہ دائمی کرب کی المناک صدائیں بلند کر رہا تھا۔

Marfat.com

لو! شہر قصور آ گیا

قصور سے ساہیوال نقل مکانی کے بعد سے صاحب فراش ہونے تک تو آپ کا یہ معمول رہا کہ آپ ہر جمعۃ المبارک کو تنہا یا ایک دو خدام کے ساتھ قصور کا سفر کرتے تھے۔ لیکن آج آپ نے اپنا معمول کچھ اس انداز سے بدلا کہ جہاں عالم کو ہی بدل کر رکھ دیا۔ آج ساہیوال سے قصور آنے والے جلوس کی قیادت اس سج دھج سے کر رہے ہیں کہ جلوس میں شامل ہر شخص کا دل اسیر محبت ہے۔ رات تقریباً 10 بجے جب یہ قافلۂ غم سرزمین قصور پہنچتا ہے تو پورا شہر اپنے دینی و روحانی راہنما شیخ طریقت' مرشد کامل وارث فیوضاتِ خواجگان قصوریہ اور اپنے مربی و مرشد کا آخری دیدار کرنے' ان کے جنازہ کو کندھا دینے اور اپنے وقت کے ولی کامل کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے والہانہ انداز میں اُمڈ آتا ہے کہ اسلامیہ ڈگری کالج کی وسیع و عریض گراؤنڈ بھی اپنی تنگ دامنی کا احساس دلا رہی تھی۔ چارپائی کے ساتھ مضبوط اور لمبے بانس باندھے گئے تھے تاکہ کندھا دینے والوں کو آسانی رہے اور کوئی اس سعادت سے محروم نہ رہے۔ جنازہ کے لیے گراؤنڈ میں لاؤڈ سپیکر نصب کیے گئے تھے تاکہ دور تک موجود لوگوں تک آواز آسانی کے ساتھ پہنچائی جا سکے۔ جنازہ سے قبل آپ کے فرزند ارجمند اور جانشین حضرت صاحبزادہ سیّد عمران ولی شاہ مدظلہ نے تمام پیر بھائیوں اور اہل عقیدت کو مشکل اور مصیبت کی اس گھڑی پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کی اور کثرت ہجوم کی بناء پر لوگوں کو اپنے شیخ و مرشد کے جنازہ کے ادب و احترام کی تاکید کی۔ اس موقع پر یونہی لوگوں کی نظر اپنے شیخ کی شبیہہ اور لخت جگر کے پرنور اور فرطِ غم سے چور چہرے پر پڑی تو ایک مرتبہ پھر مجمع پر سکوت کا عالم طاری ہو گیا۔ آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ جذبات عقیدت مچل گئے تو پھر حضرت صاحبزادہ صاحب نے لرزے ہونٹوں اور کانپتے ہاتھوں کے ساتھ تمام لوگوں کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے استقامت کا مظاہرہ کرنے کا حکم فرمایا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے حضرت پیر صاحب قبلہ سیّد علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے چہیتے مرید اور خلیفہ مولانا حافظ بشیر احمد قادری صاحب کو نماز جنازہ کی امامت کرنے کا فرمایا۔ چنانچہ موصوف نے اپنے مرشد کامل کی نماز جنازہ پڑھانے

Marfat.com

کی سعادت حاصل کی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت قبلہ پیر سیّد علی احمد شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ بلا شبہ قصور کی تاریخ کا ایک بڑا جنازہ تھا۔ جس میں آپ کے ہزاروں مریدین کے علاوہ تمام مکاتب فکر اور مختلف طبقاتِ زندگی کے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

نماز جنازہ کے بعد آپ کے جسد مبارک کو حضرت خواجہ دائم الحضوری قصوری کے زیر سایہ دفن کرنے کے لیے بڑا قبرستان کوٹ غلام محمد خان لے جایا گیا۔ آپ کا جسد خاکی قبرستان پہنچ چکا تھا۔ لیکن عقیدت مندوں کا مطلاطم جلوس ابھی کوٹ فتح دین اور کوٹ اعظم خان بھی عبور نہیں کر پایا۔ کوٹ غلام محمد خان پہنچ کر ایک مرتبہ پھر آپ کی چارپائی کو آخری دیدار کے لیے آپ کی نشست گاہ کے احاطہ میں رکھ دیا گیا۔ یہاں پھر سینکڑوں لوگوں نے قطار در قطار اپنے مربی و مرشد کا دیدار کر کے اپنی آنکھوں کو سیراب کیا اور یہ سلسلہ کم و بیش ڈیڑھ دو گھنٹے جاری رہا۔

راقم کی سعادت

حضور ختمی مرتبت' تاجدار کائنات فداہ روحی وامی وابی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد جب آپ کا جسد اطہر علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام عشاق کے دیدار فرحت آثار کے لیے رکھا گیا تو اس موقع پر کشتہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے محبوب کو جب دیکھا تو فرط محبت سے آپ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا تھا۔ الحمد للہ اس عاجز راقم الحروف محمد الیاس اعظمی نے بھی سنت صدیقی پر عمل کرتے ہوئے گلستان رسالت مآب کے اس گل سرسبد عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر بوسہ دینے کی سعادت حاصل کی۔ جو یقیناً راقم کی خوش نصیبی اور حضرت کی راقم کے ساتھ شفقت کا ایک ثبوت ہے کہ انہوں نے آخری لمحات میں بھی اپنے اس دیرینہ نیاز مند کو شفقت سے نوازا۔

حضرت قبلہ شاہ صاحب کا جنازہ محض ایک عارف حق کا جنازہ نہ تھا بلکہ پوری بزم

Marfat.com

معرفت کا جنازہ تھا۔ ایک عالم اور مبلغ کا جنازہ تھا۔ بلکہ علم وعمل اور حکمت ومعرفت کا جنازہ تھا۔ یہ محض ایک بڑے آدمی کا ہی جنازہ نہ تھا۔ بلکہ عزت وتوقیر' عظمت وسطوت کا جنازہ تھا۔ یہ ایک زاہد و عابد کا ہی جنازہ نہ تھا بلکہ کم وبیش چار دہائیوں پر محیط زینت محراب ومنبر کا جنازہ تھا۔ اس لیے آج پورا شہر قصور اس کا ایک ایک ذرہ اس کا ہر پیر وجواں' عورت' مرد' بوڑھے' بچے سبھی رو رہے تھے کہ آج عالم اسلام کی برکت جا رہی تھی۔ مسند خطابت کی پرتاثیر آواز تہہ خاک جا رہی تھی۔ شریعت وطریقت کا آفتاب افلاک کی بلندیوں کو چھوڑ کر تحت الثریٰ کی تاریکیوں کو رنگ ونور میں نہلانے کے لیے زیر زمین اتر رہا تھا۔ رات کا پچھلا پہر ہو چکا تھا۔ تقریباً ڈیڑھ بجے کا وقت تھا کہ رات کے اندھیروں میں اپنے محبوب حقیقی اور خالق و مالک کے حضور اپنی پیشانی کو سر بسجود رکھ کر اندھیروں کو اجالوں میں بدلنے والا مرد حق آگاہ وعدہ اربی کے مطابق "کل نفس ذائقة الموت" کے دروازے سے گزر کر

"یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِی فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ"

کے مصداق اپنے آباؤ اجداد اور صلحاء کے زیر سایہ اور ان کے قدموں میں ابدی نیند کے لیے اتار دیا جاتا ہے۔

آہ حضرت شاہ صاحب ہم سے رخصت ہو گئے مگر دم آخرین وہ یہ کہہ رہے تھے

رفتم واز رفتن من عالمے تاریک شد
من مگر شمعم چو رفتم بزم برہم ساختم

آپ کو لحد میں اتارنے کے بعد ہر کوئی بڑی عقیدت واحترام کے ساتھ آپ کے مرقد مبارک پر مٹی ڈال رہا تھا۔ دیگر لوگوں کی طرح راقم نے بھی یہ سعادت حاصل کی۔ یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ جب میں تین مٹھی مٹی ڈال کر پیچھے کی طرف پلٹا تو میری نظر حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے بڑے ہی پیارے مرید اور خادم خاص محترم میاں دلدار قادری مرحوم پر پڑی جو آنکھوں میں آنسوؤں کی لڑی سجائے ہاتھ باندھے انتہائی ادب کے ساتھ کھڑے تھے۔ ہم دونوں بغلگیر ہوئے۔ میں نے ان سے شفیق وکریم پیر صاحب کے

Marfat.com

وصال پر تعزیتی کلمات کہے تو انہوں نے گلوگیر آواز کے ساتھ مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''اعظمی صاحب! آپ پر شفقتیں کرنے والے پیر صاحب جا رہے ہیں۔ جو اپنے مبارک ہاتھ سے آپ کو چائے بنا کر دیا کرتے تھے۔''

میاں دلدار قادری (متوفی 2006ء/1427ء) کے دل سے نکلنے والے ان الفاظ کو سن کر میں بھی ضبط نہ کر سکا۔ اس مرحلہ پر مجھ سمیت ہر کوئی اپنے آپ کو یہ کہتے ہوئے تسلی دے رہا تھا۔

جنہیں ہم دیکھ کر جیتے تھے ناصر
وہ لوگ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں

(ناصر کاظمی)

مگر دل نے اسی وقت کہا

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے
قید سے چھوٹے اور اپنے گھر گئے

حضرت شاہ صاحب ایک سچے مومن تھے جو اس مسافر خانے کو چھوڑ کر اپنے اصلی گھر میں جا بسے ہیں۔

اہل قصور کے لیے عام الحزن

تاریخی ریکارڈ کے لیے یہ لکھنا ضروری ہے کہ اسے حسن اتفاق کہیے یا اہل قصور کی حرماں نصیبی کہ 1999ء اور 1420ء کا سال اہل قصور کے لیے غم، رنج والم اور کرب و مصیبت کا سال ثابت ہوا۔ یوں کہ اسی ایک سال میں شہر کی چار ایسی ہستیاں یکے بعد دیگرے اہل شہر اور اپنے اہل عقیدت کو داغ مفارقت دے گئیں کہ ان کے جانے سے مسند ارشاد و تلقین سونی اور بزم علم یتیم اور زینت محراب منبر جاتی رہی یوں شہر کی فضا مغموم ہو گئی۔ علمی و فکری اور اعتقادی و نظریاتی طور پر ایسا خلا پیدا ہو گیا کہ جس کا پر ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ صبر کا دامن تھامتے ہوئے ذرا جانے والوں کے نام ملاحظہ ہوں۔

1- حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبداللہ قادری 25 فروری 1999ء بمطابق 8 ذی

Marfat.com

قعد 1420ھ جمعرات

2- حضرت علامہ مولانا منظور احمد نوری 12 جون 1999ء بمطابق 28 صفر 1420ھ ہفتہ

3- حضرت مولانا مفتی بشیر احمد مرتضائی 24 ستمبر 1999ء بمطابق 13 جمادی الثانی 1420ھ جمعہ

4- پیر طریقت حضرت سیّد علی احمد شاہ قصوری 9 اکتوبر 1999ء بمطابق 28 جمادی الثانی 1420ھ ہفتہ

اس لمحہ وحشت انگیز کے موقع پر اہل شہر کے دلی جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے احمد علی قادری چھانگا مانگا تحصیل پتوکی ضلع قصور کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

سینہ پر زخم زخمہا ناسور ضبط گریہ ہے سعی نا شکور
زندگی کو دکھائے شان کئی موت کے سامنے مگر مجبور
زرد ہیں کس کے سوگ میں آنکھیں نو عروس ہمارے رنجور
رنگ آسمان کا کیوں ماند ہوا کون زیر زمیں ہوا مستور
کون رخصت ہوا گلستان سے کس کو روتا ہے بلبل مہجور
زہد پیشہ معلم پر فن تھے جو اصلاح احوال پر مامور
لکن الراسخون فی العلم لکھنا پڑھنا تھا جن کا دستور
درس و تدریس میں تھے مثال اپنی تھے یہ تشریح ادب میں مشہور
علم کے نور سے منور دل و جاں شب دیجور میں تھے تجلی سے طور
تھے ذکور واناث پیروجواں جن کے سحر خطابت سے مسحور
جانے والے گئے مگر اے قادری لے گئے ساتھ اپنے رونق قصور

(محمد صادق قصوری، تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ ص404)

مرزا مبارک کی تعمیر

آج حضرت صاحبزادہ پیر سیّد علی احمد شاہ قدس سرہ جس جگہ دائمی استراحت فرما ہیں یہ

Marfat.com

وہی جگہ ہے جہاں وہ تقریباً نصف صدی تک حضرت خواجہ شاہ غلام محی الدین قصوری نقشبندی، مجددی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر خواجگانِ قصوریہ کے سالانہ اعراس کے موقعہ پر جلوہ افروز ہو کر تشنگان علم و معرفت اور متلاشیان حق کو فیوضاتِ حضوریہ سے نوازتے رہے ہیں اور اب قیامت تک اسی مقام سے اہل عقیدت و محبت اور طالبان حقیقت و معرفت کو روحانی طور پر مستفیض کر کے ان کے کشت روحانیت کو سیراب کرتے رہیں گے۔ یہاں اس امر کی وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ آج جس جگہ آپ کا مرقد شریف مرجع خلائق ہے۔ آپ نے اپنی مبارک زندگی میں ہی اس مقام پر دفن ہونے کی خواہش کا بارہا مرتبہ اظہار کیا تھا اور آپ کے قریبی حلقہ کے مریدین اور احباب آپ کی اس خواہش اور جائے دفن سے بخوبی آگاہ تھے۔

آپ کے مرقد شریف پر ایک درمیانے سائز کا کمرہ بنا کر آپ کا مزار شریف تیار کیا گیا ہے۔ جس کو چینی کی مختلف رنگوں پر مشتمل خوبصورت اور پھولدار ٹائلوں سے مزین کیا گیا ہے۔ جس کی اندرونی طرف چاروں اطراف سے مختلف آیات و احادیث اور خواجہ دائم الحضوری قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار پر مشتمل کتبوں اور خطاطی کے نمونوں سے مزین کیا گیا ہے جب کہ مزار پر موجود گنبد میں اسمائے الٰہی بھی خوبصورت خطاطی کا عمدہ نمونہ ہیں۔ گویا کہ سادگی اور جدید طرز تعمیر کا حسین امتزاج آپ کا مزار مبارک خواجہ دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں موجود اہل عقیدت و محبت، ارادتمندوں اور زائرین کے لیے منبع انوار اور فیوضات حضوریہ کے امین و قسیم کی صورت میں موجود ہے۔

باقیاتِ صالحات

حضرت صاحبزادہ پیر سیّد علی احمد شاہ قصوری قدس سرہ نے اپنی باقیاتِ صالحات میں ہزاروں ارادتمندوں، لاکھوں عقیدت مندوں کے علاوہ ایک زوجہ محترمہ اور دو دختران کے علاوہ تین صاحبزادگان کو پسماندگان کے طور پر چھوڑا۔ صاحبزادگان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت صاحبزادہ سیّد عرفان احمد شاہ

آپ حضرت پیر صاحب قبلہ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ گھریلو ماحول

Marfat.com

کے مطابق ابتدائی دینی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ عصری تعلیم ماشاء اللہ کیمیکل انجینئرنگ میں ایم ایس سی ہیں۔ کینیڈین شہرت رکھنے کے باعث مستقل طور پر وہیں قیام پذیر ہیں۔ جبکہ اپنے کاروبار کے سلسلہ میں بالخصوص چین اور دیگر ممالک کے دورہ جات بھی کرتے رہتے ہیں۔

۲- حضرت صاحبزادہ سیّد عمران احمد ولی شاہ

آپ حضرت صاحب کے درمیانے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے حالات زندگی آئندہ صفحات میں آرہے ہیں۔

۳- حضرت صاحبزادہ سیّد عمیر عدنان شاہ

آپ اپنے والد گرامی کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ ابتدائی دینی تعلیم گھر پر ہی اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ جب کہ عصری تعلیم میں ماشاء اللہ ایم کام کر رکھا ہے۔ بڑے بھائی کی طرح اگرچہ آپ کو کینیڈین شہریت حاصل ہے مگر بزنس کے سلسلہ میں مستقل طور پر دبئی میں مقیم ہیں۔

صاحبزادگان کے ذکر خیر میں یہ بات بطور خاص قابل ذکر ہے کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ کے تینوں صاحبزادگان وجاہت کے اعتبار سے شکل و شباہت میں حد درجہ اپنے والد مرحوم سے مشابہت رکھتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت پیر صاحب کے تینوں صاحبزادوں کو سلامت با کرامت رکھے تا کہ وہ اپنے عظیم باپ کے فیضان ولایت کو عام کر سکیں اور ان کے تبلیغی و روحانی مشن کو فروغ دے سکیں۔

خلفائے عظام

حضرت شاہ صاحب کی باقیات میں صلبی اولاد کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں مریدین اور آپ کے خلفاء بھی شامل ہیں۔ آپ خلافت دینے میں انتہائی محتاط تھے۔ اس لیے خلفاء کی تعداد بڑی محدود ہے۔ ان میں سے جن کے نام معلوم ہو سکے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

۱-حضرت صاحبزادہ سیّد عمران احمد شاہ ولی (خلیفہ اعظم وسجادہ نشین)

۲-حضرت مولانا حافظ بشیر احمد قادری (خطیب وامام جامع مسجد حوض والی قصور)

۳-صوفی حکیم محمد اسماعیل قادری (میاں چنوں)

۴-مولانا قاضی محمد بشیر قادری (اوکاڑہ)

۵-علامہ مولانا محمد امین وٹو قادری (ساہیوال)

۶-صوفی اللہ دتہ قادری مرحوم (لاہور)

۷-مولانا صوفی مہر محمد لطیف قادری (کنگن پور ضلع قصور)

۸-صوفی ماسٹر عبدالغنی قادری نقشبندی (چیچہ وطنی)

۹-علامہ مولانا حاجی نور محمد قادری (کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)

۱۰-صوفی میاں حامد مزگار مرحوم (ماموں کانجن ضلع فیصل آباد)

۱۱-صوفی میاں حاجی نور احمد وٹو مرحوم (تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد)

۱۲-سردار صوفی محمد یار وٹو قادری (پاکپتن)

۱۳-صوفی شیخ محمد شریف چاولہ مرحوم (رحیم یار خان)

Marfat.com

کرامات ومکشوفات

کرامت عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے بزرگی عطا کرنا۔ اصطلاح شرع میں اس سے مراد متبع سنت اور مرد صالح ومقبول بارگاہِ الٰہی کسی اہل اللہ سے کسی خرق عادت امر کا صادر ہونا ہے۔ کرامت وخرق عادت کا ظہور وصدور اگرچہ ولایت کی نشانی ودلیل نہیں ہے۔ مگر ایسا ہوتا ہے کہ ذات الٰہی اپنے نیک اور صالح بندوں کی عظمت اور اپنی بارگاہ میں ان کی مقبولیت کو ظاہر کرنے کے لیے مصائب ومشکلات کے اوقات میں ان کی دعا یا کسی اور عمل سے ایسے امور صادر فرماتا ہے جن کو عرف عام میں کرامت کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ خود قرآن مجید اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام وامم سابقہ کے اولیاء کاملین کی بہت سی کرامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً

- ☆ حضرت سیدہ مریم سلام اللہ علیہا کے پاس بے موسم کے پھلوں کا آنا۔
- ☆ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے قرآن مجید میں مذکور واقعات۔
- ☆ واقعاتِ سیدنا موسیٰ علیہ السلام میں مذکور سامری کا حضرت جبرائیل کے گھوڑے کے قدموں سے مس ہونے والی خاک کے ذرات کی برکت سے مٹی کے بنائے ہوئے بچھڑے کا بولنا۔
- ☆ اصحاب اخدود میں ایک صالح نوجوان اور یہودی راہب کا واقعہ۔
- ☆ حدیث مبارکہ میں مذکور بنی اسرائیل کے تین نوجوانوں کی قبولیت توبہ کا واقعہ۔

مگر یہ کس قدر حرماں نصیبی کی بات ہے کہ آج تعصب اور تنگ نظری اور اہل اللہ سے

Marfat.com

بغض کے باعث مخصوص فکر کے حامل لوگ نصوص قرآنیہ سے ثابت شدہ اور احادیث طیبہ کے مؤید کراماتِ اولیاء کے مسلمہ عقیدہ پر نہ صرف شکوک وشبہات کا اظہار کیا جاتا ہے بلکہ بعض اپنے خودساختہ تصورتوحید کے زعم میں اولیاء کاملین کی کرامات کا سرے ہی سے انکار کر دیتے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ جو صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ ان کی کرامات کا تذکرہ کرنے سے پہلے کرامت اور اس کی حقیقت کے حوالے سے ہم ذیل میں اہلحدیث مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے ایک عالم مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی جو مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کے خصوصی شاگرد تھے کے ایک مضمون کے اہم اقتباسات من وعن نقل کررہے ہیں تاکہ اس مسئلہ میں کسی کو کوئی ابہام نہ رہے۔ مولانا محمد عبدالمجید خادم لکھتے ہیں۔

کرامت کی حقیقت

کرامت کی تعریف شرح عقائد میں یوں مرقوم ہے۔

ظهور امر خارق للعادة من قبله غير مقارن لدعوة النبوة فما لا يكون مقارنا بالايمان والعمل الصالح يكون استدراجا .

یعنی کرامت اس امر خلاف عادت عامہ (یا خلاف قانون قدرت عامہ) کو کہتے ہیں جو کسی ولی کی طرف سے ظاہر ہو نہ نبی اور کافر کی طرف سے، جو نبی سے بصورت تحدی ظاہر ہو اسے معجزہ کہتے ہیں اور جو کافر سے صادر ہو اسے استدراج کہتے ہیں۔

پس معجزہ کرامت، استدراج، خرق عادت عامہ ہونے میں مشترک ہیں۔ یعنی بظاہر تینوں خلاف قانون قدرت عامہ نظر آتے ہیں۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے معجزہ (جسے عرف شرع میں آیت (نشان) کہتے ہیں) کے لیے یہ شرط قرار دی ہے کہ وہ امر ایسا ہو جس کو جن وانس نہ کر سکیں۔ تحدی کی شرط کو انہوں نے اڑا دیا ہے۔ استدراج یعنی جو امر کسی کافر کے ہاتھ پر ظاہر ہوا اور وہ عادت عامہ (قانون قدرت عام) کے خلاف ہو، اس کا منشاء اور مصدر قوئ انسانی اور شیطانی کو قرار دیا ہے، پس

Marfat.com

معجزہ اور استدراج بالکل الگ الگ چیزیں ہیں۔

کرامت کے لیے یہ شرط نہیں کہ وہ ایسی ہو جس کو جن وانس نہ کر سکیں۔ کرامت میں صرف یہ شرط ہے کہ اس کا منشاء قویٰ الٰہی اور ملائکہ ہوں یا انسانی قویٰ کو ہی بصورت بسط معہود کے خلاف کر دیا جائے یا جس سے اکرام سمجھا جائے۔

خرق عادت

خرق عادت جسے عرف عام میں خلاف قانون قدرت کہا جاتا ہے۔ درحقیقت ہم اپنے قلت علم کی وجہ سے اسے یہ نام دے رہے ہیں اور نہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو خلاف قانون قدرت ہو، ہم محض اس لیے اسے ''خلاف قانون قدرت'' کہہ دیتے ہیں کہ ہم خود ''قانون قدرت'' کا پورا پورا علم نہیں رکھتے۔ جو چیز ہمارے علم اور فہم میں آ گئی۔ اسے ہم نے قانون قدرت سمجھ لیا اور جس چیز کو نہ جانا، اسے خلاف قانون قدرت قرار دے دیا، پس صحیح بات یہ ہے کہ جہان میں کوئی چیز بھی خرق عادت یا خلاف قانوُن قدرت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ معجزات کے لیے بھی اسباب خفیہ ہوتے ہیں۔ جنہیں ہم نہیں جانتے، چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث فرماتے ہیں کہ ''خرق عادت سے عادت عامہ کے خلاف ہونا مراد ہے' بعض صورتوں میں ان کے اسباب خفیہ کا وجوہ عقل کے دائرہ علم میں آ جاتا ہے اور بعض صورتوں میں ان اسباب کی تہہ تک پہنچنا بجز نور نبوت اور عطائے الٰہی کے ناممکن ہوتا ہے، عوام کے نزدیک یہ دونوں خلاف عادت مجہولۃ الاسباب ہیں۔ عقلاء کے نزدیک فرق ہے۔ عرفاء کے نزدیک وہ تو عادت الٰہی کے موافق ہیں۔ اس لیے خرق عادت کو لفظ ''خرق عادت عامہ'' کے ساتھ تعبیر کرنا چاہیے۔''

پس قدرت کا جو فعل عام سنن طبعیہ کے سلسلہ میں ظہور پذیر ہو گا۔ وہ تو اس کی عام سنت اور قانون قدرت کہلائے گا اور جو ظاہری اسباب سے علیحدہ ہو کر کسی خاص مصلحت اور حکمت کے اقتضاء سے ظاہر ہو گا۔ وہ خرق عادت عامہ میں داخل ہو گا اور یہی خرق عادت عامہ جب کسی شخص کے دعویٰ نبوت اور تحدی کے بعد اس سے صادر ہو تو وہ معجزہ ہے۔ جو من جانب اللہ اس کے دعویٰ کی فعلی تصدیق ہے۔ لیکن اسی کے مشابہہ جب کوئی خرق عادت کسی

Marfat.com

نبی کے دعویٰ نبوت یعنی بعثت اور تحدی سے پہلے ظاہر ہو تو اس کو ارہاص کہتے ہیں اور اگر کسی غیر نبی کے ہاتھ پر اتباع نبی کی برکت سے اس قسم کے خارق عادت علامات دکھلائے جائیں تو اس کا نام کرامت ہے اور جب یہی علامات کسی ایسے شخص سے صادر ہوں۔ جو کافر ہو یا خلاف شرع امور کا مرتکب ہو تو اسے استدراج کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ شیطانی اثر سے صادر ہوتے ہیں۔ جب کوئی انسان شیطان کے ساتھ تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ یا جبلی مناسبت ان کے ساتھ رکھتا ہے تو شیطان اسے اپنا آلۂ کار بنا لیتے ہیں اور مختلف صورتوں میں اس کی مدد کرتے ہیں۔ کبھی (۱) اسے دور دراز کی باتیں بتلاتے ہیں۔ (۲) دوسروں کے مافی الضمیر سے آگاہ کرتے ہیں۔ (۳) اس کے دشمن اور مخالفین کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ (۴) اس کی حاجات جو ان شیاطین کی طاقت میں ہوتی ہیں۔ پوری کرتے رہتے ہیں۔ (۵) اس کی مالی مدد بھی کرتے ہیں۔ (۶) اسے ہوا میں اڑا کر لے جاتے ہیں۔

جب عوام یہ باتیں دیکھتے ہیں تو وہ اسے بھی ولی کہنے اور سمجھنے لگتے ہیں۔ حالانکہ وہ اس کی کرامت نہیں ہوتی۔ بلکہ استدراج ہوتا ہے جو ہر منکر اسلام اور کافر یا مشرک بھی کسی خاص ریاضت یا مدونہ علم کی بناء پر حاصل کر لیتا ہے۔ اسی لیے بعض صوفیاء اور اہل اللہ نے کہا ہے کہ اگر تمہیں کوئی آگ پر چلتا اور ہوا میں اڑتا ہوا دکھائی دے تو اسے ولی نہ سمجھو، جب تک کہ اسے متبع کتاب و سنت نہ پاؤ۔

کرامت اور استدراج میں فرق

کرامت اور استدراج بادی النظر میں بعض وقت مشتبہ ہو جاتے ہیں۔ ان میں فرق صرف متصف اور منشاء کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ کرامت کا متصف ولی اللہ مومن متبع سنت ہوتا ہے اور استدراج کا متصف گمراہ فاسق یا کافر اور مشرک ہوتا ہے۔ کرامت میں عموماً منشاء غیر قوئی بشریہ و شیطانیہ ہوتے ہیں اور استدراج میں منشاء قوت طبعیہ و شیطانیہ ہوتے ہیں اور سمجھنے والوں کے نزدیک ان دونوں میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ ایک نجیب الطرفین مولود اور ولد الزنا میں بظاہر دونوں بچے یکساں شکل و صورت رکھتے ہیں اور حسی طور پر دونوں ایک ہی طرح کی حرکت و عمل کا نتیجہ ہیں۔ اگر محض اس لیے کہ ان میں سے ایک بچہ فعل حرام کا نتیجہ

Marfat.com

اور دوسرا عمل مشروع اور طیب کا ثمرہ ہے۔ ہم پہلے کے تولد کو مذموم اور قابل نفرت اور دوسرے کی ولادت کو محمود اور موجب مسرت وانبساط سمجھتے ہیں۔

ٹھیک اسی طرح جو ''خوارق عادات عامہ'' اتباع رسول ﷺ اور خدائے واحد کی پرستش کا نتیجہ ہوں وہ کراماتِ اولیاء کہلاتی ہیں۔ جن کے مبارک ومحمود ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اس کے برخلاف جو ''خوارق'' اتباع شیطان' فسق وفجور' وظائف شرکیہ کے ثمرات سے ہوں' ان کا نام استدراج اور تصرف شیطانی ہے۔

پس اب نتیجہ کے طور پر ہمیں صاف صاف کہہ دینا چاہیے کہ کرامات سے ولی نہیں پہچانا جا سکتا۔ بلکہ ولی سے کرامات کی شناخت ہوتی ہیں۔ یعنی عرف عام میں یہ جو مشہور ہے کہ جس سے کرامات کا صدور ہو۔ وہ ولی ہے یہ غلط ہے بلکہ پہلے کسی کو ولی جانو اور یہ پہچانو کہ وہ ولی ہے یا نہیں! اگر وہ اہل توحید اور متبع سنتِ ہو اور ولی ثابت ہو تو پھر اس سے جو کچھ صادر ہو گا وہ کرامت ہو گی ورنہ استدراج اور کرامت میں آپ قطعاً کوئی تمیز نہیں کر سکیں گے۔

اولیاء اللہ کی پہچان

آئمہ حدیث نے جس حدیث کو ''ام الاحادیث'' یا ''ام الجوامع'' کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ اس میں یہ مذکور ہے کہ جبرائیل امین نے آنحضرت ﷺ کے احسان سے متعلق سوال کیا تو حضور نے جواباً فرمایا: ''**الاحسان ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يرالك**''

یعنی اس حدیث میں حضور ﷺ نے احسان (یعنی اخلاص) کے دو درجے فرمائے۔ اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ عبادت میں ایسا حضور ہو کہ گویا خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔ اسے مشاہدہ کہتے ہیں اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ تصور اور یقین کرے کہ خدا مجھے دیکھتا ہے۔ اسے مراقبہ کہتے ہیں۔

آج جسے تصوف اور درویشی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ زبان نبوی ﷺ سے اسے ''احسان'' کہا گیا ہے۔ عوام ظاہری احکام کو شریعت اور تصفیہ باطن کو طریقت اور مشاہدہ و مراقبہ کو حقیقت کہتے ہیں۔ مگر اس حدیث میں حضور نے تینوں مقامات کا تفصیلی ذکر کر دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام میں کامل وہی شخص ہے جو ان تینوں کا جامع اور

Marfat.com

عامل ہو۔ اگر کوئی پہلی پانچ باتوں توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا پابند نہ ہو اور آخری نمبر کا دعویدار ہو تو وہ جھوٹا ہے اور اگر کوئی پہلی پانچ باتوں پر جما رہے اور آگے قدم نہ اٹھائے اور ''احسان'' کی عملی تفسیر بن کر نہ دکھائے تو وہ بھی ناقص ہے۔

پس ایک ولی اللہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلام کے ارکان خمسہ کا پابند ہو اور پھر اپنی ساری قوتیں عبادت میں صرف کر دے۔ عبادات میں اعلیٰ ترین درجہ نماز کو دیا گیا ہے اور نماز ہی کے متعلق حضور کے الفاظ ہیں: **قرۃ عینی فی الصلوٰۃ** ۔ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور مسرت ہے۔ پھر فرمایا: **الصلوٰۃ معراج المؤمنین** ۔ نماز مؤمن کی معراج ہے۔ پھر ارشاد ہوا: **قد افلح المؤمنون ○ الذین ھم فی صلاتھم خٰشعون** ۔ یعنی وہی مومن فلاح پائیں گے جو نمازیں خشوع و خضوع سے ادا کرتے ہیں۔ پھر حضور فرماتے ہیں کہ: صلوا کمارأیتمونی اصلی نماز ایسی پڑھو جیسی میں پڑھتا ہوں۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے احسان (تصوف) کا تمام دارومدار ''نماز بطریق سنت'' ادا کرنے پر موقوف گردانا ہے۔ پس جو شخص نماز میں خشوع و خضوع قائم نہیں کرتا، وہ کبھی ولی نہیں ہو سکتا۔

کرامت کی شرعی حیثیت

شریعت نے ہر ولی کے لیے کرامت ضروری قرار نہیں دی۔ پس کرامات کو مدار ولایت نہیں سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ کرامت دلیل ولایت نہیں ہے۔ ولایت صرف ایمان اور تقویٰ کا نام ہے۔ اسلام میں ہر مومن اور متقی ولی اللہ ہے اور ہر ولی اللہ کے لیے معصوم ہونا بھی شرط نہیں اور نہ خطا سے بچنا اس کا خاصہ ہے۔

حضرت ابو علی جوزمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کن طالبا للاستقامۃ لا طالبا للکرامۃ فان نفسک متحرکۃ فی طلب الکرامۃ وربک یطلب منک الاستقامۃ ۔

استقامت کے طالب بنو نہ کرامت کے، طلب کرامت نفس کی خواہش ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں تو استقامت مطلوب ہے۔

Marfat.com

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر میں حضرت شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

"بعض عابدین جب جانفشانی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے متقدمین سلف صالحین کے حالات اور ان کی خرق عادات کا ذکر سنتے ہیں تو ان کو بھی خوارق کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر ان کو کوئی خرق عادت علامت حاصل نہ ہو تو یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ شاید ہمارے عمل میں قصور ہے۔ اگر وہ حقیقت سے واقف ہوتے تو خرق عادت کو معمولی سمجھتے اور یقین کرتے کہ بعض عابدین پر صدور خوارق کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ ان کا یقین بڑھ جائے۔ زہد فی الدنیا میں ان کا ارادہ پختہ ہو جائے اور اسباب ظاہری سے دستبردار ہو جائیں۔ پس صادق راست باز کو چاہیے کہ نفس کو استقامت پر مجبور کرے کہ یہی دراصل کرامت ہے۔" (کرامات اہل حدیث' ۲ تا ۷)

کرامت کی حقیقت اور اس کی شرعی حیثیت سمجھ لینے کے بعد آیئے ہم حضرت پیر طریقت' رہبر شریعت صاحبزادہ سیّد علی احمد شاہ صابر قصوری نقشبندی مجددی قادری قدس سرہ الباری جو عالم باعمل اور زاہد شب زندہ دار تھے۔ ان کی چند کرامات اور مکشوفات کا مطالعہ کر کے اپنے قلب و باطن کو منور اور روح و ایمان کی تازگی کا سامان کرتے ہیں۔

بقول مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی:

"جب کوئی آدمی ایمان میں کمزور یا کسی چیز کا محتاج ہو تو ان کرامات سے اللہ تعالیٰ پر ایمان قوی ہو جاتا ہے اور حاجت رفع ہو جاتی ہے۔"

ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ

گفتۂ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

کشف قلوب

کشف قلوب سے متعلق حضرت قبلہ پیر سیّد علی احمد شاہ صابر کے واقعات نذر قرطاس

Marfat.com

کرنے سے پہلے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ مجھے اس امر کا بخوبی احساس ہے کہ میری یہ تحریر ایک گواہی ہے۔ جس کے سچا ہونے یا جھوٹا ہونے دونوں صورتوں میں مجھے عنداللہ جواب دہ ہونا ہے۔ اس لیے میں جو کچھ بھی اپنی اس تحریر میں پیش کر رہا ہوں اپنی بشری طاقت و بساط کے مطابق درست اور صحیح باتیں ہی لکھ رہا ہوں۔ اگر اس سلسلہ میں کوئی خطا' غلطی سرزد ہوگئی ہو تو میں اس تواب الرحیم کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ رحمان و رحیم مجھ پر رحم فرمائے اور اپنی چادر ستاریت سے میرے عیوب' گناہوں اور کوتاہیوں اور خامیوں کو دور فرمائے۔ (آمین)

مصنف کا ذاتی واقعہ و مشاہدہ

یہ 1983ء کا واقعہ ہے کہ راقم علوم دینیہ کی تحصیل کے لیے مرکز علم وعرفان دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ ضلع سرگودھا جانے کی تیاریوں میں تھا کہ والدہ ماجدہ (اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر ہم پر سلامت رکھے) کے حکم کے مطابق بھیرہ روانگی سے پہلے حضرت پیر سیّد علی احمد شاہ صابر قصوری کی زیارت و حاضری کے لیے ساہیوال حاضر ہوا۔ یہ جمعرات کا دن تھا۔ جب میں آستانہ واقع سادات منزل جہال روڈ ساہیوال پہنچا تو شام ہو چکی تھی۔ حضرت صاحب قبلہ سے ملاقات کی تو آپ انتہائی شفقت' محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ گھر سے اپنے دست مبارک سے کھانا لے کر آئے اور پھر ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ اتنے میں نماز عشاء کا وقت ہو گیا۔ نماز باجماعت حضوری مسجد میں ادا کی۔ نماز کے بعد دیر تک مختلف دینی مسائل بالخصوص علم دین کی فضیلت پر بات چیت فرماتے رہے۔ اس راہ میں آنے والی مشکلات اور اکابر کی استقامت کے واقعات میری تربیت کے لیے سناتے رہے جن سے میں نے بہت سی راہنمائی لی۔ رات بیت رہی تھی راقم نے اجازت طلب کی تو فرمایا کہ کل صبح ہم نے جمعۃ المبارک کے لیے کنگن پور جانا ہے اور وہیں جمعہ پڑھیں گے۔ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں اور وہاں سے قصور روانہ ہو جائیں۔ چنانچہ آپ کے حکم پر میں نے رات آستانہ پر ہی قیام کیا۔ اگلے روز نماز فجر کے بعد ہم بذریعہ ٹرین کنگن پور کے لیے روانہ ہو گئے۔ پورے سفر میں انتہائی محبت و شفقت سے پیش آتے رہے۔ ساتھ آپ کا ایک خادم بھی تھا۔ جس کا

Marfat.com

نام میں محفوظ نہیں رکھ سکا۔ اسے اس عاجز کے متعلق بڑی محبت اور شفقت کے کلمات ارشاد فرماتے رہے۔ منزل پر پہنچے تو آپ کے مریدین اور ارادتمندوں کی کثیر تعداد اپنے شیخ کامل کے استقبال کے لیے ریلوے سٹیشن پر موجود تھی۔ آپ بڑی محبت اور اخلاق کے ساتھ تمام لوگوں سے ملے' ان سے مصافحہ کیا اور رہائش گاہ تک پہنچے۔ پہلے ناشتہ کیا۔ پھر نماز جمعہ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں بہت سے پیر بھائی بھی جمع ہو گئے تھے۔ بعد میں تمام لوگ ایک جلوس کی شکل میں جامع مسجد میں گئے تو اہل علاقہ نے والہانہ طور پر نعرہ ہائے تکبیر و رسالت کی گونج میں آپ کا استقبال کیا۔ جب آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو ایک دیدنی منظر تھا۔ اہل عقیدت کے لیے آج عید کا سماں تھا۔ مقامی نعت خواں حضرات کے بعد راقم کو حکم فرمایا کہ وہ خطبہ جمعہ دے۔ میں نے اپنی بے علمی کا عذر پیش کیا مگر قبول نہ کیا گیا۔ بالآخر آپ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے سٹیج پر کھڑا ہو گیا اور خطبہ مسنونہ کے بعد سورۃ الکوثر کی تلاوت کے بعد جو کچھ بیان کیا وہ بھی حضرت صاحب قبلہ کی زندہ کرامت تھی۔ جب میں گفتگو ختم کر کے بیٹھ گیا تو میرے بعد آپ کے خادم نے آپ کے حکم سے نعت شریف پڑھی۔ جس پر حاضرین نے خوب ہدیہ وانعام سے نوازا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ پیر صاحب کا خادم خاص ہے۔ اس لیے لوگ اس قدر انعام دے رہے ہیں۔ حالانکہ میں نے بھی اچھی تقریر کی ہے مجھے کسی نے بھی کوئی انعام نہیں دیا۔ بس یہ خیال میرے دل میں آیا ہی تھا کہ پیر صاحب نے میری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ اس پر سرمشاری کا اظہار کرتے ہوئے میں نے اپنی آنکھوں کو نیچا کر لیا۔ اس کے بعد جب نعت ختم ہوئی تو آپ نے اپنے مواعظ حسنہ کا آغاز کیا تو فتوحات کا دروازہ کھل گیا۔ لوگ انتہائی عقیدت کے ساتھ نذرانے پیش کر رہے تھے۔ جب آپ نے خطاب ختم کیا تو اپنے اسی نعت خواں خادم کو حکم دیا کہ یہ سب روپے اعظمی صاحب کو دے دو۔ چنانچہ اس نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے تمام پیسے اکٹھے کر کے میری جھولی میں ڈال دیئے اور اس کے ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ آپ مسافر ہیں اور ابھی آگے سفر کرنا ہے۔ جمعہ سے فارغ ہوئے تو کھانا وغیرہ کھانے کے بعد آپ نے ایک پیر بھائی کو حکم دیا کہ وہ مجھے سٹیشن سے قصور والی ٹرین پر روانہ کر آئے۔ چنانچہ میں ایک

Marfat.com

مرد درویش کی دعاؤں اور شفقتوں کے سایہ میں کنگن پور سے قصور اور پھر اگلے روز بھیرہ کے لیے روانہ ہو گیا۔

کرامت نمبر 2

بھٹو دورِ حکومت کی بات ہے کہ پنجاب بھر میں شدید سیلاب آیا تھا۔ اردگرد بارشوں نے تباہی مچا رکھی تھی۔ مگر قصور محفوظ رہا تھا۔ ان ہی دنوں میں فیصل آباد کے ضلع سے کچھ لوگ سیلاب زدگان کی امداد کے لیے قصور آئے۔ یہ وہ دور تھا جب فیصل آباد آمد و رفت کے لیے لاہور کے راستہ سے گاڑیاں آتی تھیں۔ یوں اتفاق سے فیصل آباد والوں کا وفد اور حضرت قبلہ پیر صاحب لاہور سے ایک ہی بس میں سوار ہو کر قصور آ رہے تھے جب بس قصور لاری اڈا پر پہنچ گئی تو ان لوگوں نے یہاں کے بعض لوگوں کے سامنے اپنا مدعا بیان کیا اور مصیبت زدہ سیلاب زدگان کے لیے امداد کی اپیل کی تو قصور کے ان لوگوں نے امداد کرنے کی بجائے انہیں جواب دیا کہ ''تم واپس چلے جاؤ۔ جب ہمارے قصور میں سیلاب آئے گا تو ہم تم سے امداد نہیں مانگیں گے۔ بلکہ خود اپنے بھائیوں کی مدد کریں گے۔'' حضرت پیر صاحب نے قصوریوں کے ان الفاظ کو سنا تو انہیں بہت دکھ ہوا۔ چنانچہ آپ نے خود جمعہ کے خطاب میں اس واقعہ کو بیان کیا اور بڑے جلال میں آ کر فرمایا: ''قصور والو! ڈرو خدا کے عذاب سے۔ اس کی گرفت سخت ہوتی ہے۔ جب وہ کسی کی پکڑ کرتا ہے تو کوئی اس کو چھڑانے والا نہیں ہوتا۔ آج تم نے مصیبت و مشکل میں پھنسے ہوئے اپنے بھائیوں کو غرور اور تکبر کے ساتھ یہ جواب دیا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے قہر کو دعوت دی ہے۔ یہ فرماتے ہوئے آپ کا چہرہ مبارک سرخ اور پر جلال ہو گیا تھا۔ اسی عالم میں خطبہ جمعہ دیا۔ جب نماز جمعہ کی دوسری رکعت پڑھ رہے تھے تو اس وقت اتنی شدید بارش ہوئی کہ شہر بھر کے گلی کوچے، گلیاں، بازار، سڑکیں اور میدان اپنا امتیاز کھو بیٹھے۔ شہر کا ہر محلہ اور گلی دریا کا منظر پیش کر رہا تھا۔ یہ قمری مہینے کا پہلا جمعہ تھا اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر ماہانہ روحانی محفل بھی عصر تا مغرب منعقد ہونا تھی۔ لوگ اسی بارش میں محفل کے لیے دربار پہنچے۔ حضرت پیر صاحب بھی تانگے پر سوار ہو کر تشریف لائے۔ لوگوں نے دیکھا کہ کالے سیاہ بادل چاروں طرف سے قہر

Marfat.com

خداوندی کا اعلان کر رہے تھے۔ شدید بارش کی وجہ سے شہر بھر کے راستے بھی بند ہو چکے تھے۔ بالآخر لوگوں نے حضرت پیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! ہمیں معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ اب کی مرتبہ معاف کر دے۔ آئندہ ہم ایسی غلطی نہیں کریں گے۔ جب ان کا اصرار بڑھا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست سوال دراز کیا اور عرض کیا کہ یا اللہ پاک! ہم تیرے عاجز اور گنہگار بندے ہیں۔ ہمیں ہماری خطائیں اور غلطیاں معاف کر دے۔ ہم صدق دل سے توبہ کرتے ہیں۔ آئندہ ایسی غلطی نہیں کریں گے۔ تیرے پریشان حال اور مصیبت زدہ بندوں کی مدد کریں گے۔ اے اللہ! ہمیں معاف کر دے۔

بس ہاتھ اٹھنے کی دیر تھی کہ بادل چھٹ گئے۔ بارش تھم گئی اور بارش کا پانی آناً فاناً یوں غائب ہو گیا گویا کہ بارش ہوئی ہی نہیں تھی۔ جب آپ نے دعا کی تھی اس وقت راقم بھی وہاں موجود تھا۔ گویا کہ یہ بھی راقم کا ذاتی مشاہدہ ہے۔

کرامت نمبر 3

میاں محمد رفیق ولد حاجی محمد امین مرحوم ایک نیک اور صالح ریٹائرڈ بینک آفیسر ہیں۔ انہوں نے ایک ملاقات میں راقم کو بتایا کہ 1984ء یا 1985ء کی بات ہے کہ جون کی 29 تاریخ اور جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے نیچے زمین تندور کی مانند تپ رہی تھی اور اوپر سے آسمان بھی آگ برسا رہا تھا۔ ہر انسان ''الحفیظ والامان'' پکار رہا تھا۔ اس شدید گرمی میں جب میں جمعہ پڑھنے کے لیے جانے لگا تو میں نے اپنے بیٹے لئیق احمد رومی کو بھی ساتھ لے لیا۔ تب اس کی عمر تقریباً 8 یا 9 سال کی تھی۔ شدت گرمی کے باعث بچہ پسینہ میں شرابور ہو رہا تھا اور اس پر گھبراہٹ طاری تھی۔ بچے کو دیکھ کر مجھے ترس آیا اور میں نے دل میں سوچا کہ آئندہ میں گرمی میں بچے کو ساتھ لے کر نہیں آؤں گا۔ یہ بات میں نے سوچی ہی تھی ابھی کسی سے ذکر بھی نہیں کیا تھا۔ مگر یہ میرے شیخ و مرشد کا کمال تھا کہ انہوں نے اسی وقت شرکاء کو فرمایا کہ تمام لوگ ہاتھ الٹے کر کے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی بارش نازل کرے۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو حضور ایزدی میں عاجزی و شرمساری کا

Marfat.com

اظہار کر کے الٹے ہاتھ ہواؤں میں بلند کئے۔ پیر صاحب بے خودی کے عالم میں گریہ وزاری کرتے جاتے اور بارگاہ قدسی میں کلماتِ دعا عرض کرتے جاتے اور سب لوگوں کی آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات اور زبانوں پر آمین' آمین کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ابھی دعا ختم ہوئی ہی تھی کہ چاروں طرف سے بادل اُمڈ آئے اور موسلا دھار بارش برسنا شروع ہو گئی۔ تمام لوگ جو کچھ دیر پہلے گرمی سے جھلس رہے تھے۔ وہ بارش اور ٹھنڈی ہوا سے محظوظ ہونے لگے اور ان سب کی زبان پر یہی کلمات تھے کہ یہ بارش پیر صاحب کی دعا کا نتیجہ ہے۔ سب نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے اپنے بندوں کو ایک ولی کامل کی دعا کے نتیجہ میں مشکل سے نجات بخشی۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مستجاب الدعوات ولی کامل تھے۔ اس طرح کی اور بھی بہت سی کرامات مشہور ہیں۔

کرامت نمبر 4

محترم حاجی محمد شریف قادری ساکن کوٹ فتح دین خاں قصور حضرت پیر سیّد علی احمد شاہ صابر رحمۃ اللہ علیہ کے انتہائی مخلص مرید ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ منڈی کنگن پور تشریف لے گئے۔ بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک اہل حدیث (غیر مقلد وہابی) مولانا محمد عبداللہ سے اچانک ملاقات ہو گئی۔ سلام کرنے کے بعد وہ کہنے لگا کہ پیر صاحب! میرے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے۔ آپ نیک آدمی ہیں۔ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد کی نعمت سے نوازے۔ مولانا عبداللہ کی یہ بات سن کر پیر صاحب نے فرمایا کہ تم اپنا عقیدہ درست کر لو' بدعقیدگی چھوڑ دو! ہم دعا کرتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے ہاں اولاد ہو گی اور پھر پوچھا کتنے بچے ہوں تو اس پر وہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی دے دے تو یہ اس کا کرم واحسان ہو گا۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت کھڑے کھڑے حضور ایزدی میں انتہائی عاجزی کے ساتھ دعا فرمائی اور جتنے بچے فرمائے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کو اتنے ہی بچے خالق باری تعالیٰ نے عطا کئے۔ پہلے بچے کی ولادت کے بعد خوشخبری سنانے کے لیے وہ پھر حاضر خدمت ہوئے اور ساتھ ہی اپنے سابقہ عقیدے وہابیت سے تائب ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

Marfat.com

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

کرامت نمبر 5

نئ آبادی جھال روڈ ساہیوال کے مقیم محترم محمد آصف سہیل بھٹی بیان کرتے ہیں کہ شروع شروع میں جب قبلہ علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہماری اس آبادی میں تشریف لائے تھے تو اس وقت یہاں پر کوئی ایک گھر بھی اہلسنّت کا نہ تھا۔ چند گھر وہابی الخیال اور باقی سب ہماری برادری کے لوگ دیو بندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ جب آپ یہاں تشریف لائے اور لوگوں کی اصلاح کے کام کا آغاز کیا تو ہم لوگ مذاق کیا کرتے تھے۔ لیکن آپ کے اخلاق عالیہ اور دعوت و تبلیغ کا یہ اثر ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ بعد لوگ بد اعتقادی کو چھوڑ کر عقائد اہلسنّت کے مطابق زندگی بسر کرنا شروع ہو گئے اور آج بحمد اللہ تعالیٰ آپ کے آستانہ مبارک کے آس پاس کوئی بدعقیدہ رکھنے والا ایک گھر بھی نہیں ہے۔ یہ آپ کی زندہ کرامت ہے۔ جس کا کسی وقت بھی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

کرامت نمبر 6

قصور کے معروف نعت گو شاعر منظور الحسن بغداد (ریڈیو، ٹیلی ویژن) حضرت شاہ صاحب قبلہ کے مخلص اور جاں نثار مرید ہیں کا بیان ہے کہ کچھ لوگ مجھے ناجائز تنگ کرتے تھے۔ روزمرہ جھگڑا اور فساد آن کا معمول بن چکا تھا۔ یہاں تک کہ مجھے اپنی فکر لاحق ہو گئی۔ وہ طاقتور اور اسلحہ سے لیس لوگ تھے۔ مجھے ہمہ وقت ان سے خطرہ رہتا تھا اور یہ میرے لیے زندگی کا ایک مشکل ترین مرحلہ تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ میں اسی پریشانی میں دوپہر کے وقت سو رہا تھا۔ گرمیوں کا موسم تھا کہ خواب میں میں نے اپنے مرشد و شیخ کو دیکھا کہ وہ میرے گھر تشریف لائے ہیں اور انہوں نے مجھے اپنے دونوں بازوؤں میں لے کر سینے سے لگا لیا اور فرماتے ہیں ''مجاہد بغدادی! پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے زور سے دبایا تو میں نے دیکھا کہ ہم حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر کھڑے ہیں۔ اس کے بعد دوسری مرتبہ مجھے پھر دبایا تو میں نے دیکھا کہ ہم مدینہ طیبہ میں سرکارِ دو

Marfat.com

جہاں ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہیں اور حضرت پیر صاحب مجھے فرماتے ہیں۔ مجاہد بغدادی! تمہیں مبارک ہو تمہاری پریشانی دور ہو گئی اور دشمن اپنے انجام کو پہنچ گئے ہیں۔ آپ یہ فرما رہے تھے کہ میری آنکھ کھل گئی۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے اپنے اہل خانہ کو یہ خواب سنائی۔ ابھی پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ ایک آدمی نے میرے گھر آ کر مجھے خبر دی کہ جن لوگوں کے ساتھ تمہارا جھگڑا چل رہا تھا وہ لاہور میں گرفتار ہو گئے ہیں اور اس وقت فلاں تھانہ میں نظر بند ہیں۔ اس وقت میرا ایک خالہ زاد بھائی گاؤں سے ہمیں ملنے کے لیے آیا تھا۔ وہ کہنے لگا کہ میں اس خبر کو اس وقت تک نہیں مانوں گا جب تک انہیں اپنی آنکھوں سے قید میں نہ دیکھ لوں۔ چنانچہ ہم دونوں اور دیگر ساتھی لاہور روانہ ہو کر متعلقہ تھانے میں پہنچے تو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ تھانہ کی جیل (حوالات) میں بند ہیں۔ یوں میرے اعزاء و اقارب نے بھی میرے شیخ کی اس کرامت کا اپنی آنکھوں کے ساتھ مشاہدہ کیا۔ یہ میرے شیخ کی زندہ کرامت اور مجھ پر ایسا احسان ہے کہ جس کو میں قیامت تک نہیں بھول سکتا اور نہ فراموش کر سکتا ہوں۔

کرامت نمبر 7

ایک مرتبہ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے راقم کو حضرت شاہ صاحب سے اپنی بیعت کی برکات کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ بیعت کرنے سے پہلے میرے اندر ہر قسم کا عیب تھا اور میں ہر گناہ بلا جھجک کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے بیعت بھی کر لی۔ لیکن پھر بھی مجھ پر شہوانی خیالات غالب رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ میں نے ایک عورت کی عصمت سے کھیلنے کا پروگرام بنایا اور اس کو میں نے خوب شیشے میں اتار رکھا تھا۔ مگر تین دن تک ایسا ہوا کہ ہم جو بھی وقت مقرر کرتے اس وقت کوئی نہ کوئی ایسا معاملہ پیش آ جاتا کہ ہم دونوں اپنی شیطانی خواہش کی تکمیل نہ کر پاتے۔ اس کے باوجود جب چوتھا دن آیا تو ہم نے ایسا وقت رکھا کہ جس میں ہم دونوں کو یقین تھا کہ اس وقت ہم ضرور اپنی خواہش پوری کر لیں گے۔ چنانچہ میں طے شدہ وقت سے کچھ دیر پہلے مقررہ جگہ پر پہنچ گیا اور اس عورت کا انتظار کرنے لگا۔ ابھی وہ تو نہیں آئی تھی مگر انتظار کرتے کرتے مجھے نیند آ گئی اور میں گہری نیند سو

Marfat.com

گیا۔ مگر میرے مقدر کا ستارہ جاگ اٹھا۔ یوں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے گھر کی چھت پر میرے مرشد و شیخ حضرت صاحبزادہ سیّد علی احمد شاہ کھڑے ہیں اور میں نیچے کھڑا ہوں۔ وہ برابر میری طرف دیکھتے جاتے ہیں۔ میں اپنے دل میں عورت والا ماجرا سوچ کر شرمندہ ہوتا ہوں کہ اتنے میں حضرت ہماری سیڑھیوں کے ذریعہ نیچے تشریف لاتے ہیں اور اترتے اترتے مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ بس کر جاؤ ہمیں کب تک پریشان کرو گے۔ میں آج تجھے اس گناہ سے بچانے کے لیے صبح سے یہاں موجود ہوں۔ بس خواب میں حضرت صاحب کے منہ مبارک سے یہ سننے کی دیر تھی کہ میری آنکھوں میں آنسو رواں ہو گئے اور میں نے خواب میں ہی آپ کے سامنے توبہ کر لی اور آئندہ سے ہر گناہ کو چھوڑنے کا عہد کیا اور آپ سے وعدہ کیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور میری استقامت کے لیے دعا کی۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ جس نے میرے مرشد کے صدقہ میں مجھے گناہوں کی زندگی سے نکال کر سیدھی راہ پر چلایا اور مجھے ہدایت عطا کی۔ پھر اس کے بعد میں نے کبھی ایسا گناہ نہیں کیا جس سے میرے مرشد پاک کو کوئی پریشانی لاحق ہو۔

Marfat.com

علماء و مشائخ کے تاثرات

حضرت قبلہ پیر سیّد علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، علمی مقام و مرتبہ اور روحانی مقامات سے متعلق آپ کے معاصر علماء و مشائخ نے آپ کی حیاتِ مبارکہ میں اور وصال کے بعد جن جذبات کا اظہار کیا۔ جو تاثرات بیان کئے ان میں سے صرف چند اہل علم و فضل کے فرمودات ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

شیخ الحدیث علامہ پیر ابوالنصر منظور احمد شاہ ہاشمی ساہیوال

حضرت پیر سیّد علی احمد شاہ صابر موجودہ دور کے مشائخ کرام میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے۔ آپ اپنی ذات میں ایک مبلغ اور صوفی باصفا تھے۔ جن کی زندگی شریعت اسلامیہ کی آئینہ دار تھی۔ آپ ہمیشہ احکام شرعیہ کی پابندی کرتے رہے۔ اپنے احباب، مخلصین، مریدین متوسلین کو بھی احکام دینیہ کی پابندی اور پاسداری کا درس دیتے رہے۔ میں نے اپنی زندگی میں انہیں ہمیشہ ایک نیک اور صالح انسان پایا۔

حضرت صاحبزادہ سیّد علی احمد شاہ کا میرے ساتھ اور مرکز علم و معرفت جامعہ فریدیہ ساہیوال کے ساتھ عقیدت، محبت، شفقت اور خصوصی انس کا تعلق رہا ہے۔ انہیں جب بھی جامعہ میں دعوت دی گئی۔ انہوں نے خندہ پیشانی سے نہ صرف دعوت کو قبول کیا۔ بلکہ پروگرام میں تشریف لاکر خصوصی دعاؤں سے بھی نوازا۔ آپ جامعہ کی ترقی پر خوشی و مسرت کا اظہار کرتے تھے۔ شاہ صاحب کا انتقال یقیناً اہل سنت کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ ان کے وصال سے پیدا ہونے والا خلا پر ہونا مشکل ہے۔

الولد سرلابیہ کے مصداق حضرت کے صاحبزادہ والا شان پیرزادہ سیّد عمران احمد ولی

Marfat.com

شاہ صاحب بھی اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نہ صرف میرا احترام کرتے ہیں اور مجھے عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بلکہ وہ بھی جامعہ کے ساتھ ایک محبت کا تعلق رکھتے ہیں۔ میں نے انہیں بھی ایک نیک صالح نوجوان کی سیرت کا حامل پایا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقہ جلیلہ میں حضرت صاحبزادہ سیّد علی احمد شاہ قدس سرہ کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے اور ان کے فیضان کو تا قیامت جاری رکھے اور پیرزادہ سیّد عمران شاہ صاحب کو اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین اسلام اور مسلک حقہ اہل سنت کی گراں قدر خدمات سرانجام دینے کی توفیق عنایت کرے۔ (مکتوب علامہ مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ ہاشمی بنام راقم)

استاذ العلماء شیخ القرآن والحدیث علامہ مفتی علی احمد سندھیلوی لاہور

بلا شبہ حضرت صاحبزادہ صاحب مرحوم و مغفور ایک مخلص داعی الی الحق اور شیخ کامل تھے۔ آپ نے زندگی بھر دعوت و تبلیغ اور اصلاح احوال کا فریضہ سرانجام دیا اور اس کو جلب زر اور طلب منفعت کا ذریعہ نہ بنایا۔ آپ کے تعارف اور علمی مقام کو جاننے کے لیے یہی کافی ہے کہ آپ کی نسبت روحانی و ننھیالی حضرت خواجہ خواجگان حضرت مولانا شاہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری نقشبندی مجددی سے ہے اور آپ عمر بھر ان کے فیوضات کو عام کرتے رہے اور اپنے متوسلین، معتقدین اور مخلصین عامۃ المسلمین کی عقائد حقہ اہل سنت اور طریق حق کی طرف راہنمائی کرتے رہے۔

(مکتوب بنام راقم محررہ 25 مارچ 2006ء از لاہور)

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی لاہور

صاحبزادہ سیّد علی احمد شاہ صابر خانوادۂ مخدومان پنجاب قصور کے نامور عالم دین تھے۔ آپ کی ساری زندگی تبلیغ دین میں گزری۔ آپ نے قصور کے نقشبندی مجددی خاندان کے روحانی فیضان کو عوام تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

(مکتوب بنام راقم 25 اپریل 2006ء از لاہور)

Marfat.com

علامہ مولانا حافظ نذیر احمد فریدی پاکپتن

شیخ الاسلام پیر طریقت حضرت علامہ پیر سیّد علی احمد شاہ صاحب اللہ تعالیٰ کے عباد مخلصین اور سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کے سچے عاشقوں میں سے تھے۔ ان کی اسلامی خدمات جلیلہ کی بنیاد پر انہیں رشد و ہدایت کا مینارہ اور اسلام کا ستون کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ قبلہ شاہ صاحب کی دعاؤں میں جو سوز و گداز ہوتا تھا وہ آج بہت کم نظر آتا ہے۔

(مکتوب بنام راقم محررہ 11 دسمبر 2006ء لاہور)

علامہ الحاج محمد اللہ دتہ فریدی نظامی ساہیوال

بندگانِ خدا کی میراث عشق کا ایک وارث، سلف صالحین کی جیتی جاگتی تصویر، حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی تعلیم و تربیت کے مبلغ، حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری کی روحانیت کے امین حسنی حسینی قندیلوں کا نور فخر سادات مخدوم المشائخ حضرت پیر طریقت صاحب زادہ سیّد علی احمد شاہ صابر زیب سجادہ آستانہ عالیہ مخدومیہ حضوریہ قصوریہ ساہیوال تھے۔ آپ اپنے بزرگوں کے علمی و روحانی فیضان کے صحیح وارث تھے۔ حضرت قبلہ پیر صاحب حسن صورت اور حسن سیرت کا حسین مرقع تھے۔ آپ ایک خدا ترس اور خدا رسیدہ انسان تھے۔ آپ ملنسار، شفیق اور ضرورت مندوں کے لیے وسیع دستر خوان رکھتے تھے۔

(پیر سیّد علی احمد صابر شاہ، ایک نیک سیرت درویش، ایک شفیق مصلح، ص 4 ناشر دعوت حق ساہیوال)

محمد رمضان قادری ایم اے ایم ایڈ

حضرت قبلہ مخدوم المشائخ سیّد علی احمد شاہ صاحب اہل سنت و الجماعت کی تعلیمات و عقائد کے زبردست حامی اور مبلغ تھے۔ بد مذاہب سے سخت نفرت کرتے تھے۔ اپنے ارادت مندوں کو بھی ان کے دامن فریب سے بچنے کی تلقین کرتے تھے۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کشتہ عشق حبیب حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی فکر سے وابستگی پر بہت زور دیتے تھے۔

(مختصر حالاتِ زندگی حضرت سیّد علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ ص 3 مطبوعہ قصور)

Marfat.com

شیخ المشائخ حضرت پیر روح الامین آف دیول شریف

حضرت صاحبزادہ پیر سیّد علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے ولی کامل اور ایک عظیم مبلغ اور مصلح تھے۔ جن کی ساری زندگی دعوت و تبلیغ اور اصلاح وارشاد میں گزری۔ خواجۂ خواجگان بڑے پیر صاحب حضرت خواجہ عبدالمجید سرکار دیول شریف آپ کے ساتھ خصوصی محبت و شفقت کا تعلق رکھتے تھے۔

حضرت صاحبزادہ پیر مفتی محمد محبّ اللہ نوری بصیر پور شریف

حضرت شاہ صاحب مسلکی اعتبار سے بڑے متصلب تھے۔ خصوصاً گستاخانِ رسول اور گستاخانِ صحابہ روافض کے خلاف شمشیر برہنہ تھے۔ مریدین کو اتباع شریعت، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور پختگی عقائد کا درس دیتے تھے۔ دینی محافل کی سرپرستی کرنے خصوصاً محافل نعت کے انعقاد کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔

قحط الرجال کے اس دور میں ان کا وجود بسا غنیمت تھا۔ اللہ تعالیٰ جل وعلا ان کی دینی و تبلیغی خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور انہیں جنت الفردوس میں درجاتِ عالیہ سے سرفراز فرمائے اور ان کے جانشیں صاحبزادہ سیّد عمران ولی شاہ صاحب کو ان کا مشن زندہ رکھنے اور اسے آگے بڑھانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (مکتوب بنام راقم، محررہ 9 جنوری 2007ء)

شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ

حضرت مولانا سیّد علی احمد شاہ صابر قصوری قادری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دور کے ... ا پا اخلاص علماء میں سے تھے۔ انہیں ایک طرف حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کے سجادہ نشین ہونے کا اعزاز حاصل تھا تو دوسری طرف حضور مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری قدس سرہ کے قیامِ پاکستان سے پہلے شاگرد ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ وہ پچاس سال کا عرصہ قصور میں فی سبیل اللہ جمعہ پڑھاتے رہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ

(مکتوب بنام راقم محررہ 29 جنوری 2007ء؛ 29 محرم الحرام 1428ھ)

Marfat.com

پیر طریقت حضرت علامہ مفتی احمد یار طیبی

پیر صاحب شریعت کے بہت بڑے پابند تھے۔ طریقت حقیقت معرفت کے ناپیدا کنار سمندر تھے۔ اپنے مریدوں کو سختی سے پابندی شریعت کی تلقین فرماتے۔ احکام شرعیہ نماز، روزہ، زکوٰۃ پر بہت زور دیتے تھے۔ علم ظاہری کے علاوہ آپ کو وراثۃً علم باطنی سے بھی وافر حصہ ملا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ظاہری حسن بھی ایسا عطا کیا تھا کہ دیکھنے والے جب آپ کو دیکھتے تو دھنگ رہ جاتے اور اکثر احباب کی زبان سے یہ کلمات سنے جاتے کہ جب آلِ رسول ﷺ کا یہ حسن ہے تو نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے حسن کی کیا بات ہوگی؟

مؤرّخ پاکستان محترم محمد صادق قصوری

حضرت پیر سیّد علی احمد شاہ صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی میں نے بارہا زیارت کی ہے۔ ان کے مواعظ حسنہ سننے کا مجھے کئی بار موقعہ ملا ہے۔ 1960-61ء میں ان کی اقتداء میں اکثر نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ان کی تقریر میں سوز و ساز تھا۔ ان کی باتوں میں گلوں کی سی خوشبو تھی۔ ان کا بیان مدبرانہ، مفکرانہ اور عارفانہ ہوتا تھا۔ ان کی گفتگو انتہائی متاثر کن اور ان کا خطاب دلوں میں اترتا جاتا تھا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں مگر طاقت پرواز رکھتی ہے

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد گل احمد خان عتیقی

(رکن اسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر)

حضرت صاحبزادہ سیّد علی احمد شاہ صابر اپنے وقت کے جید عالم اور نامور شیخ طریقت تھے۔ اپنی نیکی و پارسائی، تقویٰ و طہارت کے باعث وہ ایک مرد صالح اور ولی کامل تھے۔

Marfat.com

منظوم نذرانۂ عقیدت

Marfat.com

راقم کی درخواست پر ملک کے نامور شعراء اور معروف تاریخ گو احباب نے حضرت مخدوم ملت کوکب طریقت، رہبر شریعت صاحبزادہ سیّد علی احمد شاہ صابرؒ کے وصال پر قصائد اور مداح کی صورت میں سپاس عقیدت پیش کرنے کے علاوہ قطعات کی صورت میں مادہ ہائے تاریخ لگائے ہیں۔ ان میں سے چند ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

''خاص سال رحلت'' 1420ھ

''حق اندیش سید علی احمد شاہ قصوری نقشبندی مجددی''

1999ء

افسوس چل بسے وہ شعلہ بیاں مقرر
علماء و اصفیاء میں تھے جو بزرگ و برتر
صابر یہ کہہ رہے ہیں جنت میں حورو غلماں
''سید علیِ احمد ہیں خلد میں قلندر''

1420ھ

محترم صابر براری کراچی لکھتے ہیں:

1- ''تربت خوش کلام'' 1999ء

2- ''تربت خوش نما'' 1999ء

1- ''تربت عالی وقار'' 1740ھ

2- ''تربت معارف آگاہ'' 1420ھ

3- ''تربت محبوب عصر'' 1420ھ

Marfat.com

قطعہ تاریخ رحلت

حضرت صاحبزادہ فیض الامین مدظلہ، موتیاں ٹھیکریاں ضلع گجرات

”عزیز اولیاء خواجہ سید علی احمد شاہ صابر قصوری“

1999ء

شد زما سید علی احمد نقیب کا ملاں
زبدہ اہل بصیرت قدوۂ اہل زماں

در شریعت بے نظیر و در طریقت بے مثال
قلب او روشن زحب سرورِ کون و مکاں ﷺ

روز شنبہ بست و ہشتم از جمادی ثانوی
بست رخت زندگانی جانبِ دار الجناں

وا دریغا مسندِ خواجہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ شد تہی
چشمۂ فیضِ رسول اللہ رفت از تشنگاں

یا الٰہی برفرازش ابرِ صد رحمت ببار
مسکنش اور اعطاکن در جوارِ قدسیاں

یوں زہاتف جبت سالِ رحلتش فیض الامیں
او ندا زد ”سرگروہِ اصفیا رفت از جہاں“

1420ھ

صاحبزادہ فیض الدین
موتیاں ٹھیکریاں ضلع گجرات

Marfat.com

ممتاز مورخ محترم محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری

حضرت پیر سید علی احمد شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی، سجادہ نشین
حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت: 1928ء وصال: 1999ء 1420ھ

"فروغِ شمع یمنِ اسلام"

1928ء

قطعۂ سالِ ولادت:

وہ فخر سلسلہ دائم الحضوری کا
کہاں نصیب شہاں ہے جو اس کی عظمت ہے
مجھے تھی سالِ ولادت کی فکر، بولا سروش
"چراغِ بابِ طریقت" سن ولادت ہے

1928ء

قطعاتِ تاریخ (سالِ وصال)

1

گیا دارِ فنا سے سوئے جنت
گرامی منزلت مردِ حقیقت
اس عبدِ حق کا طارقؔ وصل کا سال
کہا ہے "شانِ فردوسِ طریقت"

1420ھ

Marfat.com

2

وفاتِ مردِ حق سے ہوگئی ہے — فسردہ محفلِ اہلِ محبت

کہی تاریخِ رحلت اس کی طارق — ہے ''طوبیٰ' شوکتِ بزمِ حقیقت''

1420ھ

3

خوشا وہ تاجورِ کشورِ ہدایت ہے — جہانِ علم وخبر میں بھی اس کی شہرت ہے

بلند بزمِ شریعت میں بھی مقام اس کا — وہ ایک دیدہ ورِ گلشنِ طریقت ہے

وہ شیخِ وقت، وجوداس کا شان وشوکتِ فقر — وہ ماہِ معرفت و نیرِ ولادت ہے

کمالِ نطق وخطابت میں بھی سرآمدِ عصر — وہ ہر لحاظ سے محمود و با سعادت ہے

وہ مردِ حق نگر و صدق کیش وخوب عمل — اب حکمِ حق سے مقیم ریاضِ جنت ہے

وہ پیشوائے زمانہ تھا اس کی فرقت سے — غمیں، اداس، وحزیں حلقہ عقیدت ہے

کہا سروش نے مجھ سے کہ اس معظم کا

''چراغِ فوزِ بصیرت'' سے سالِ رحلت ہے

1999ء

Marfat.com

منقبت

سیّدی کوکب طریقت، رہبر شریعت حضرت سید علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

بحکم محترم پروفیسر محمد الیاس اعظمی صاحب

ذکر جانِ دو عالم تو جاری ہی تھا
اک نواسے کی شکل آ گئی سامنے

آنکھ پُرنم ہوئی، دل تپیدہ ہوا
شکل علی احمد آ گئی سامنے

شاہ نذیر کا لختِ جگر خوب تھا
دہلویوں کا نور نظر خوب تھا

پایا حسنی حسینی بڑا روپ تھا
خدمت نصف صدی آ گئی سامنے

وہ شریعت، طریقت کے بدر الدجیٰ
وہ حلیمی، کلیمی کے بدر الدجیٰ

ان کو دیکھا تو دل نے کہا برملا
جانِ جاں کی شبیہ آ گئی سامنے

شاہ ایسا کہ دل پہ حکومت کرے
بات ایسی کہ دل میں اُترنے لگے

فیض دائم الحضوری لٹانے لگے
نقشبندی وجیہ آ گئی سامنے

خون دل دے گئے پاک تحریک کو
ماہ ختم نبوت کی تحریک کو

اور نظام نبی والی تحریک کو
کربلا کی شبیہ آ گئی سامنے

پیکر حسن تھا صورتاً سیرتاً
مصطفائی پھبن صورتاً سیرتاً

دل میں جلوہ فگن صورتاً سیرتاً
کتنی پیاری شکل آ گئی سامنے

کاش میں بھی جو پاتا حسین دور وہ
اُن کی محفل کا پاتا حسین دور وہ

شاہ دائم الحضوری کے فردوس کو
وہی محرومی ہی آ گئی سامنے

رشک لازم ظفر چشتی کے اوج پر
منقبت لکھ کے پہنچا بڑے اوج پر

میں نے دیکھا ہے منصب بڑے اوج پر
ان کی نظر کرم آ گئی سامنے

عبدالحق ظفر چشتی

مصطفیٰ آباد لاہور

19-02-2007

Marfat.com

منقبت

درشان حضرت پیر سیّد علی احمد شاہؒ

سجادہ نشین حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری

پائندہ بخارا کے ہیں سادات ہمیشہ
رخشندہ رہیں ان کی روایات ہمیشہ

جاری ہے محی الدین کا فیضان برابر
دیکھی ہیں اہل دل نے کرامات ہمیشہ

شہر قصور میں ''علی احمد'' ہوئے بزرگ
صد افتخار محفل سادات ہمیشہ

جو صدق دل سے آئیں گے چوکھٹ کو چومنے
پاتے رہیں گے حسن کی خیرات ہمیشہ

والد ہیں ان کے حضرت سیّد نذیر شاہ
جو موردِ الطاف ہیں دن رات ہمیشہ

استاد بڑے ''صاحب برکات'' ہیں ان کے
کرتے رہے ہیں علم کی برسات ہمیشہ

تحریک ترپن (۵۳) ہو چوہتر (۷۴) کہ ستتر (۷۷)
زندہ رہیں گی آپ کی خدمات ہمیشہ

ہے اس کے سواء اور سعیدی کی طلب کیا
مرشد کی توجہ کا رہے ساتھ ہمیشہ

صلاح الدین سعیدی

ڈائریکٹر تاریخ الاسلام فاؤنڈیشن لاہور

Marfat.com

منقبت بحضور سید علی احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ

سرکارِ مدینہ کا دلدار علی احمد
سادات کے گلشن کی مہکار علی احمد

اللہ کی محبت میں رہتے تھے فنا ہر دم
دیتے تھے ہر اک طالب کو پیار علی احمد

ملتا تھا سکوں سب کو آ کر تیری محفل میں
اخلاق و محبت کا شہکار علی احمد

بغداد کے شہنشاہ کے فیضان کا وارث ہے
نسبت سے سجا تیرا گلزار علی احمد

صورت کا تیری پھر وہ دیوانہ سا ہو جاتا
ملتا تھا جسے تیرا دیدار علی احمد

بھولیں تیری محفل کی کیسے وہ حسیں باتیں
ہے نقش تیری دل پر گفتار علی احمد

یہ شرف حسن کا ہے جو پیش ہے نذرانہ
انمول ہوئے تجھ سے اشعار علی احمد

سید حسن رضا اویسی منہاجین
منہاج یونیورسٹی لاہور

Marfat.com

سید علی احمد صاحب ''بشرح اسم گرامی''

''ع'' سے تیرا عالی رتبہ ''ل'' سے تیری لجپال ہستی
''ی'' سے یا رسول اللہ ''الف'' سے الحمد کی کرن ہے
''ح'' سے حلم و عطا کا خوگر ''م'' سے محبتوں کا چمن ہے
''د'' سے دائم حیات تیری جنت تیرا وطن ہے

تیری نگاہِ توجہ نے پالا کیا جواں مجھ کو
ہوگئی ہے تیری فرقت عذابِ جاں مجھ کو
کر مجھ پر نگاہِ کرم کہ ابرِ خوف چھٹے
دے دونوں جہانوں میں اپنی اماں مجھ کو
''وہ میرا یوسف ثانی وہ شمعِ محفلِ عشق
ہوئی ہے جس کی اخوت قرارِ جاں مجھ کو''

آج ان کی یادوں میں میری ذات کھو گئی
جو بات ان کے منہ سے نکلی وہی بات ہوگئی
وہ طریقت کی تصویر تھی مجھے جان و دل سے عزیز تھی
اب جن کی ذات ہے ابدی نیند سو گئی

روزِ محشر ہی ہوگی ملاقات اب تم سے
نہیں خواب میں بھی ملنے کا سماں پیدا کرو
وہ خواب میں بھی مل سکتے ہیں بیداری میں بھی
بلالؔ انہیں ملنا ہے تو ہمت جواں پیدا کرو

فیضانِ مرتضیٰ کے امیں تھے علی احمد
مولا علی سے مہ جبیں تھے علی احمد
سیرت تھی ان کی نورِ طہارت سے مستنیر
صورت میں بھی نورِ مبیں تھے علی احمد

محمد بلال ہاشمی سروری قادری سیالکوٹ

Marfat.com

منقبت حضرت علی احمد شاہ صاحب علیہ الرحمتہ

سر تابقدم جود و سخا تھے مرے حضرت
اک پیکر صد لطف و عطا تھے مرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ

وہ مسند ارشاد و حکمت پہ تھے فائز
اور ذات میں علم و حلم و وفا تھے مرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ

تھے مرشدِ روحانی سید علی احمد رحمۃ اللہ علیہ
اک راہبر و راہنما تھے مرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ

تھے خلق میں وہ قرنِ اول کا نمونہ
یا خوئے کرم شرم و حیا تھے مرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ

چہرہ تھا تبسم سے مثل گل خنداں
گلشن میں یوں مانند صبا تھے مرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ

تھا شہر قصور اپنے بخت پہ نازاں
جب اس میں قدم رنجہ فرما تھے مرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اشرف اب جا کے کسے دکھ اپنا سناؤں
وہ دن گئے جب جلوہ نما تھے مرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نذرانہ عقیدت

خاکپائے غوث اعظم رضی اللہ عنہ

پروفیسر محمد اشرف چودھری

ڈائریکٹر FMRI منہاج القرآن

Marfat.com

سید حضرت علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(منظوم ہدیہ عقیدت)

جبیں عجز ہے خم ان کے آستاں کے لیے
کہ تاب مجھ میں نہیں اب کوئی بیاں کے لیے

مری نگاہ تصور میں ہیں علی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ
وہ جن کا ذکر ہے تسکین قلب و جاں کے لیے

ہیں قادری و نقشبندی سلسلے کے امین
وہی تو نورِ ہدایت ہیں گمرہاں کے لیے

ہوئی مواعظ حسنہ سے خلق بہرہ مند
سراپا خیر و عطا تھے وہ اک جہاں کے لیے

دعائیں بندۂ مولا کی مستجاب ہوئیں
کہ تھیں وہ مائل پرواز آسماں کے لیے

کیا فریضہ اصلاح حال خلق ادا
وہ ایک چشمہ شیریں تھے تشنگاں کے لیے

Marfat.com

بفیض نسبتِ حضرت غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ
وہ جن کا تذکرہ ہے حسن و زیبِ داستاں کے لیے

ولی کامل و مرشد شاہ غلام علی
کہ دہلی میں گل خنداں تھے گلستاں کے لیے

ہے اتنا خوب و مصفا و ذکر پاک ان کا
کہ بوسے نطق و بیاں نے مری زبان کے لیے

ہے جاری فیض علی احمد شاہ اب بھی یہاں
ضیائے حق ہیں وہ ظلمت میں کارواں کے لیے

مری جبینِ عقیدت ہوئی ہے خم نیر
جھکا ہے دل مرا حضرت کے آستاں کے لیے

نذرگزار
ضیانیر
شعبہ ادبیات فرید ملت ریسرچ انسٹیٹیوٹ
لاہور

Marfat.com

درِ مدح

عالی مرتبت قبلہ و کعبہ پیر و مرشد حضرت سیّد علی احمد شاہ قصوری (بحرِ ترشیح)

(س ی د، ع ل ی، ا ح م د، ش ا ہ، ق ص و ر ی)

س سو جان سے مرشد علی احمد پہ فدا ہوں — سوغات عقیدت کی لئے محوِ ثناء ہوں

ی یا مرشد و مولا میں فقیر آپ کے در کا — طالب ہوں فقط ایک عنایت کی نظر کا

د دردِ دلِ درویش کا لاریب ہے چارہ — بس آپ کی اک چشم عنایت کا اشارہ

ع عام آپ کا فیضانِ کرم سب کیلئے ہے — دن کیلئے سورج ہے، قمر شب کے لیے ہے

ل لبریز مئے عشق سے پیمانہ ہے دل کا — آباد فقط آپ سے میخانہ ہے دل کا

ی یہ بندۂ کمتر ہے طلبگارِ حضوری — اک نظر کرم کیجئے یا پیر قصوری

ا اللہ کے ولیوں کی جدا شان ہے مرشد — قرآن میں اللہ کا فرمان ہے مرشد

ح حاضر ہوں کہ دیدار کروں روئے حسیں کا — آتا ہے جمال اس میں نظر عرش نشیں کا

م مولا کی محمدؐ کے گھرانے سے ہے نسبت — ہے سب سے جدا آپ کی شان، آپ کی عظمت

د دنیا کے سلاطین ہیں چوکھٹ کے سوالی — جاتا نہیں کوئی بھی کبھی لوٹ کے خالی

ش شہکارِ ولایت ہے حضور آپ کی ہستی — تصویرِ عنایت ہے حضور آپ کی ہستی

ا اللہ سے ملاتے ہیں فقط اللہ کے بندے — ملا تو لگاتے ہیں یونہی حرص کے پھندے

ہ ہر سانس سے آتی ہے مجھے آپکی خوشبو — کرتا ہوں زیارت تو پکار اٹھتا ہوں "یاہو"

ق قدسی بھی درِ پاک پہ دیتے ہیں سلامی — شاہانِ جہاں آپ کی کرتے ہیں غلامی

Marfat.com

ص صد شکر کہ نسبت کا شرف میں نے بھی پایا — پستی کو بلندی نے قریب اپنے بٹھایا
و ویرانہ دل رشک گلستان بنایا — دیوانے کو اِک صاحب عرفان بنایا
ر رہتا ہے سدا آپ کا ہی نام زباں پر — ہے آپ کی ہستی مری ہر سوچ کا محور
ی یہ مدح کا تحفہ ہو قبول آپ کو شاہ — اشعار کے سانچے میں جسے ناؔز نے ڈھالا

شاعر: فقیر ازل مست وحق پرست

نیاز خیالوی

خالق-تم ہی تو گورکھ دھندا ہو

یہ اشعار محترم المقام جناب محمد الیاس اعظمی کی فرمائش پر معذول کئے گئے۔

Marfat.com

قصیدہ تقریظ

للشيخ المرشد السيد على أحمد القادرى النقشبندى القصورى

يــا وارثــا لــلــقــادريــه مشــربــاً
انــت الــعــلــى الأحــمــد بــن الأحــمــد *
يــا مــن سبــقــت ذويك فــى درج العــلا
حتــى عــلــوت عــلــى ســمــاء الــفــرقــد
أنـــــى أتيتك أرتــــجيك مـــحبةً
وشـــفــاعــة يــاذا الــمــقــام الأمــجــد
فــلــكــم عــرفــت بــأن نسلك طــاهــر
وبــأن عــلـــمــك قدوة لــلــمـــقــتــدى
ولــكــم عــلــمــت بــأن ســرّك ظــاهــر
بيــن الأنـــام لــطـــالـــب أومهتـــدى
يــامــن ورثــت مــن الــكــبــار عــلــومهم
كــالسيــد الــبــريــلــوى الأوحــد
مــن بــعــض جــودك جــد عــلــيــنــا أنــنــا
لــمــعــلــقــون بــبــعــض جــودك سيــدى

* كان الشيخ من آل النبي ﷺ

واسمح لنا أن نستقي بطريقة
للغوث عبدالقدار المتفرد
فلقد أخذت وقد ملكت زمامها
ومنحت سر الذكر للمسترشد
وعلو كعبك في العلوم محقق
ومؤلقاتك فوق نقد الناقد

الأستاذ الدكتور

شهاب الدين أحمد فرفور الدمشقي

رئيس قسمي الشريعة واللغة العربية

في جامعة المنهاج لاهور

Marfat.com

نعت گو: شاعر منظور الحسن بغدادی

منقبت

پیر سیّد علی احمد صابر زیب سجادہ خواجہ دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ

میرا پیر ولی لج پال' میرا ولی لج پال
جس تے نظر کرم فرماوے بدل دے اس دا حال

پیر صابر دا سوہنا گھرانہ جان دا جس نو سارا زمانہ
مولا علی دی اولاد ہے یارو سوہنے نبی دی آل

پیر ولی دی نسبت رہندا دوارے اٹھ دا بہندا
اوہنوں کدی وی تھوڑ نہیں رہندی کدی نہ مکدا مال

سوہناں میرا پیر قصوری رہندا جہڑا وچ حضوری
جہڑا گیت ایہناں دے گاوے وگڑے نہ اس دا وال

منگیاں مراداں دلدیاں پاوے کدی نہ مڑ کے خالی جاوے
ساہیوال دے عرس تے یارو جاندا اے جو ہر سال

آس کرو بغدادی دی پوری خواجہ دائم الحضوری
جدوں کدی وی مشکل آوے اوسنوں دینا ٹال

Marfat.com

منقبت

نام نامی سیّد علی احمد صابر — شہر قصور کے تھے اشرف الشرفاء
تھے اہلِ سنت کے مخلص و ہمدرد — زندگی کر دی اپنی جس پہ فدا
چھوڑ کر خاکدانِ دنیا کو — اب وہ گئے سوئے عقبیٰ
ہے بے رحم کتنی الٰہی! قضا — کسی کا نہیں پاس اس کو ذرا
وفورِ الم سے ہے عاجز قلم — کرے کس طرح ان کی مدح و ثناء
ہیں سجادہ نشیں مرحوم کے — ہے نامش ''عمران ولی اللہ''
ہمیشہ رہے وہ شگفتہ مزاج — پس مرگ گلزار جنت ملا
صادقؔ نے جو پوچھی تاریخ رحلت — ندا آئی ''پشت پناہِ اہل غربا''

1999ء

خاکِ راہ نقشبنداں

محمد صادق قصوری

برج کلاں ضلع قصور

Marfat.com

تجلیاتِ کردار

حضرت صاحبزادہ پیر علی احمد شاہ صابر گلشن زہرہ رضی اللہ عنہا اور چمنستان علی رضی اللہ عنہ کے ایک گلِ سرسبد تھے۔ جس کے رگ و ریشہ میں حسنی و حسینی خون دوڑتا تھا۔ اس لیے خاندانی شرافت و نجابت اور نسبی تقویٰ و طہارت تو آپ کو ورثہ میں ملی تھی جس کے واضح نشانات اور نمایاں جھلکیاں ہمیں آپ کی سیرت و کردار میں ملتے ہیں۔ علامہ محمد اقبال کہتے ہیں:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

خود شاہ صاحب بھی فرمایا کرتے تھے:

''سید سجدہ نہ کرے تاں سجدا نئیں'

آیئے آئندہ سطور میں ہم گلشن زہرہ و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گل حیات کی مختلف پتیوں کو ملاحظہ کرتے ہیں اور ان کی خوشبو سے اپنے مشام جان کو معطر کرتے ہیں۔

تقویٰ و پرہیز گاری:

انسانی سیرت و کردار اور تعمیر شخصیت کی پہلی سیڑھی تقویٰ و پرہیز گاری ہے۔ اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رأس الحکمة مخافة اللہ

''حکمت و دانائی کی بنیاد خوف خدا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کسی کو تقویٰ کی نعمت کا عطا کیا جانا اس کا بہت بڑا فضل ہے۔

حضرت شاہ صاحب قبلہ کی پوری زندگی اسوہَ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگی ہوئی تھی۔ گھریلو

Marfat.com

ماحول اور طبعی رجحان کے باعث تقویٰ و پرہیز گاری اور خدا خوفی آپ کی سیرت و کردار کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ آپ اپنی مجلس میں بیٹھنے والوں کو جن امور کی بالخصوص تلقین فرماتے تھے ان میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا تقویٰ کو آپ انتہائی اہمیت کے ساتھ بیان کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تقویٰ ہی انسانیت سیرت و کردار اور اس کی زندگی کا اصلی زیور ہے۔

تواضع وانکساری:

شاہ صاحب قبلہ کی مبارک زندگی کا ایک نمایاں ترین پہلو انتہائی تواضع وانکساری تھا۔ زندگی میں ظاہری رکھ رکھاؤ تھا مگر وہ تصنع اور ملمع سازی سے مبرا تھا۔ آپ جب کبھی کسی سے ملتے تو کبھی اس میں تفخر کے احساسات شامل نہیں ہوتے تھے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''اللہ تعالیٰ کو فخر اور غرور و تکبر ہرگز پسند نہیں۔ اس کی بارگاہ میں جس قدر عاجزی اور خاکساری کا عمل پسند ہے کوئی دوسرا عمل نہیں ہے۔ آپ مثال دے کر اس بات کو یوں واضح فرماتے تھے کہ بکری ''میں میں'' کرتی ہے تو وہ ذبح ہو جاتی ہے اور مینا ''مینا مینا'' کہتی ہے تو کوئی اس کو ذبح نہیں کرتا۔ فرماتے جو اپنی ذات کی نفی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بقاء و دوام عطا کر دیتا ہے اور جو اپنی ذات کے سحر میں گم رہتا ہے اس کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ راقم نے بارہا مرتبہ اس امر کا مشاہدہ کیا کہ آپ جب بھی اپنی ذات سے متعلق بات کرتے تو کمال عاجزی سے کرتے اور فرماتے یہ سب کچھ میرے مالک کی عطا ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔

حب الٰہی و عشق رسول ﷺ:

حضرت شاہ صاحب کی ساری زندگی حب الٰہی اور عشق رسول ﷺ کا ایک عملی نمونہ تھی اور زندگی بھر آپ اسی کا درس دیتے رہے۔ اسی جذبہ محبت میں ہی آپ مشرق و مغرب میں گھومتے رہے۔ جب بھی ذکر رسول ﷺ کا زمزمہ چھڑ جاتا تو آپ کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیل رواں بہنا شروع ہو جاتا۔ اگر آپ کو اس دور مادہ پرستی میں حب الٰہی اور عشق رسول ﷺ کا سفیر قرار دیا جائے تو اس میں مبالغہ نہیں ہوگا۔ آپ کے خطابات کا موضوع ہی اکثر طور پر عشق و محبت رسول ﷺ ہی ہوتا تھا۔ اپنے محبوب کی بارگاہ میں کثرت سے درود و سلام پڑھنا آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ عشق و محبت رسول ہی

Marfat.com

سرمایہ ایمان بلکہ اصل ایمان ہے۔

جاہ طلبی سے نفرت:

آپ کو دنیوی جاہ و منصب سے سخت نفرت تھی۔ اس لیے آپ نے زندگی بھر کبھی کسی سرکاری عہدے اور منصب کی خواہش نہیں کی بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال نہ ہو تو دنیوی جاہ و منصب بندے کے لیے وبال جان بن جاتے ہیں۔

دنیوی حرص و لالچ سے مبرا:

راقم کو حضرت شاہ صاحب کے ساتھ سفر و حضر میں ساتھ رہنے کے چند مواقع بھی ملے ہیں مگر میں اعلیٰ وجہ البصیرت اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ میں نے ہمیشہ انہیں دنیوی لالچ، حرص اور طمع سے بے نیاز پایا۔ آپ اگر چاہتے تو اپنی زندگی میں دنیوی مال و دولت کے انبار جمع کر لیتے۔ آپ کے حلقہ ارادت میں لاکھوں نہیں کروڑوں پتی لوگ شامل تھے مگر آپ نے کبھی دنیا اور اس کے مال کو پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں دی۔ آپ کے والد گرامی حضرت پیر سید نذیر احمد شاہ قصوری نے اپنی اولاد کو اچھی تربیت اور تقویٰ و پارسائی کا ترکہ ہی ورثہ میں دیا تھا۔ صاحبزادہ علی احمد شاہ صابر فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد گرامی سے جب ہمارے اعزا و اقارب، ارادت مند اور دوست احباب یہ کہتے کہ آپ اپنی اولاد کے لیے کیا چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو وہ (سید نذیر احمد شاہ) فرماتے کہ ''میں نے جو کچھ اپنی اولاد کو دیا ہے اگر وہ اس پر کاربند اور عامل رہی تو دنیا کی ہر قسم کی نعمت اور دولت ان کے قدموں میں رہے گی۔''

حضرت شاہ صاحب نے تقریباً نصف صدی تک دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا لیکن اس کو حصول منفعت، طلب زر اور مال و منال کے حصول کا ذریعہ نہیں بنایا۔ آپ کو ملک بھر میں جہاں کہیں بھی کسی دینی و مذہبی پروگرام میں دعوت دی گئی تو آپ نے کبھی بھی نہ سواری کا مطالبہ کیا اور نہ کرائے کا بلکہ محض رضائے الٰہی کے حصول کے لیے آپ دعوتِ دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ 1964ء سے لے کر صاحب فراش ہونے تک آپ ساہیوال سے قصور جمعتہ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے تشریف لاتے رہے مگر اتنے طویل عرصہ میں آپ نے کبھی تنخواہ، اعزازیہ یا مشاہدہ یا کرایہ کا مطالبہ کسی سے نہیں کیا۔

Marfat.com

بالخصوص قصور شہر کے اندر تو اکثر آپ پیدل چل کر پروگراموں میں تشریف لے جاتے اور اختتام پروگرام پر اگر انتظامیہ نے کوئی خدمت کر دی تو قبول کر لیتے ورنہ بصورتِ دیگر تبلیغ دین کا کام کر کے خوش وخرم پیدل ہی واپس تشریف لے آتے اور اس پر کبھی نہ کسی سے شکوہ کرتے اور نہ تذکرہ کرتے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ واقفان حال پوچھتے کہ روزمرہ کی ضروریات کیوں کر اور کیسے پوری ہوتی ہیں؟ تو کمال بے نیازی سے مسکرا کر جواب دیتے تھے کہ "میری جملہ حاجات کی کفالت میرا خالق و مالک اور قاضی الحاجات خود پوری کرتا ہے جب میں خلوص سے اس کے دین کی خدمت کرتا ہوں تو وہ خود بخود میری ضروریات کو پورا کر دیتا ہے۔"

اخلاص وللّٰہیت:

ہر کام میں اخلاص وللّٰہیت بھی آپ کی سیرت و کردار کا ایک اہم ترین وصف تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان میں تاثیر بھی رکھی تھی اور کام میں برکت بھی تھی۔ جس کا عملی ثبوت یہ تھا کہ آپ جب بھی کسی بھی پروگرام میں تشریف لے جاتے تو مخلوق خدا دیوانہ وار آپ کے مواعظ حسنہ کو سننے کے لیے انبوہ کثیر کی صورت میں جمع ہو جاتی۔

آپ نے دعوت دین اور سلسلہ طریقت کو حصول شہرت اور جلب منفعت کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ خود بھی خلوص و اخلاص کو وظیفہ حیات بنائے رکھا اور ارادتمندوں، تعلق والوں اور معتقدین کو بھی ہمیشہ اس کی تلقین کرتے رہے۔

مہمان نوازی:

مہمان نوازی سنت رسول اور حسن خلق کا آئینہ دار عمل ہے۔ حضرت شاہ صاحب کی ذاتی زندگی میں یہ وصف بھی کمال درجے کو پہنچا ہوا تھا جن دنوں آپ پنڈی سٹاپ ٹاؤن شپ لاہور میں مستقل اقامت گزیں تھے متعدد مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ راقم کو ٹیلی فون پر ہی کھانے کی دعوت کا حکم ارشاد فرما دیتے حالانکہ یہ عاجز اس زمانے میں جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن لاہور (موجودہ منہاج یونیورسٹی لاہور) میں ابتدائی کلاس کا طالب علم تھا۔ جب حسب الحکم حاضر خدمت ہوتا تو ایک وسیع دسترخوان سامنے پاتا تھا۔ بالخصوص ایک افطاری

Marfat.com

کے موقع پر آپ اپنے دست مبارک سے مختلف چیزیں مجھے عنایت کرتے اور ساتھ فرماتے یہ بہت لذیذ اور مزیدار ہے اس لیے آپ یہ کھائیں۔ پھر اس کے بعد جب آپ دوبارہ ساہیوال تشریف لے گئے تو وہاں بھی مجھے اپنے انتہائی قریبی اور معتمد دوست برادر مکرم الحاج محمد امجد حسین شیخ (غوثیہ کارپوریشن غلہ منڈی ساہیوال) کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضری کا موقع ملتا رہا ہے مگر کبھی بھی آپ نے خاطر تواضع کے بغیر واپس نہ آنے دیا۔ غرض یہ کہ آپ کا دستر خوان انتہائی وسیع تھا۔ آنے والے ہر مہمان کو اس کی قدر و منزلت اور مقام و مرتبہ کے مطابق نوازا جاتا تھا۔

جود وسخا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندہ خاص کو اپنی نعمتوں کی فراوانی سے نوازا تھا تو اس بندۂ خدا نے بھی اللہ کی ان نعمتوں کے دروازے اس کی مخلوق پر کھول رکھے تھے۔ جود وسخا، غریب پروری بھی آپ کی سیرت کا نمایاں وصف اور زندگی کا محبوب مشغلہ تھا۔ میں نے چند مرتبہ جو آپ کے ساتھ سفر کرنے کی سعادت حاصل کی تو اس امر کا عملی مشاہدہ کیا کہ راستے میں جب بھی کوئی سائل اور ضرورت مند ملا تو آپ نے اس کی ضرور خدمت کی اور اس میں کسی قسم کے بخل سے کام نہیں لیا۔

خوش خلقی:

خوش خلقی کو حضور سید عالم ﷺ نے مومن کی طرف سے صدقہ قرار دیا ہے۔ مبدا فیض نے آپ کو اس صفت کی فراوانی سے بھی نواز رکھا تھا۔ آپ کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ اور تبسم پھیلا رہتا تھا۔ کبھی قہقہہ لگا کر نہ ہنستے تھے بلکہ اس کو خلاف سنت جانتے تھے۔ ہر ملنے والے امیر و غریب اور اپنے و پرائے، دوست و دشمن سے انتہائی خندہ پیشانی اور خلقِ عالیہ سے ملتے اور کبھی ماتھے پر شکن نہ ڈالتے تھے جس کی وجہ سے اپنے اور پرائے سب آپ کا یکساں احترام کرتے تھے۔

ریاکاری اور نمود سے پرہیز:

ریاکاری اور ظاہری نمود و نمائش ایک ایسا عمل ہے جس سے بڑے سے بڑا نیک عمل

Marfat.com

بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایسے ریا کاروں کے لیے عذاب جہنم کی وعید سنائی ہے جو خودستائی اور دنیوی نام ونمود کے لیے کوئی عمل کرتے ہیں۔ راہ تصوف کی مہلکات میں سے ایک ریا کاری بھی ہے۔ حضرت شاہ صاحب کو ریا کاری کے اس مہلک عمل سے شدید نفرت تھی۔ اپنے وعظ میں بھی اس کی شدید مذمت فرماتے تھے۔ آپ جب بھی کسی مجلس میں تشریف فرماتے تو کوشش کرتے کہ خود کو نمایاں نہ کریں کبھی ایسا لباس بھی زیب تن نہ فرماتے جس سے ریا کاری کا اظہار ہوتا۔

مخلص داعی حق:

آپ دین کے مخلص داعی اور بے لوث خادم تھے۔ زمانے کی تند و تیز ہوائیں، مخالفتیں، مخاصمتیں، موسمی تغیرات اور جسمانی تکلیفات اور وقتی نشیب و فراز دعوتِ دین کے اعلیٰ اور بلند ترین مقصد کی راہ میں کبھی حائل نہیں ہوئے۔ جذبہ صادقہ کے گھوڑے پر سوار اعلاء کلمتہ الحق کی منزل کی طرف بڑھتے رہے۔ مخالفتوں اور عداوتوں کے جواب میں دعاؤں کے تحفے لٹاتے رہے۔ دینی و مذہبی مفاد کو ہمیشہ ذاتی و دنیوی مفاد پر غالب رکھا یہ وصف آپ کی زندگی کا اتنا نمایاں تھا کہ جو بیان کا محتاج نہیں۔

مشفق مصلح:

حضرت شاہ صاحب کی تمام دعوتی زندگی اور آپ کے فلسفہ دعوت و تبلیغ پر غور کیا جائے تو اس کے پس منظر میں اصلاح کے جذبات کارفرما نظر آتے ہیں۔ آپ ایک شفیق مصلح تھے اور یہ بھی آپ کے حسن کردار کا ایک عملی نمونہ تھا۔ آپ کبھی کسی کی ذات پر اٹیک نہیں کرتے تھے۔ آپ کا فلسفہ تبلیغ یہ تھا کہ "برائی سے نفرت کرو نہ کہ برے سے" اس لیے کہ اگر برے کو برا جانتے ہوئے اس سے نفرت کی گئی تو اس کی اصلاح ممکن نہیں رہے گی۔ آپ زندگی بھر اس نظریہ اصلاح پر کاربند رہے۔

Marfat.com

پیرزادہ سیّد عمران احمد شاہ ولی مدظلہ

آپ حضرت پیر صاحب قبلہ کے منجھلے اور سب سے لاڈلے اور پیارے صاحبزادے ہیں۔ایک باپ کی حیثیت سے حضرت پیر صاحب اپنے تمام بچوں سے غایت درجہ محبت و شفقت فرماتے تھے۔مگر جو خاص عنایت حضرت ولی صاحب کو حاصل تھی وہ دیگر بھائیوں میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔آپ عہد طفولیت سے ہی اپنے والد اور شیخ کی نگاہ انتخاب میں آگئے تھے۔ چنانچہ وہ کمال محبت سے بچپن ہی سے آپ کو ''ولی'' کہہ کر پکارتے تھے۔ آئندہ سطور میں حضرت پیرزادہ سیّد عمران ولی شاہ کے مختصر حالات بیان کئے جاتے ہیں۔ آیئے عظیم باپ کے عظیم فرزند' ولی ابن ولی کے حالات پڑھ کر اپنی عقیدت و محبت کو مہمیز لگائیں۔

ولادتِ مبارکہ

پیرزادہ سیّد عمران احمد نے 16 اگست 1962ء بروز پیر عین طلوع فجر صادق کے وقت جب مؤذن نے اللہ اکبر' اللہ اکبر کا نعرہ سرمدی بلند کیا۔اسی وقت اس نومولود نے گلشن علی احمد میں ایک گل تازہ کی صورت میں آنکھ کھولی۔ آپ کی والدہ ماجدہ ان دنوں اپنے والدین کے ہاں گورنر ہاؤس لاہور میں مقیم تھیں۔(یاد رہے کہ آپ کے نانا گورنر پنجاب کے سکیورٹی انچارج تھے۔اس لیے انہیں وہاں سرکاری رہائش گاہ ملی ہوئی تھی......اعظمی)

سراپا و شخصیت

ماہرین نفسیات و بشریات کے مطابق کسی بھی شخصیت کو سمجھنے اور پرکھنے میں اس کی

Marfat.com

ظاہری وجاہت وخوبصورتی بڑی مددگار ہوتی ہے۔ آدمی کا سراپا' اس کے بدن کی ساخت' اس کے اعضاء کا تناسب خاص اس کے ذہنی' اخلاقی اور جذباتی مرتبے کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ بقول نعیم صدیقی خصوصاً چہرہ ایک ایسا قرطاس ہوتا ہے۔ جس پر انسانی کردار اور کارناموں کی ساری داستان لکھی ہوتی ہے اور اس پر ایک نظر ڈالتے ہی ہم کسی مقام کا تصور کر سکتے ہیں۔" (محسن انسانیت، ص82)

بشریات ونفسیات کے ماہرین کی ان آراء کی روشنی میں اگر پیرزادہ سیّد عمران ولی شاہ کی کتاب شخصیت کا مطالعہ کیا جائے تو پھر جو حسین پیکر ہمارے سامنے آتا ہے۔ اس کی عکس بندی اور تصویر کشی یوں کی جاسکتی ہے۔

سرخ وسپید اور گول چہرہ' کشادہ پیشانی' ابروخمدار' نوکیلے اور قدرے باریک اور گنجان دونوں کے درمیان میں مناسب فاصلہ جس سے حسن اور بھی دوبالا ہوتا ہے۔

نیم باز آنکھیں مگر روشن اور پلکیں دراز' پتلیاں سیاہ' نگاہ نیچی پیکر حیاء اور قدرتی طور پر سرمگیں۔

رخسار ہموار' ہلکے اور چوڑے اور مائل بہ ڈھلوان۔

بینی بقدر چہرہ معتدل ومتوازن اور بلند۔

لب نہ بہت موٹے اور نہ زیادہ باریک' جب مسکرائیں تو سرخ ہونٹوں میں سے موتیوں کی مانند چمکتے ہوئے دانت ظاہر ہوتے ہیں تو حسن میں اور اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

تو مناسب حد تک دراز' سینہ چوڑہ اور پیٹ مناسب۔

یہ ہیں شکیل و وجیہہ گلشن سادات بخاری کے گل سرسبد حضرت پیرزادہ سیّد عمران احمد شاہ۔ جو اپنی شرافت' پاکیزگی وطہارت کے باعث آگے چل کر ہر خاص و عام میں "پیرزادہ سیّد عمران احمد ولی شاہ" جیسے باعزت نام سے پکارے اور پہچانے جانے لگے۔

تعلیم وتربیت

حضرت پیرزادہ صاحب ابھی صغرسنی میں ہی تھے کہ خاندانی رواج کے مطابق ان کی تربیت کا آغاز ناظرہ قران خوانی سے کر دیا گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نیک اور صالحہ خاتون

Marfat.com

ہیں۔ انہوں نے اپنے اس نونہال کی نہ صرف جسمانی پرورش کی بلکہ روحانی تربیت میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ چنانچہ اس صالحہ نے اپنے لختِ جگر کو خود ناظرہ قرآن پڑھایا۔ ان کا معمول تھا کہ وہ اپنے شاگرد اور بیٹے کو خاندان کے بزرگوں اور اولیاء وصلحاء کے روح پرور واقعات بھی سناتی تھیں۔ ماں کی گود اور تربیت کا ہی فیض ہے کہ آج پیرزادہ ایک شیخ طریقت کی حیثیت سے طالبان حق کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اور حصول فیض کے لیے لوگوں کے دل آپ کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔

بیعت وارادت

پیرزادہ سیّد عمران احمد ولی شاہ بچپن ہی سے اوراد و وظائف اور مشاغل صوفیاء کی طرف راغب تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اس شوق روحانی کو مہمیز لگانے اور مقامات سلوک کو طے کرنے کے لیے والد گرامی پیر طریقت' رہبر شریعت حضرت پیر سیّد علی احمد شاہ قدس سرہ العزیز کے دست حق پرست پر 1978ء میں بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ یوں اب یہ رشتہ محض صلبی باپ اور بیٹے کا ہی رشتہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ شیخ و مرشد کامل اور سالک و طالب راہ حق کا ایک عظیم، مقدس اور روحانی رشتہ تھا۔ شیخ نے بھی اپنے اس مرید کی خوب روحانی تربیت کی۔ اوراد و وظائف اور مشاغل صوفیاء کی تکمیل اپنی نگرانی میں کرائی۔ آج پیرزادہ عمران احمد ولی مدظلہ اپنے والد گرامی اور مرشد کامل کے فیض روحانی کے امین وقسیم بن کر مسند آراء سجادگی نظر آرہے ہیں۔

جدید عصری تعلیم

دینی و روحانی تعلیم کے ساتھ ساتھ حضرت صاحبزادہ سیّد عمران احمد شاہ مدظلہ جدید عصری تعلیم سے بھی آراستہ و پیراستہ ہیں۔ یہی نہیں بلکہ آپ ایک ماہر قانون دان اور مدبر شخصیت کے حامل ہیں۔ آپ کی عصری تعلیم کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے۔

میٹرک 1978ء نمایاں پوزیشن کے ساتھ

انٹرمیڈیٹ 1980ء نمایاں پوزیشن کے ساتھ

گریجوایشن 1982ء نمایاں پوزیشن کے ساتھ

Marfat.com

اس کے بعد بعض وجوہات کی بناء پر چند سالوں کے لیے تعلیمی سلسلہ منقطع رہا۔ لیکن اس دوران 1985ء میں کچھ عرصہ تک اتفاق اسلامک اکیڈمی (جو بعد میں جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کی صورت اختیار کر گئی) میں شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کی زیر سرپرستی علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کرتے رہے اور اس دوران حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خان قادری مدظلہ' حضرت علامہ پروفیسر محمد نواز ظفر صاحب مدظلہ ایسے اساتذۂ وقت کے سامنے زانوائے تلمذ طے کئے اور اس کے ساتھ ہی قانون کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ ایف ای ایل 1987ء اور اس کے بعد بی اے ایل ایل بی کی ڈگری 1988ء میں جامعہ کراچی سے حاصل کی۔ مگر اس شعبہ کو اپنی طبیعت اور روحانی مزاج کے مطابق نہ پاتے ہوئے آپ نے عملی طور پر وکالت کا پیشہ اختیار نہیں کیا۔ راقم کے خیال میں یقیناً آپ کا یہ فیصلہ درست تھا۔ اس لیے کہ موجودہ دور میں اس پیشہ سے وابستہ رہ کر رزق حلال کمانا اور کھانا ہے۔ مشکل ہی نہیں ناممکنات میں سے ہے۔

خلافت واجازت

ضعف و پیرانہ سالی اور مختلف امراض کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے جب حضرت پیر صاحب قدس سرہ العزیز عملی طور پر اپنی دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کو جاری نہ رکھ سکے۔ لیکن ارادت مندوں اور اہل عقیدت کی خواہش واصرار بھی تھا کہ ان کے شیخ ان کے ہاں تشریف لے جائیں تو اس پر حضرت شاہ صاحب نے اپنے لخت جگر' نورِ نظر جن کی خصوصی تربیت ہی دراصل اسی مقصد رفیع کے لیے کی گئی تھی۔ اس سے میری مراد حضرت پیر سیّد عمران احمد ولی شاہ مدظلہ ہیں کو 1982ء میں آپ نے باقاعدہ خلافت واجازت سے نواز کر اپنا جانشیں مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ وابستگان سلسلہ اور اپنے نامور خلفاء کی موجودگی میں اپنے صاحبزادہ والا شان کو مسند سجادگی پر فائز کرتے ہوئے شیخ کامل نے جو کچھ اور جس کیفیت میں فرمایا اس کی منظر کشی کرتے ہوئے اس وقت مجلس میں موجود ایک عینی شاہد محترم پروفیسر محمد اشرف چوہدری یوں لکھتے ہیں۔

''پیر زادہ سیّد عمران ولی اللہ شاہ صاحب جیہڑا مادر زاد ولی اے اوہنوں جو کچھ

Marfat.com

میںنوں ملیا اے اپنے والد صاحب دے کولوں حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دی بارگاہ وچوں جیہڑیاں بزرگاں نال میں مجلس کیتی اے تے میں فیض لیتا اے۔فیض اج میں اپنے بچےنوں دے رہیاں جو کجھ میرے کول اے اوہ اللہ دی رحمت نال حضور ﷺ دے صدقے نال اس نوں نصیب ہوئے تہاڈی زیادہ توں زیادہ خدمت کردہ رہوے۔''

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ محترم پیرزادہ صاحب مدظلہ کو خلافت اگرچہ بعد میں دی گئی۔مگر سلسلہ بیعت قائم کرنے کی اجازت اس سے بھی بہت پہلے مرحمت فرمادی گئی تھی اور بہت سے لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف بھی حاصل کرلیا تھا۔

حرمین شریفین کی زیارت

صاحب تذکرہ کے ہی ایک ہم شہر نامور شاعر جناب پروفیسر منیر قصوری عشاق مدینہ کے وفور شوق کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

مدینہ کی بہاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے
اسی کے لالہ زاروں سے سکون قلب ملتا ہے
وہ مکہ ہو مدینہ ہو کہ شہر قدس کی گلیاں
عقیدت کے دیاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے

(محمد افضل قادری' ذکر خیرالوریٰ' ص315)

والدہ کی گود کی تربیت اور والد گرامی ولی کامل کی صحبت فیض اثر کا یہ نتیجہ ہے کہ مخدومی حضرت پیرزادہ سیّد عمران احمد ولی شاہ مدظلہ کو اوائل عمری سے ہی جنوں کی حد تک حرمین طیبین کثر ہما اللہ تعالیٰ شرفاً کی حاضری وزیارت کے شوقِ فراواں سے نوازہ گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ ہمہ وقت بالخصوص شہر مدینہ کے کوچہ و بازار اور وہاں کی ہواؤں اور فضاؤں کی مہکوں میں مگن رہتے ہیں اور اس کا طائر تخیل ان روح پرور اور تقدس آمیز فضاؤں میں محو پرواز رہتا ہے تو پہلو میں تڑپنے والا دل ہمیشہ محبوب باری ﷺ کے جلوؤں کے تصور میں ڈوبا رہتا ہے۔

Marfat.com

شہر مدینہ کی حاضری کے شوق کی ترجمانی ان کی زبان سے یوں کی جاسکتی ہے۔

سونا چاندی نہ دولت نہ زر چاہیے
کملی والے کی نگری میں گھر چاہیے
موت آئے مدینے میں جا کر مجھے
اس لیے مجھ کو بھی ایک گھر چاہیے

(ریاض بابر، ریاض مدینہ، ص43)

اور یہ کہ

اللہ کا گھر، خلا کا نقشہ نہیں دیکھا
کچھ بھی نہیں دیکھا جو مدینہ نہیں دیکھا
اے موت مری موت ابھی اور ٹھہر جا
میں نے ابھی سرکار کا روضہ نہیں دیکھا

مجھے ہے شوق بہت بار بار دیکھوں گا

حضرت پیرزادہ صاحب مدظلہ کی اپنے محبوب مدنی سے یہ محبت محض زبانی کلامی نہیں بلکہ حضور فداہ ابی واُمی ﷺ کے ساتھ خلوص دل سے عملی محبت کے داعی اور عامل ہیں۔ اس لیے اس بارگاہ کریم علی صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بھی اپنے اس غلام کو خوب نوازہ گیا ہے اور اب تک 2006ء تقریباً اکیس بار اس دربار گوہر بار میں حاضری کا شرف حاصل کر چکے ہیں اور اس کے باوجود آپ کا احساس یہ رہتا ہے۔

رسول پاک ﷺ کا ایک دن دیار دیکھوں گا
مجھے ہے شوق بہت بار بار دیکھوں گا
حسین و خوشنما کھلتے ہیں پھول وحدت کے
وہاں میں جاؤں گا ساری بہار دیکھوں گا

(ریاض بابر، ریاض مدینہ، ص20)

یہ حضور فداہ روحی ونفسی ﷺ سے سچی اور حقیقی محبت کا ہی ثمر ہے کہ جونہی آپ کے

Marfat.com

سامنے تذکارِ رسول ﷺ کا ذکر چھڑتا ہے تو آپ کے سرخ وسپید چہرہ پر خوشی ومسرت کی مسحور کن روحانی کیفیات مچلنے لگتی ہیں۔ چنانچہ آپ اپنے تمام مریدین، وابستگان، متوسلین اور ارادتمندوں کو بھی حضور نبی کریم ﷺ سے سچی اور مضبوط عملی محبت کا درس دیتے ہیں اور یوں تکلم ریز ہوتے ہیں۔

دوستو!

سیرت سے ان کی، دین کی پھیلی ہے روشنی
مینار روشنی کا ہے، سیرت حضور ﷺ کی
بابر اسی کو خلد ملے گی یقین ہے
اپنائی جس نے دوستو! سنت حضور ﷺ کی

(ریاض مدینہ، ریاض بابر، ص19)

راقم الحروف کے ساتھ ایک ملاقات میں اپنی زندگی کی خواہش بیان کرتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا۔ فرمانے لگے ریاض عظیم کی زبان میں۔

مستقل ان کی ڈیوری عطا ہو
میرے معبود یہی التجا ہے
کوئی پوچھے تو یہ کہ سکوں میں
باب جبریل میرا پتہ ہے

قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی سے ملاقات

حضرت قطب مدینہ حضور مولانا ضیاء الدین القادری المدنی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سیّد المرسلین ﷺ سے دیوانہ وار محبت کے صلہ میں وہ قبولیت عامہ عطا کی تھی کہ آپ کے معاصرین میں سے کسی کو وہ نصیب نہ ہوئی۔ گزشتہ اوراق میں گزر چکا ہے کہ پوری دنیا میں سے علماء ومشائخ حرمین شریفین کی حاضری کے موقع پر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر حاضری دینا لازمی سمجھتے تھے۔ حضرت صاحبزادہ پیر سیّد عمران احمد شاہ بھی جب پہلی بار 1981ء میں حرم نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے تو بارگاہِ قدسی میں حاضری سے فارغ ہو کر

Marfat.com

حضرت قطب مدینہ سیدی ضیاء الدین القادری المدنی کی بارگاہ میں بھی زیارت و ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت مدنی قطب مدینہ اس وقت صاحب فراش تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ حضرت صاحبزادہ سیّد عمران احمد شاہ صاحب سے بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آئے اور آپ کو خصوصی دعاؤں سے نوازا۔

شبینۂ نعت

14 مارچ 2002ء کو آپ نے ساہیوال شہر کے سب سے بڑے میدان شیخ ظفر علی سٹیڈیم کے وسیع و عریض میدان میں ''شبینۂ نعت'' کے عنوان سے ملک گیر سطح پر اسی وجد آفرین، روح پرور اور ایمان افروز محفل نعت کروائی تو سٹیڈیم میں چاروں طرف انسانی سروں کا ایک بحر بے پیدا کنار تھا۔ جس طرف بھی نگاہ اٹھا کر دیکھا جاتا ہر طرف عشق و مستی اور بے خودی کے عالم میں ذکر محبوب الٰہی کی متموج لہریں اٹھتی دکھائی دیتی تھیں۔ ایک اندازے کے مطابق 5 لاکھ سے متجاوز عشاق رسول ﷺ نے ملک کے چاروں صوبوں سے والہانہ انداز میں شرکت کی سعادت حاصل کی کہ میدان اپنی تمام تر جغرافیائی وسعتوں کے باوجود زبان حال سے اپنی تنگ دامنی کا احساس دلا رہا تھا۔ یہاں تک کہ سٹیڈیم کی دیواریں بھی وجد کرتی ہوئی حضور ایزدی میں سجدہ ریز ہو گئیں اور یوں ذکر محبوب ﷺ اور ذاکرین کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہا۔ نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر اور نعرہ رسالت یارسول اللہ ﷺ کے نعروں کی لہروں میں غوطہ زن ان فضاؤں اور ہواؤں کو ملک کے جن نامور ثناء خوانِ رسول ﷺ شیریں سخن اہل علم و دانش نے تعمیر قلب و نظر کے لیے اپنے مواعظِ حسنہ سے نوازہ ان میں درج ذیل خوش نصیبوں کے نام شامل ہیں۔

بین الاقوامی شہرت یافتہ قاری قرآن جناب قاری کرامت علی نعیمی نے صحیفہ محبت کی آیات محبت محبوب کی تلاوت سے جب ایک روحانی کیفیت کا سماں باندھا تو پھر ان کیف آور لمحات میں بارگاہ رسالت ﷺ میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنے والوں میں جناب الحاج حکیم مرغوب احمد ہمدانی، جناب محمد شہباز قمر فریدی، جناب صاحبزادہ سیّد محمد فصیح الدین سہروردی، جناب پروفیسر عبدالرؤف روفی، جناب الحاج محمد یوسف میمن

Marfat.com

وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ جب کہ اس تاریخی محفل نعت میں شرکت کرنے یا خطاب کی سعادت حاصل کرنے والے علماء و مشائخ میں عظیم مسلم سکالر، مفسر قرآن حضرت علامہ سیّد ریاض حسین شاہ مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان، علامہ مولانا مفتی محمد مظہر فرید شاہ، علامہ ظفر اقبال فریدی، صاحبزادہ پیر فقیر حسین قادری، علامہ قاری خورشید احمد فریدی، علامہ مولانا مفتی محمد امین کریمی، علامہ مولانا مفتی ولایت اقبال، علامہ مولانا محمد اللہ دتہ فریدی نظامی، پیر صوفی لیاقت علی نقشبندی علامہ مولانا محمد منور نورانی، علامہ مولانا غلام نبی قادری، صاحبزادہ خادم حسین طاہر پاکپتن، علامہ مولانا مفتی محمد اقبال چشتی صوبائی ناظم جماعت اہل سنت صوبہ پنجاب اور فخر المشائخ پیر روح الحسنین پیر آف دیول شریف کے نام نمایاں ہیں جبکہ ضلعی انتظامیہ کے تمام عہدیداران بالخصوص رائے حسن نواز خان ضلعی ناظم، جناب کیپٹن عارف ندیم ڈی سی او جناب رانا عامر شہزاد تحصیل ناظم، جناب ملک محمد یار ڈھکو نائب ضلعی ناظم ایس ایس پی ساہیوال کے علاوہ معززین شہر کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ بطور خاص جناب لطیف خالد، جناب ملک ندیم کامران، جناب حاجی احسان الحق، خان ادریس، ڈاکٹر محمد افضل قادری صدر تحریک منہاج القرآن ساہیوال، شیخ اعجاز احمد رضا چیئر مین بزم رضا اور الحاج حاجی محمد امجد حسین شیخ غوثیہ کارپوریشن غلہ منڈی ساہیوال محترم حاجی محمد افضل الامین رائس ملز ساہیوال کے نام زیادہ نمایاں ہیں۔

سفیرِ عشق رسول ﷺ

شبینہ کی اس تاریخی منفرد ملک گیر محفل میں جب سٹیج سے مہمانانِ گرامی اور شرکاء محفل کو خطبہ استقبالیہ پیش کیا گیا تو اس میں محترم علامہ سیّد ریاض حسین شاہ مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت کے لیے سفیرِ عشق رسول ﷺ کا خطاب تجویز کیا گیا۔ مگر جب حضرت شاہ صاحب نے اس پروقار تقریب پر نظر دہرائی تو اس میں شرکاء کی تاریخی شرکت، انتظام و انصرام، نظم و نسق، حسن تدبر اور سب سے بڑھ کر بانی محفل حضرت پیرزادہ سیّد عمران احمد شاہ ولی مدظلہ کے جذبۂ عشق و محبت رسول ﷺ کو دیکھتے ہوئے اپنے مرکزی خطاب میں اس محفل کو عالم اسلام کی عظیم محفل قرار دیا اور بانی محفل کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

Marfat.com

''آپ نے سپاس نامہ میں مجھے سفیرِ عشق رسول ﷺ کا خطاب دیا ہے جبکہ اس عظیم خطاب کے صحیح مستحق حضرت پیرزادہ صاحب ہیں۔ میں آج ہی بطور ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان آپ کو یہ خطاب پیش کرتا ہوں۔''

(خطاب سیّد ریاض حسین شاہ،شبینۂ نعت)

پیرزادہ صاحب کا عزم ومشن

راقم الحروف سے ایک نجی گفتگو کرتے ہوئے چمنسانِ رسالت ﷺ کے گل سرسبد صد برگ نے عشق ومحبت رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے کمال ادب اور والہانہ عشق کے ساتھ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کی ہر نعمت سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ اس لیے مجھے دنیا کے کسی عہدے کا لالچ ہے اور نہ کوئی اور طمع ہے۔ میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہے اور یہی میری خواہش ہے اور یہی میرا عزم اور صرف یہی میرا مقصد زندگی اور میری زندگی کا مشن ہے۔ جس کو میں صرف تین لفظوں میں بیان کرتا ہوں کہ میرا عزم اور میرا مشن کو بہ کو، گلی گلی، شہر شہر کوچہ کوچہ اور پورے عالم دھر میں ایک ہی ہے اور وہ ہے۔

''فروغ حمد ونعت''

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک بندۂ مومن کا یہی مقصد زیست اور متاع حیات ہے اور یہی وہ دولت گراں ہے جو دنیا وآخرت میں کام آنے والی ہے۔ ان کے علاوہ باقی سب کچھ افسانہ اور سراب ہے۔

اہل محبت کے نام پیغام

آپ تمام اہل محبت اپنے ارادتمندوں اور سلسلۂ عالیہ حضوریہ قصوریہ کے تمام وابستگان کو نصیحت کرتے ہوئے یہ پیغام دیتے ہیں۔

دوستو! یہ دعا رات بھر مانگ لو
کملی والے کی نگری میں گھر مانگ لو
پھر کرو تم مدینے کی جانب سفر
اپنے اللہ سے رختِ سفر مانگ لو

Marfat.com

سبز گنبد کے سائے میں ہم سب رہیں
یہ دعا مل کے اہل نظر مانگ لو

(ریاض مدینہ از ریاض بابر، ص 47)

قومی وملی خدمات

مثل مشہور ہے "ہر کہ او خدمت کرد مخدوم شد" مطلب یہ ہے کہ جو کوئی مخلوق خدا کی خدمت کرتا ہے وہی مخدوم بنتا ہے۔ اسلام اور تصوف کی تاریخ کا ہر صفحہ اور ایک ایک سطر گواہ ہے کہ دنیوی اور اخروی ہر دو اعتبار سے معاشرتی طور پر بھی اور روحانی حوالے سے بھی جس کسی نے بھی مخلوق خدا کی خدمت کو اپنا شعار بنایا ہے وہ ہر دور میں بندگان خدا کی آنکھوں کا تارا بنا رہا ہے۔ بلکہ حضور پرنور ﷺ نے قیادت، رہبری اور راہنمائی کا جو معیار مقرر کیا ہے۔ اس کا ایک اہم ترین پہلو یہ ہے۔

سید القوم خادمھم قوم کا سردار اس کا خادم ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا قول کی روشنی میں قیادت و سیادت کو کسی ایک پہلو یا ایک طبقے کے ساتھ مخصوص نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کو مطلق چھوڑ دیا گیا ہے۔ یوں اس کا دائرہ بہت وسیع ہو جاتا ہے اور اس میں دینی و روحانی، سیاسی و سماجی اور معاشرتی قیادت سب کچھ شامل ہے۔ ہمارے ہاں مروجہ سیاست اور اس کے مبنی بر دروغ طریق کار کو چھوڑ کر اصل سیاست خدمت خلق اور رفاہِ عامہ کے امور سرانجام دینے کا نام سیاست ہے۔ تاریخ میں بہت سے ایسے اہل اللہ صوفیاء بھی ہو گزرے ہیں جنہوں نے اپنی انفرادی عبادت گزاری اور اس کے معمولات کے ساتھ اصلاح احوال، معاشرتی اصلاح اور تدبیر مدن میں بھی گراں قدر خدمات سرانجام دے کر سنہری کردار ادا کیا ہے۔

حضرت پیرزادہ سیّد عمران احمد شاہ ولی بھی اسی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جنہوں نے دینی و مذہبی میدان میں بھی اپنے مریدین اور عامۃ المسلمین کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا ہے اور میدان سیاست میں آ کر قومی وملی سطح پر بھی خدمات سرانجام دی ہیں اور تادم تحریر یہ سلسلہ جاری ہے۔

Marfat.com

آئندہ سطور میں ہر دو اعتبار سے آپ کی خدمات کا انتہائی مختصر تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے۔

مذہبی خدمات

حضرت پیرزادہ صاحب نے ایک ایسے ماحول میں آنکھ کھولی ہے جہاں ہر وقت دینی و مذہبی ماحول قلب و روح کو معطر کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ اسی تربیت کا نتیجہ ہے کہ آپ اپنے عظیم والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمہ وقت دینی و مذہبی خدمات سرانجام دینے میں مشغول رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اہل سنت کے مختلف مراکز اور تنظیمات کے تحت ہونے والی تقریبات مثلاً محافل میلاد، محافل نعت، محافل قرأت اور دیگر مذہبی تہواروں کے حوالے سے منعقد ہونے والے خصوصی روحانی اور علمی و اعتقادی پروگراموں میں نہ صرف اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کے ساتھ شرکت کرتے ہیں۔ بلکہ ان کی حسب استطاعت مالی معاونت بھی کرتے ہیں۔ گویا کہ وہ آپ کی سرپرستی میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ماہانہ روحانی محفل

بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ وہ ہر قمری مہینے کے پہلے جمعۃ المبارک کو بعد نمازِ عصر تا مغرب ایک پر کیف روحانی محفل منعقد کرتے تھے۔ جس میں دور دراز سے وابستگان سلسلہ مخدومیہ حضوریہ قصوریہ ذوق و شوق کے ساتھ کثیر تعداد میں شرکت کر کے فیوضاتِ روحانیہ سے اپنے خالی دامن بھرتے تھے۔ ضعف و پیرانہ سالی اور مختلف عوارض کی بناء پر جب آپ کا تشریف لانا موقوف ہو گیا تو اس وقت سے لے کر تادم تحریر حضرت پیرزادہ عمران ولی شاہ صاحب اپنے والد گرامی اور شیخ کامل کی روایت کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اور آج بھی کثرت کے ساتھ لوگ اس روحانی محفل میں حصولِ فیض کے لیے حاضر ہو کر اپنے دامن گوہر مراد سے بھر رہے ہیں۔

فروغ حمد و نعت کے لیے عملی کوششیں

حضرت پیرزادہ صاحب کا فرمان ہے کہ میری زندگی کا ایک ہی مشن ہے اور وہ ہے

Marfat.com

فروغ حمد ونعت۔ چنانچہ اندرون و بیرون ملک جہاں جہاں بھی اہل محبت بالخصوص مخدومان حضور یہ قصوریہ سے عقیدت رکھنے والے موجود ہیں۔آپ کی سرپرستی میں ایک منظم تحریک کی صورت میں اپنے شیخ و مرشد کے اس مقدس مشن کی تکمیل کے لیے کوششیں جاری رکھے ہوئے ہیں۔خود راقم الحروف کو ایسی بعض محافل میں شرکت کی کئی مرتبہ سعادت حاصل ہوئی ہے۔

اعراس بزرگانِ دین

دعوت وتبلیغ کے لیے بزرگانِ دین کے عرسہائے مبارکہ بہت بڑا اور مؤثر ذریعہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس سلسلۂ خیر و برکت کو بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔عرس کے ان مبارک مواقع پر نعت خوانانِ خوش الحان کے علاوہ شیریں بیاں علمائے کرام عامۃ الناس کو اخلاق و اعمال اور عقائد کو سنوارنے والے مواعظ حسنہ سے لوگوں کو نوازتے ہیں۔جن سے تطہیر باطن، اصلاح احوال کے ذریعہ سے دلوں کے اندر اعمال صالحہ کی رغبت اور ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے۔آپ کی زیر قیادت ہونے والے ان اعراس میں بالخصوص قصور میں خواجگان حضوریہ قصوریہ اور ساہیوال میں حضور سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور سلطان الاولیاء سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اعراس نمایاں ہیں۔

مزاراتِ اولیاء پر حاضری

روحانی فیوضات کے حصول اور تزکیۂ نفس کے لیے اہل اللہ اور اولیائے کاملین کے مزارات سے استفاضہ واستفادہ کرنا ہمیشہ سے اہل حق کا طریقہ رہا ہے۔حضرت پیرزادہ سیّد عمران احمد ولی مدظلہ بھی صلحائے امت کے اس طریقہ پر سال کے مختلف دنوں میں اپنے ارادت مندوں کے ہمراہ مزاراتِ اولیاء پر حاضری کا معمول اپنائے ہوئے ہیں جو یقیناً روحانی استفاضہ کے لیے ایک مجرب نسخہ اور اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔اس سلسلہ میں ملک بھر کے مشہور روحانی مراکز جیسے داتا گنج بخش لاہور، بابا فرید الدین گنج شکر پاکپتن شاہ عبداللطیف بھٹائی، لال شہباز قلندر سیہون شریف سندھ، گولڑہ شریف وغیرہ آستانے بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

سنی سیکرٹریٹ کی تعمیر میں کردار

مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کے تحت لاہور میں تعمیر کئے جانے والے عالمی سنی سیکرٹری کی تعمیر و ترقی میں بھی آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنے مریدین' عقیدت مندوں کے ذریعہ سے لاکھوں روپیہ نقدی کی صورت میں قائدین جماعت کو پیش کیا گیا ہے۔ جو یقیناً آپ کی بہت بڑی مسلکی خدمت ہے۔ جس کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

حضرت اقبال نے کہا تھا کہ

یہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری
نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری

پیرزادہ سیّد عمران احمد شاہ ولی نے حضرت حکیم الامت کے اس مذکورہ پیغام کو عملی جامہ پہناتے ہوئے صرف حجرہ نشین بننے کی بجائے میدان سیاست کے خارزار راستوں کی آبلہ پائی کو شعار حیات بنایا ہے۔ قومی سیاست کے میدان میں اترنے سے پہلے بھی آپ محض مجاور خانقاہ ہونے کی زندگی بسر نہیں کرتے تھے بلکہ زمانہ طالب علمی ہی سے قومی شعور اور ملی درد اور مذہب و مسلک کا درد اپنے دل میں رکھتے تھے۔ چنانچہ اسی شعور کا نتیجہ تھا کہ آپ کالج اور یونیورسٹی میں اپنی ہم مشرب' ہم خیال اور ہم مسلک طلبہ کی ملک گیر تنظیم انجمن طلباء اسلام کے ساتھ مل کر دینی و مذہبی امور اور طلبہ سیاست میں اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ اگر چہ آپ اے ٹی آئی میں بطور ممبر یا رکن کبھی بھی شامل نہیں رہے مگر اس کے مختلف پروگراموں میں اکثر شرکت کرتے رہے ہیں۔ گویا کہ انجمن طلباء اسلام آپ کی پہلی سیاسی تربیت گاہ ہے۔

جماعت اہل سنت کے ضلعی امیر

محترم پیرزادہ عمران شاہ صاحب کی دینی و مذہبی سیاست کا آغاز جماعت اہل سنت

Marfat.com

پاکستان میں شامل ہو کر حقوق اہل سنت کے لیے آواز اٹھانے سے ہوتا ہے۔ جماعت میں شمولیت تو اگرچہ آپ نے 2001ء میں اختیار کی لیکن مسلکی ترجمان ہونے کی وجہ سے ہمیشہ قومی وملی تاریخ کے ہر اہم موڑ پر اور ہر مسئلہ میں جماعت کی پالیسیوں کی نہ صرف حمایت کی بلکہ عملی کوششیں بھی کرتے رہے۔ لیکن جب 2001ء میں آپ باقاعدہ طور پر جماعت کے ممبر بن گئے تو پھر جماعت اور مسلک کے لیے آپ کی پورے ضلع ساہیوال میں خدمات اور آپ کی خداداد صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے۔ آپ کو ضلع ساہیوال کا امیر جماعت مقرر کر دیا گیا۔ منصب امارت کی ذمہ داری اٹھانے کے بعد آپ نے پورے ضلع کا بھرپور طوفانی دورہ کر کے جماعت اہل سنت کو ایک مضبوط اور منظّم ضلعی تنظیم بنا دیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے علاقہ بھر کے علماء و مشائخ کو جماعت کی سٹیج پر جمع کرنے کے علاوہ دیگر شعبہ ہائے حیات سے تعلق رکھنے والے اہم افراد کو جماعت میں شمولیت کی دعوت دے کر حقوق اہل سنت کے تحفظ و دفاع کے لیے منظّم و متحد کیا۔ یوں آپ کے خلوص، دین و مذہب کی محبت اور شبانہ روز کی سعی مسلسل سے ضلع ساہیوال کی جماعت اہل سنت کے عروق مردہ میں پھر سے حیاتِ جاوداں پیدا ہو گئی۔ آپ 2001ء تا 2004ء تک تقریباً چار سال ضلعی امارت کے منصب پر فائز رہے۔ اس دوران آپ نے ہر سطح پر جماعتی مقاصد کی تکمیل اور تحفظ اہل سنت کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔

جوائنٹ سیکرٹری جماعت اہل سنت پنجاب

ضلعی سطح پر آپ کی جماعتی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے مرکزی قائدین حضرت علامہ پروفیسر مظہر سعید کاظمی صاحب اور مفسر قرآن علامہ سیّد ریاض حسین شاہ صاحب ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت نے مجلس مشاورت کی سفارش پر 2004ء کے اواخر سے لے کر تادم تحریر صوبائی سطح پر ایک فعال اور ذمہ دار عہدیدار ہونے کی حیثیت سے جماعت اہل سنت کے مشن کے فروغ اور مقاصد کے حصول کے لیے مصروف عمل ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ صوبہ بھر کے مختلف اضلاع کا دورہ بھی کر چکے ہیں۔

جمعیت علمائے پاکستان میں اگرچہ آپ کبھی بھی شامل نہیں رہے۔ لیکن مذہبی و مسلکی

Marfat.com

اور اعتقادی مناسبت سے علاقہ بھر میں ہمیشہ اس کے ساتھ بھی تعاون کرتے رہے ہیں۔ قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی سے آپ ایک گونہ قلبی تعلق رکھتے ہیں۔ اس اعتبار سے ان کی حین حیات بھی ان کے ساتھ گہرے مراسم و تعلقات قائم تھے۔ آپ کی تقریب شادی میں کثیر تعداد میں علماء و مشائخ کے علاوہ مولانا نورانی مرحوم نے بھی آپ کی خصوصی دعوت پر شرکت کی۔

انتخابی سیاست کا آغاز

صاحبزادہ پیر سیّد عمران ولی شاہ نے اپنی انتخابی سیاست کا آغاز بلدیاتی انتخابات میں 1999ء میں کونسلر کا الیکشن لڑ کر کیا۔ یہ اگرچہ آپ کا پہلا انتخابی معرکہ تھا مگر آپ کی شرافت، خاندانی وقار اور شخصیت سے متاثر ہو کر مد مقابل نے اپنے کاغذاتِ نامزدگی واپس لے لیے اور یوں آپ اس پہلے ہی معرکہ میں بلا مقابلہ کونسلر منتخب ہو گئے۔ جس نے آئندہ کے لیے آپ پر سیاسی فتوحات کا دروازہ کھول دیا۔

ناظم یونین کونسل

12 اکتوبر 1999ء کو جب فوج نے ایک مرتبہ پھر شب خون مارا اور منتخب عوامی حکومت کا تختہ الٹ کر جنرل پرویز مشرف بطور چیف ایگزیکٹو ملکی اقتدار پر قابض ہو گئے تو اس نے 2001ء میں بلدیاتی اداروں کے ذریعہ ضلعی حکومتوں کا نظام متعارف کروایا۔ تمام اضلاع اور تحصیلوں کو چھوٹے چھوٹے یونٹوں میں تقسیم کر کے یونین کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جنرل صاحب نے اپنے منصوبوں اور مقاصد کے حصول کے لیے جب بلدیاتی انتخابات کروائے تو حضرت صاحبزادہ سیّد عمران احمد شاہ ایک مرتبہ پھر بلدیاتی انتخابی سیاست میں اترے اور ساہیوال شہر کی یونین کونسل نمبر 145 میں آپ نے اپنے مد مقابل سے مقابلہ کرتے ہوئے بھاری اکثریت کے ساتھ کامیاب ہوئے۔ بلکہ پورے ضلع میں کامیاب ناظمین میں سے بھی سب سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے کا شرف و اعزاز بھی آپ کو حاصل رہا۔ ناظم منتخب ہونے کے بعد آپ نے علاقہ کی ترقی اور عوامی فلاح و بہبود کے لیے بے مثل ... یں یوں آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے علاقہ

بھر میں ایک دینی، مذہبی اور روحانی راہنما ہونے کے ساتھ ایک زیرک، مدبر، سنجیدہ اور معاملہ فہم اور سب سے بڑھ کر خدمت خلق کرنے والا اور ملنسار سیاسی راہنما ہونا بھی منوایا ہے۔

آپ کی ان ہی خصوصیات کی بناء پر آپ کو بلا امتیاز دینی و مذہبی اور سیاسی مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے تمام طبقات میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور آپ بھی ہمیشہ خلق نبوی ﷺ کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر ایک کے ساتھ قدر و منزلت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

قومی سیاست کا آغاز

دینی و مذہبی پس منظر رکھنے کی وجہ سے آپ دو قومی نظریہ، پاکستان کے اسلامی تشخص اور ملکی سلامتی پر غیر متزلزل یقین رکھتے ہیں۔ جبکہ ہمارے موجودہ حکمران عملاً ان تمام باتوں کو ناپسند کرتے اور ہر لمحے دو قومی نظریہ اور پاکستان کے اسلامی تشخص کے خلاف ہذیان گوئی کرتے رہتے ہیں۔ اپنے ان مذموم مقاصد کو پورا کرنے کے لیے ایک طرف سیاسی انارکی، اقتصادی و سیاسی کرپشن کا بازار گرم کر رکھا ہے تو دوسری طرف محبّ وطن سیاسی کارکنوں کو ہراساں کرنے کا سلسلہ بھی جاری کر رکھا ہے۔ چنانچہ ملک بھر کے دیگر سیاسی راہنماؤں کی طرح حضرت پیرزادہ صاحب کو بھی ان کٹھن حالات کا مقابلہ کرنا پڑا۔ لیکن انہوں نے کمال استقامت اور جواں مردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکومتی ہتھکنڈوں کے سامنے سر جھکانے کی بجائے اعلائے کلمۃ الحق ادا کرنے کی سنت شبیری پر عمل کرتے ہوئے ہر ظلم کو برداشت کیا اور خم ٹھونک کر حکومت کے غیر اسلامی، غیر اخلاقی اور غیر جمہوری اقدامات کی جرأت مندانہ مخالفت کرتے ہوئے حق گوئی کا علم بلند کئے ہوئے ہیں۔

پاکستان مسلم لیگ میں شمولیت

دینی، مذہبی اور مسلکی خدمات کے لیے تو آپ جماعت اہل سنت میں ایک متحرک راہنما کی حیثیت سے مصروف عمل ہیں۔ لیکن سیاسی خدمات کے لیے آپ نے پاکستان کی خالق اور دو قومی نظریہ کی علمبردار جماعت ہونے کی بناء پر مسلم لیگ کو اپنے لیے موزوں سمجھ کر 2001ء میں باقاعدہ طور پر مسلم لیگ (نواز شریف گروپ) میں شمولیت اختیار کی اور یہاں بھی اپنی خداداد صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ چنانچہ 2002ء میں جب جنرل پرویز مشرف نے

Marfat.com

ملک میں عام انتخابات منعقد کروائے تو اس وقت مسلم لیگی قیادت نے آپ کی خدمات اور صلاحیتوں کا عملی اقرار واعتراف کرتے ہوئے ساہیوال شہر سے قومی حلقہ این اے سے آپ کو اپنا امیدوار بنا کر کھڑا کیا تو اگرچہ قومی انتخابی سیاست میں حصہ لینے کا آپ کا یہ پہلا موقعہ تھا مگر آپ نے ایک کامیاب اور بیدار مغز سیاست دان ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی انتخابی مہم کو انتہائی منظم انداز میں چلایا۔ علاقہ بھر کے عوام' علماء و مشائخ اور دیگر تمام موثر طبقات سے بھرپور رابطہ کیا اور ان سب کو عملاً میدان سیاست میں لے آئے۔ چنانچہ اپنی کامیاب سیاسی حکمت عملی کی بناء پر اگرچہ عوام کی طرف سے 45000 ہزار ووٹ لے کر اس معرکہ میں بھی کامیاب ہو گئے تھے۔ مگر جب جرنیلی انتخابی انتظامیہ کی طرف سے نتائج کا اعلان کیا گیا تو مدمقابل حکومتی امیدوار کو کامیاب قرار دے دیا گیا۔

صدر علماء و مشائخ ونگ پنجاب

2002ء کے الیکشن کے بعد بھی اگرچہ آپ کو حکومتی حلقوں کی طرف سے ہراساں کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ مگر آپ اپنے نظریات پر ثابت قدم رہے۔ پھر حکومت کی طرف مفادات کا لالچ بھی دیا گیا۔ مگر آپ کے پائے استقامت میں کوئی لغزش واقع نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ پوری استقامت کے ساتھ اپنے پارٹی راہنماؤں کے ساتھ کھڑے رہے اور حکومتی کے ہر جبر کو سہتے رہے۔ چنانچہ آپ کی استقامت' ثابت قدمی اور پارٹی کے لیے خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے 2005ء کے ابتدائی دنوں میں آپ کو صوبائی سطح پر علماء و مشائخ ونگ مسلم لیگ پنجاب کا صدر منتخب کیا گیا اور آپ کے ذمہ صوبہ بھر میں مسلم لیگی پیغام علماء و مشائخ تک پہنچانے کا فریضہ لگایا گیا۔ آپ نے اس منصب پر فائز ہوتے ہی پورے صوبہ میں مسلم لیگ (نواز گروپ) کے ہم خیال علماء و مشائخ کو منظم کرنے کا کام پوری تندہی سے شروع کیا اور اسی سلسلہ میں 3 مئی 2006ء کو لاہور میں تاریخی علماء و مشائخ کنونشن کا انعقاد کیا جس میں کثیر تعداد میں علماء و مشائخ اور عوام نے شرکت کی۔ اس پر وقار تقریب سے مسلم لیگ کے مرکزی راہنماؤں بالخصوص سردار ذوالفقار خان کھوسہ نے شرکاء سے خطاب کیا۔ اس کنونشن میں بہت سے علماء و مشائخ نے مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کیا۔

Marfat.com

ذوق شعری

منعم حقیقی نے حضرت پیرزادہ ولی شاہ صاحب کو ذوق شعری سے بھی نواز رکھا ہے۔ اگرچہ آپ اس میدان میں مستقل طبع آزمائی نہیں کرتے مگر جب ذوق جنوں سوا ہوتا ہے تو تصور مدینہ اور حاضری بارگاہ میں ڈوب کر جب شعر کہتے ہیں تو اور ہی رنگ ہوتا ہے۔ نمونہ کلام کے طور پر آپ کی دو نعتیں ملاحظہ ہوں۔

”نعت“

زر چیز ہے کیا آقا یہ جاں بھی تمہاری ہے
تیرے قدموں میں جاں نکلے حسرت یہ ہماری ہے
گلیوں میں مدینے کی پلکوں کو بچھا دوں میں
مجھے خاک مدینے کی ہر چیز سے پیاری ہے
سرکار بھرم رکھنا رسواء نہ ہوں محشر میں
کس اور کے در جائے تیرے در کا بھکاری ہے
زہرہؓ کے صدقے میں حسینؓ کے صدقے میں
در پہ بلا لو آقا عرض یہ ہماری ہے
اک روز بلائیں گے قسمت کے جگانے کو
اب جائیں گے ہم طیبہ اپنی بھی تیاری ہے
عاصی ہوں جہاں بھر کا پتلا ہوں خطاؤں کا
سید پہ کرم کرنا امت میں تمہاری ہے

”نعت“

مجھے طیبہ پھر بلانا اے کالی کملی والے
میرے بھاگ بھی جگانا اے کالی کملی والے

Marfat.com

تیرے در سے دور رہ کر جیتا ہوں مر کر
یہ تڑپ میری مٹانا اے کالی کملی والے
میں غریب ہوں اکیلا فقط آسرا ہے تیرا
مجھے سینے سے پھر لگانا اے کالی کملی والے
میری جان نکل رہی ہے رکنے لگی ہیں سانسیں
اے طبیب جلد آنا اے کالی کملی والے
میں سنہری جالی چوموں روضے کے گرد گھوموں
ہو یہی میرا ٹھکانا اے کالی کملی والے
میری آرزو ہو پوری رہے دائم حضوری
میری لاج تم نبھانا اے کالی کملی والے
تیرے در کی حاضری کو آتے ہیں لوگ لاکھوں
سید کو پھر بلانا اے کالی کملی والے

سیرت واخلاق

راقم الحروف کو اس امر کا اعتراف کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے کہ میں نے حضرت پیرزادہ سیّد عمران ولی شاہ مدظلہ کو شخصی وذاتی سیرت وکردار کے حوالے سے ہمیشہ پیکر اخلاق مخلص وملنسار، پیکر شرم وحیاء، مجسمۂ شرافت، سراپا شفقت ومحبت، صلح پسند، غرور وتکبر سے مبراء اور حرص وہوا سے بے نیاز پایا ہے۔ اس سلسلہ میں ذاتی مشاہدہ وتجربہ کے طور پر ایک ملاقات کا ذکر کرنا خالی از فائدہ نہیں ہوگا۔ گزشتہ سال 9 ستمبر 2006ء بروز ہفتہ برادرم حاجی امجد حسین شیخ غوثیہ کارپوریشن غلہ منڈی ساہیوال اور راقم الحروف دونوں ملاقات کے لیے سادات منزل جہال روڈ حاضر ہوئے۔ لیکن آپ اس وقت اپنے گھر تشریف لے جا چکے تھے۔ باہر کچھ مریدین اور دیگر ملاقاتی بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے بھی تقریباً دس منٹ تک آپ کا انتظار کیا۔ باہر موجود خدام سے ہمیں یہ خبر ملی۔ آپ نے غسل کرنا ہے اور پھر ایک محفل اور شادی کی تقریب میں شرکت کے لیے جانا ہے۔ اس لیے آپ ذرا دیر سے باہر تشریف لائیں

Marfat.com

گے تو اس پر محترم امجد حسین صاحب نے راقم کے نام سے اندر پیغام بھیج دیا تو آپ نے فوراً اپنے خادم خاص کو حکم دیا کہ وہ ہمیں کمرۂ ملاقات میں بٹھائے اور پانی پلائے۔ چنانچہ خادم نے تعمیل حکم کرتے ہوئے ہمیں پانی پلایا اور حضرت پیرزادہ صاحب کا حکم دیا کہ ہم کمرۂ ملاقات میں بیٹھیں۔ ہمیں آپ کا یہ پیغام ملا ہی تھا کہ اتنے میں ضلع ساہیوال کی مقامی انتظامیہ کے کچھ سرکاری احباب جن میں ایک انصاری صاحب کہہ کر پکارے جاتے تھے اور وہ اسی روز عمرہ کی سعادت حاصل کر کے لوٹے تھے۔ وہ بھی ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو اتنے میں آپ بھی تیار ہو کر باہر تشریف لے آئے۔ چنانچہ ان سرکاری افسران اور ہم دونوں کو اس طرح کہ راقم کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے ساتھ کمرے میں لے کر گئے اور ہم سب مہمانوں کی مختلف مٹھائیوں جن میں سے کچھ انڈین مٹھائیاں بھی تھیں۔ کھیر، گجریلا اور چائے بسکٹوں کے ساتھ ہماری مہمان نوازی کی۔ اس موقع پر آپ خود تمام سامان اٹھا کر لائے اور پھر فرداً فرداً ہر شخص کو مختلف چیزیں لینے کا فرماتے۔ آپ کے اس طرزِ عمل سے راقم ذاتی طور پر بہت متاثر ہوا۔ یہ سچ ہے کہ

''ہر کہ او خدمت کرد مخدوم شد''

یہ طریق زندگی اور حسن اخلاق ہی ہے۔ جس کے باعث آپ تمام طبقات اور مکاتب فکر میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

Marfat.com

مزید مطالعہ کے لئے

مقاماتِ طیبین	امام دین کھوتکوی
انوار محی الدین	سیّد شبیر احمد بخاری
سیّدی ضیاء الدین مدنی	شیخ عارف قادری
حضرت سیّد علی احمد شاہ صابر ایک مصلح	مولانا اللہ دتہ نظامی
مختصر حالاتِ زندگی سیّد علی احمد شاہ	ماسٹر محمد رمضان قادری
سوانح نذیری	محمد الیاس اعظمی
انوار قطبِ مدینہ	خلیل رانا
مجلّہ نوید حق تذکار اولیاء نمبر	مولانا منور نورانی
زینت المحافل ترجمہ نزہت المجالس	مولانا محمد منشاء تابش قصوری
دیباچہ ملفوظات شریفہ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
”اُفق“ سنی کانفرنس ملتان نمبر کراچی	ظہور الحسن بھوپالی
”اُفق“ میلاد مصطفیٰ کانفرنس رائیونڈ نمبر	ایضاً
مجاہد ملت مولانا عبد الستار خان نیازی	محمد صادق قصوری
ماہنامہ رضوان لاہور	علامہ سیّد محمود احمد رضوی
حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی
اسرار و رموز	علامہ ڈاکٹر محمد اقبال
ہم اور ہمارے اسلاف	ڈاکٹر سید عبد الرحمٰن ہمدانی
مجموعہ چالیس وظائف مع شجرہ	پیر سیّد علی احمد شاہ قصوری
مشیر نوجواناں	سیّد علی احمد شاہ قصوری
مسبعات عشرہ	انجمن حضوریہ قصوریہ
یادگاری کتابچہ مجلس رضا لاہور	مجلس رضا لاہور
انٹرویو صاحبزادہ عمران احمد شاہ	محمد الیاس اعظمی
ماہنامہ الحبیب قصور (الیکشن نمبر)	مولانا محمد شریف نوری قصوری

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات

۱ے امام دین کھوتکوی مولوی تذکرہ اعلیٰ حضرت للّٰھی مقاماتِ طیبین مترجم احمد سعید ہمدانی سیّد، مکتبہ نور رسالت محلہ ستھاں اندرون بھاٹی گیٹ لاہور اکتوبر ۱۹۸۶، ص ۳۵

۲ے شبیر احمد شاہ صاحبزادہ سید' انوار محی الدین' مکتبہ حضوریہ بنگلہ شریف نو دھولری کمالیہ ضلع فیصل آباد' اکتوبر ۱۹۶۶' ص ۲۰۶

۳ے ایضاً -ص ۲۱۲

۴ے امام دین کھوتکوی' تذکرہ اعلیٰ حضرت للّٰھی ترجمہ مقاماتِ طیبین' ص: ۱۸۹

۵ے ایضاً ص: ۱۹۳

۶ے غلام محمد قادری نقشبندی حافظ -سی حرفی' بھکرص

۷ے شبیر احمد شاہ صاحبزادہ سید' انوار محی الدین' ص ۲۰۶

۸ے ہمدانی عبدالرحمٰن سیّد ڈاکٹر' سالار عجم' ساداتِ ہمدانیہ ویلفیئر سوسائٹی پنجاب طبع دوم جنوری ۱۹۹۰ء' ص ۲۸۰

۹ے شبیر احمد شاہ' صاحبزادہ سید' انوار محی الدین' ص ۲۹۵

۱۰ے قصوری محمد صادق' مختصر حالات حضرت سیّد محمد شاہ قصوری مشمولہ تفسیر سورۃ ن والقلم از سیّد محمد شاہ قصوری' مسجد صاحبزادگان محلہ چمرگاں نیا بازار قصور طباعت اوّل فروری ۱۹۹۵ء' ص ۳۲

۱۱ے غلام محی الدین دائم الحضوری قصوری خواجہ' ملفوظاتِ شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی'

Marfat.com

مترجم پروفیسر محمد اقبال مجددی، مکتبہ نبویہ لاہور، ص ۶۳
۱۲۔ ایضاً
۱۳۔ اعظمی محمد الیاس، سوانح نذیری، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور، شاعت اوّل، مارچ ۱۹۸۷ء ص: ۱۴
۱۴۔ ایضاً، ص ۲۰
۱۵۔ ایضاً، ص ۲۲
۱۶۔ شبیر احمد شاہ صاحبزادہ سیّد انوار محی الدین، ص: ۲۹۵
۱۷۔ اعظمی محمد الیاس، سوانح نذیری، ص ۲۵
۱۸۔ راقم سے ایک خصوصی ملاقات کے موقع پر ارشاد
۱۹۔ اعظمی محمد الیاس، سوانح نذیری، ص ۲۴
۲۰۔ گفتگو حاجی محمد شریف مغل قادری کوٹ فتح دین خاں قصور
۲۱۔ ایضاً
۲۲۔ علی احمد شاہ صابر سیّد۔ مسبعاتِ عشرہ، انجمن حضوریہ قصور، ص ۲۳ تا ۲۵
۲۳۔ انٹرویو صاحبزادہ سیّد عمران احمد ولی شاہ، ملاقات: راقم الحروف
۲۴۔ مجددی محمد اقبال پروفیسر، مقدمہ ملفوظاتِ شریفہ، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ص ۴۷
۲۵۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں امام، حدائق بخشش، شبیر برادرز اُردو بازار لاہور، طبع اوّل، ۱۹۸۸ء، حصہ اوّل، ص ۵۰
۲۶۔ ایضاً ص ۱۸
۲۷۔ ایضاً، ص
۲۸۔ محمد عالم مختار حق، یوم رضا کی کہانی اشتہارات کی زبانی مجلس رضا کراچی، ص ۱۵۷
۲۹۔ محمد اقبال علامہ ڈاکٹر، اسرار رموز مشمولہ کلیاتِ اقبال فارسی شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، اشاعت چہارم ستمبر ۱۹۸۱ء ص ۵۱
۳۰۔ اقبال علامہ ڈاکٹر، مشمولہ کلیات اقبال فارسی، شیخ غلام علی اینڈ سنز ص
۳۱۔ محمد اقبال علامہ ڈاکٹر، بانگِ دراء مشمولہ کلیاتِ اقبال اُردو، اقبال اکادمی لاہور، اشاعت

Marfat.com

ذخیرہ

سوم ۱۹۹۵ء، ص ۲۳۶
۴۲۔ احمد رضا خاں امام، حدائق بخشش، حصہ اوّل ص ۱۷
۴۳۔ ایضاً ص ۷۵-۷۶
۳۴۔ رانا خلیل احمد، انوار قطبِ مدینہ، مرکزی مجلس رضا لاہور، اشاعت اوّل ۱۴۰۸، ص ۱۹۴
۳۵۔ محمد عارف قادری ضیائی عبد المصطفیٰ، سیدی ضیاء الدین احمد القادری، حزب القادریہ لاہور، طبع اوّل، ذوالحجہ ۱۴۲۶، جلد اوّل ص: ۲۲۷
۳۶۔ ایضاً، ص: ۶۶۶
۳۷۔ رانا خلیل احمد، انوار قطبِ مدینہ، مرکزی مجلس رضا لاہور، ص ۴۷۵
۳۸۔ احمد رضا خاں امام، حدائق بخشش، حصہ اوّل، ص ۴۶
۳۹۔ ایضاً، ص ۴۷
۴۰۔ ایضاً ص ۷۷
۴۱۔ محمد عارف قادری ضیائی عبد المصطفیٰ، سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد اوّل ص ۵۳۲، ۵۳۳
۴۲۔ احمد رضا خاں امام، حدائق بخشش، حصہ اوّل، ص ۱۷
۴۳۔ ایضاً، ص ۱۶، ۱۷
۴۴۔ قصوری محمد منشاء تابش مولانا، زینت المحافل ترجمہ نزہۃ المجالس جلد اوّل شبیر برادرز، طبع اوّل ۱۹۹۸ء/ ۱۴۱۸ء ص ۶۰۹
۴۵۔ احمد رضا خاں امام، حدائق بخشش، حصہ اوّل، ص: ۱۷
۴۶۔ بھوپالی ظہور الحسن، ہفت روزہ افق کراچی، ۲۷ نومبر تا ۳ دسمبر ۱۹۷۸ء ص ۱۱
۴۷۔ احمد رضا خاں امام، حدائق بخشش حصہ اوّل، ص ۷۰
۴۸۔ دائم الحضوری غلام محی الدین خواجہ، مدح حضرت غوث اعظم، بزم حضوریہ کوٹ بدر الدین خاں قصور ص ۱۲
۴۹۔ علی احمد شاہ سیّد پیر مشیر نوجواناں، مکتبہ حضوریہ قصوریہ ص: ۵۲

Marfat.com

Marfat.com

پروفیسر الیاس اعظمی کی دیگر مطبوعہ کتب

1- فتاویٰ نوریہ کا تقابلی مطالعہ
2- رہنمائے تحقیق
3- داڑھی کی شرعی حیثیت
4- جواہر غوثیہ
5- امام انقلاب شاہ ولی اللہ دہلوی اور قائد انقلاب پروفیسر محمد طاہر القادری (افکار و نظریات)
6- منہاج الصلوٰۃ
7- مطالعہ احمدیت اور دعوتِ انصاف
8- رمضان المبارک میں معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات
9- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام تربیت
10- سوانح نذیری
11- حقیقت فی بیان میلاد النبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم
12- اہمیت الحدیث عند القرآن
13- مولانا عبد الستار خاں نیازی- ایک مجاہد- ایک صوفی
14- شانِ غوث اعظم (مشائخ و علماء ہند کی نظر میں)

Marfat.com

پروفیسر الیاس اعظمی کی دیگر مطبوعہ کتب

1- فتاویٰ نوریہ کا تقابلی مطالعہ
2- رہنمائے تحقیق
3- داڑھی کی شرعی حیثیت
4- جواہر غوثیہ
5- امام انقلاب شاہ ولی اللہ دہلوی اور
قائد انقلاب پروفیسر محمد طاہر القادری (افکار و نظریات)
6- منہاج الصلوٰۃ
7- مطالعہ احمدیت اور دعوتِ انصاف
8- رمضان المبارک میں معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم
کے معمولات
9- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام تربیت
10- سوانح نذیری
11- حقیقت فی بیان میلاد النبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم
12- اہمیت الحدیث عند القرآن
13- مولانا عبدالستار خاں نیازی- ایک مجاہد- ایک صوفی
14- شانِ غوث اعظم (مشائخ و علماء ہند کی نظر میں)

Marfat.com